

رسائل

حضرت مولانا یعقوب چرخي رحمۃ اللہ علیہ

تجزیہ شدہ تالیفات و اشعار

محمد نذیر انجھا



رسائل

حضرت مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح، ترجمہ، مقدمہ، تعلیقات و حواشی

محمد نذیر رانجھا

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

کنڈیاں، ضلع میانوالی

جملہ حقوق محفوظ

- نام کتاب : رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ و حواشی : محمد نذیر انجھا
ترتیب : وی پرنٹ، راولپنڈی، ۹۶-۵۸۱۴-۵۱
اہتمام : پورب اکادمی پبلشرز، اسلام آباد، ۹۶-۵۳۸۲-۵۱
ناشر : خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کنڈیاں، ضلع میانوالی
طباعت : اول
سال طباعت : ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء
ہدیہ : - / روپے

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

کنڈیاں، ضلع میانوالی

فہرست

۶۶۱

۵۵۱

تقریظ

حرف آغاز

مقدمہ:

شرح احوال و آثار حضرت مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳

حصہ اول (اُردو)

۳۹

رسالہ اول: شرح اسماء الحسنی

۷۱

رسالہ دوم: حواریہ

۸۳

رسالہ سوم: طریقہ ختم احزاب

۸۹

رسالہ چہارم: ابدالیہ

۱۱۱

رسالہ پنجم: اُنسیہ

حصہ دوم (فارسی)

۱۵۷

رسالہ اول: شرح اسماء الحسنی

۱۷۹

رسالہ دوم: حواریہ

۱۸۷

رسالہ سوم: طریقہ ختم احزاب

۱۹۱

رسالہ چہارم: ابدالیہ

۲۰۷

رسالہ پنجم: اُنسیہ

تعارف

حواشی

مآخذ و منابع

محمد زبیر انجمن نامہ

۲۳۹

۲۵۵

۲۶۱

رسائل حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی رحمہ اللہ علیہ

محمد زبیر انجمن

دی پرنٹنگ ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۶ء

پروف اکادمی، لاہور، ۱۹۹۶ء

پروف اکادمی، لاہور، ۱۹۹۶ء

اول

طباعت

۱۳۳۱ھ (۱۹۱۲ء) مآخذ

سال طباعت

۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱
۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲
۱۰۳	۱۰۳	۱۰۳
۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴
۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵

(۱۰۱) مآخذ

۱۰۱	۱۰۱	۱۰۱
۱۰۲	۱۰۲	۱۰۲
۱۰۳	۱۰۳	۱۰۳
۱۰۴	۱۰۴	۱۰۴
۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵

انتساب

بہ نام نامی زبدۃ العارفین و قدوۃ الکاملین خواجہ خواجگان شیخ المشائخ مخدوم زماں سیدنا و
مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظاہم العالی، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ،
کنڈیاں، ضلع میانوالی:

مرشد مہربان چنین باید
تا در فیض زود بکشاید

آنکہ بہ تمیز دید یک نظر شمس دین
سخرہ کند بر دہ طعنہ زند بر چلہ

خاک پائے اولیائے عظام
احقر محمد نذیر انجما

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلَاةِ وَالرَّسَالِ الشَّنِئَاتِ وَالنَّجِيَّاتِ فَقِيرٌ أَبُو الْخَلِيلِ خَانَ مُحَمَّدٌ عَزَّ وَجَلَّ

تقریظ

اما بعد!

عزیز محترم جناب محمد نذیر رانجھا صاحب سلمہ حضرت مولانا یعقوب چرخی کے رسائل کا اردو ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے مقاصد خیر اور مساعی جمیلہ میں فائز المرام و کامران فرمائے۔

ان کا یہ لکھنے کا سلسلہ بڑا مبارک ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمادیں، لوگوں کے لئے فائدہ مند گردانے اور اپنی رضا و خوشنودی سے سرفراز فرمادیں۔ آمین۔

والسلام!

فقیر ابو محمد خلیل خان محمد عسوی منہ

از خانقاہ سراجیہ

۳ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

۱۰ اپریل ۲۰۰۸ء

فیکس: 242555 فون: 0459-241604

www.maktabah.org

حرفِ آغاز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ زَيَّنَ السَّمٰوٰتِ الدُّنْیَا بِمَصٰیحِیْحٍ وَجَعَلَهَا رُجُوْمًا
لِّلشَّیْطٰنِ، وَزَيَّنَ الْاَرْضَ بِالرُّسُلِ وَالْاَوْلِیَّاءِ وَالْعُلَمَآءِ وَجَعَلَهُمْ حُجَجًا
وَبَرَآهِیْنَ، یَرْفَعُ بِهِمُ الظُّلْمٰتِ وَالشُّكُوْكَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰی
سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَتْبَاعِهِ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ
الدِّیْنِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی اَسَاتِدَتِنَا وَمَشَائِخِنَا وَاَسْلَافِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَصْحَابِنَا
وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. اَمَّا بَعْدُ:

قدر گل و مل بادہ پرستان دانند

نہ خود منشاں و تنگدستان دانند

از نقش تو اں بسوئے بے نقش شدن

کین نقش غریب نقشبندان دانند

خوشاروز اول کہ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ / جولائی ۱۹۶۹ء میں حضرات کرام دامت برکاتہم
العالیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کنڈیاں، ضلع میانوالی کے محب و مخلص اور اچھے مہربان و مشفق
اور محسن صادق جناب صوفی شان احمد بھلوانہ (م ۱۳۱۸ھ / ۱۹۹۷ء)، برادر گرامی جناب صوفی احمد
یار بھلوانہ (م ۱۳۲۸ھ / ۲۰۰۷ء)، اللہ کریم دونوں بزرگوں کو غریقِ رحمت فرمائے (ساکن پرانا
بھلوال، ضلع سرگودھا) کی تشویق و رہنمائی سے یہ ننگ جہاں کشاں کشاں خانقاہ سراجیہ شریف
جا پہنچا اور اس خانقاہ عالیہ کی مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز سلطانِ طریقت و شہنشاہِ حقیقت، آفتابِ عالم
تاب و مہتاب ضیاء بارخوابہ خواجگان، شیخ المشائخ، مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا
ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظہم العالی کی زیارت و دست یوسی کا اسے شرف نصیب ہوا۔

خوشاروز دوم کہ بعد از نماز فجر اور حلقہ و مراقبہ اس پر تقصیر کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی سلک

تاجدار کے اس گوہر نامدار و درشاہوار اور زنجیرہ روحانی کے عروۃ الوثقی کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کی سعادت ازلی ارزائی ہوئی اور تلقین و ارشاد کے سبقِ اول، مثلِ آخرِ کا حظ وافر اور شافی و کافی عطا ہوا:

شالا مڑ آون اوہ گھڑیاں

جدوں سنگ بچناں دے رلیاں

دوگور برم از سر گیسوئے تو تارے

تاسایہ کند بر سر من روزِ قیامت

حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (م ۸۵۱ھ / ۱۴۴۷ء) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے صفِ اول کے بزرگوں میں شامل ہیں۔ انہوں نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ (م ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء) سے براہِ راست کسبِ فیض کیا اور خلافت پائی۔ ان کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ (م ۸۰۲ھ / ۱۴۰۰ء) سے خرقتہ خلافت عطا ہوا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ (م ۸۹۵ھ / ۱۴۹۰ء) جیسے نابغہ روزگار نقشبندی بزرگ و عارف باللہ حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کے فیض یافتہ ہوئے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ کو اپنی خانقاہ سے رخصت کرتے وقت فرمایا تھا:

”تمہیں جو کچھ ہم سے ملا ہے، اسے بندگانِ خدا تک پہنچا دینا اور

مناسب حال حاضرین کو بطریقِ خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ

کرنا، تاکہ سعادت کا موجب بنے۔“

لہذا حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ نے اس فرضِ منصبی کو کما حقہ ادا کرنے کی سعی فرمائی اور اپنی تصنیفات میں اپنے پیرومرشد کے افکار و معارف اور فیوض و برکات کے انمول موتی جمع فرمادیئے۔ ان کی تمام کتب میں حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے افکار و معارف کے گوہر ہائے گرانمایہ موجود ہیں۔

”رحمتِ حق بہانہ می جوید“ کے مصداق بلا مبالغہ اس نادان و ناکارہ جہاں کو کتاب خانہ گنج

بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں گزارے ہوئے وہ لمحات زندگی یاد آ

رہے ہیں، جن میں اس نے کشف المحجوب حضرت شیخ ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۶۵ھ/ ۱۰۷۲ء) کے آخر میں رسالہ ابدالیہ حضرت مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی مخطوط کو کچی پنسل سے صفحات لگائے تو ایک قاصد غیبی نے اس کے دل میں کہا کہ اس رسالہ کی تصحیح و تعلیقات کا کام کرنا چاہئے۔ بس یہی وہ جذبہ خیر تھا جس نے اس بے نوا کو فصل الہی کے قریب تر کر ڈالا۔ یہ ۱۹۷۷ء کی بات ہے اور حق تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ۱۹۷۸ء میں اس رسالہ کا فارسی متن اور اردو ترجمہ الگ الگ اس بے نوا کی سعی سے منصفہ شہود پر آ گئے۔ اس کے بعد قبولیت و سعادت مندی کا وہ دروہا ہوا کہ جس کے طفیل اس نادان اور ناکارہ روزگار نے ۲۰۰۶ء میں ”تفسیر چرخنی“ حضرت مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی تکمیل کا شرف حاصل کر لیا:

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ
يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ حضرت مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ کے دستیاب آثار میں سے ابدالیہ کے علاوہ رسالہ اُنسیہ، حوارسیہ (شرح رباعی ابوسعید ابی الخیر رحمۃ اللہ علیہ)، شرح اسماء الحسنی، طریقہ ختم احزاب (منازل قرآن مجید) کے فارسی متن اور اردو ترجمے قبل ازیں پیش کئے جا چکے ہیں، نیز رسالہ نانیہ کا اردو ترجمہ شرح دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ کے نام سے جنوری ۲۰۰۴ء میں طبع ہو چکا ہے اور اب رب کریم کے فضل و کرم سے رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ (۱۔ شرح اسماء الحسنی، ۲۔ حوارسیہ، ۳۔ طریقہ ختم احزاب، ۴۔ ابدالیہ، ۵۔ اُنسیہ) کا اردو ترجمہ مع فارسی متن دوبارہ طبع کیا جا رہا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذٰلِكَ۔ اس ننگ جہاں کو حضرت مولانا یعقوب چرخنیؒ کے جو آثار دستیاب ہو سکے ہیں، ان سب کا اردو ترجمہ احقر کی مساعی سے طبع ہو گیا ہے۔ شنید ہے کہ ایران میں ایک صاحب کو حضرت مولانا یعقوب چرخنیؒ کے مزید آثار ملے ہیں، خدا کرے کہ وہ طبع ہوں اور ہم مسکینوں کے ہاتھ لگیں:

این سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ کریم کے فضل و کرم سے رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نظر

اشاعت خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی کی طرف سے ہو رہی ہے، جو عالی مناقب و بلند مراتب صاحبزادہ حضرت مولانا ظلیل احمد صاحب مدظلہ العالی کی مساعی خیر کا ثمرہ ہے:

مور مسکین ہو سے داشت کہ در کعبہ رسد

دست در پائے کبوتر زدہ ناگاہ رسید

تن را مرا اُلفت ز کلفت رستہ می سازد

کہ آتش مشت خار خشک را گل می سازد

اپنے کریم رب کی درگاہِ معلّیٰ میں التماس ہے کہ میرے رب کریم! اپنی رحمت و کرم کے صدقے اپنے ذکر، شکر اور حسن عبادت کی توفیق ارزانی فرما۔ جینا آسان فرما اور دنیا کے فتنوں اور فسادوں سے محفوظ فرما۔ الہی! موت برحق اور تیری رضا ہے اور یہ قریب سے قریب تر ہو رہی ہے۔ پس مرنا بھی آسان ہی رہے اور وقتِ موت اپنے فضل سے خاتمہ بالخیر نصیب فرمانا۔ اے اللہ! قبر، برزخ اور حشر کی سختیوں سے محفوظ رکھنا، کیونکہ اس گندے اور نکمے کو اپنے کسی عمل کا کوئی بھروسہ نہیں، بس تیری رحمت و کرم ہی کا آسرا ہے۔ اے کریم! اس سے محروم نہ فرمانا۔ آمین۔ بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم:

یارب تو کریمی و رسول تو کریم

صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

خاک پائے اولیاء عظام

محمد نذیر رانجھا غفر ذنوبہ و ستر عیوبہ

مکان نمبر ۱۳۱، غازی آباد، کمال آباد،

صدر، راولپنڈی۔

بروز جمعرات ۷- ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ/ ۶- نومبر ۲۰۰۸ء

مقدمہ

شرح احوال و آثار

حضرت مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ

نام و نسب

یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثم اللچرخنی ثم السررزی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

والد بزرگوار

حضرت مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب ”تفسیر چرخنی“ میں چند جگہ پر ذکر کیا ہے کہ آپ کے والد بزرگوار باب علم و مطالعہ میں سے تھے اور پارسا اور صوفی تھے۔ سورۃ ماعون کی آیت تین کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے کہ ان کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ ایک روز پڑوسی کے گھر سے پانی لائے، چونکہ پانی یتیم کے پیالہ میں تھا اس لیے نہ پیا۔ (۱) مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رباعی اپنے والد بزرگوار سے پڑھی تھی:

جز جو دو تو بندگی کہ شاید مارا

جز فضل تو راہ کہ نماید مارا

بے لطف تو کار برناید مارا (۲)

گر چہ ہر دو کون طاعت داریم

یعنی: تیرے فضل کے سوا ہمیں راستہ کون سمجھائے؟ (اور) تیری ذات اقدس کے علاوہ

کس کی بندگی ہمیں زیب دیتی ہے؟

خواہ ہم دو جہان کو تیری طاعت (بندگی) سے پر کر دیں تو بھی تیرے لطف کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے۔

سورۃ التباء کے آخر میں انہوں نے لکھا ہے کہ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو وصیت

فرمائی کہ اس دعا کو ہمیشہ سورۃ عم کی قرأت کے بعد پڑھیں: (۳)

اللَّهُمَّ اغْنِنِي رِقَابَنَا وَرِقَابِ آبَائِنَا وَ أُمَّهَاتِنَا مِنَ النَّارِ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

یعنی: اے اللہ! ہماری گردنوں اور ہمارے ماں باپ کی گردنوں کو جہنم سے بچا، اپنی رحمت کے طفیل، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۶۲۲ھ / ۶۰-۱۳۶۱ء میں ہوئی (تفصیل کے لیے دیکھئے عنوان ”وفات“ جو آگے آرہا ہے)۔

تعلیم و تربیت

کچھ عرصہ جامع ہرات اور ممالک مصر میں تحصیل علم کی۔ (۴) حضرت شیخ زین الدین خوانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۳۸ھ / ۱۴۳۵ء) آپ کے ہمدرس تھے اور آپ نے حضرت مولانا شہاب الدین احمد بن محمد بن محمد سیرامی مصری رحمۃ اللہ علیہ (م آخر رمضان ۸۰۴ھ / اپریل ۱۴۰۲ء) سے جو اپنے زمانے کے مشہور عالم تھے، شرف تلمذ حاصل کیا۔ (۵) فتویٰ کی اجازت آپ نے علماء بخارا سے حاصل کی تھی۔ (۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت

آپ نے ۸۲ھ / ۱۳۸۰ء میں ایک صالحہ خواب دیکھا جب آپ کی عمر مبارک بیس سال تھی۔ اس سلسلے میں آپ نے تفسیر چرخی میں سورۃ المزمل کی آیت چار کی تفسیر کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ جب میں بخارا کے بلدہ فاخرہ میں داخل ہوا اور میں ہرات سے آیا تھا۔ فتح آباد کے مقام پر حضرت سیف الحق والدین الباخری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے برابر ایک حجرہ تھا، جس میں میں رہ رہا تھا۔ ایک رات میرے دل میں خیال آیا کہ میں علم کی مختلف شاخوں میں سے کس کو سیکھوں؟ حضرت (محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی کہ آپ (صلی اللہ علیہ و

سلم) آہستہ آہستہ (ترتیل کے ساتھ) قرآن (مجید) کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ آپ ﷺ آہستہ آہستہ تلاوت کیوں فرما رہے ہیں؟ پھر خواب (ہی) میں خیال آیا کہ ”وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً“ آپ ﷺ کے حق میں آیا ہے اور اس (آہستہ آہستہ تلاوت فرمانے) سے آپ ﷺ نے تفسیر قاضی ناصر الدین بیضاویؒ کے پڑھنے (سیکھنے) کی جانب ارشاد فرمایا ہے۔ اس (خواب) کی متابعت میں اور تفسیر (بیضاوی کے مطالعہ) میں مشغول ہونے پر بہت زیادہ فوائد حاصل ہوئے اور (حضرت محمد) مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کے اشارہ کی برکت سے قرآن (مجید) کے معانی (تفسیر چرخی کی صورت میں) ضبط (کرنے نصیب) ہوئے۔ (۷)

حضرت شیخ سیف الدین باخرزیؒ کی زیارت

انہی دنوں آپ نے حضرت شیخ العالم سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۹ھ / ۱۲۶۱ء) کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے آپ سے فرمایا: ”كَبُولَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ (۸)

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی زیارت

آپ فرماتے ہیں کہ میں ابتدائے حال میں چرخ میں اپنے گھر میں ہوتا تھا اور مجھے کسب علم کے لئے سفر کا ذوق ہوا، لیکن میرے پاس اس کے لئے وسائل نہ تھے۔ میں نے توجہ سے حضرت خضر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ تحصیل علم کے لئے جاؤ اور جہاں کہیں اور جس وقت بھی کوئی مشکل پیش آئے ہمیں یاد کرنا، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور مجھے تجربہ سے یقین ہو گیا کہ وہ خواب رحمانی تھا۔ (۹)

حضرت خواجہ نقشبندؒ سے ملاقات

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱ھ / ۱۳۸۹ء) کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے آپ کو ان سے بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ جب آپ اجازت فتویٰ حاصل کر کے

بخارا سے واپس چرخ جانے لگے تو ایک دن حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی سے عرض کیا: ”میری طرف بھی توجہ فرمائیں۔“

حضرت خواجہؒ نے فرمایا: ”کیا اس وقت جب کہ تم سفر کی حالت میں ہو؟“
 آپ نے عاجزی سے کہا: ”میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔“ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ کیوں؟ آپ نے کہا: ”اس لیے کہ آپ بزرگ ہیں اور عوام الناس میں مقبول ہیں۔“
 حضرت خواجہؒ نے فرمایا: ”کوئی اچھی دلیل؟ ممکن ہے یہ قول شیطانی ہو۔“ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ نے کہا: ”حدیث صحیح ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ بندے کو اپنا دوست بناتا ہے تو اس کی محبت اپنے بندوں کے دل میں ڈال دیتا ہے۔“ حضرت خواجہؒ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا: ”ما عزیز انیم۔“ ان کے یہ فرمانے سے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا حال دگرگوں ہو گیا، کیونکہ اس واقعہ سے ایک ماہ قبل انہوں نے خواب دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ ان سے فرماتے ہیں: ”مرید عزیز ان شو“ اور حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ یہ خواب بھول چکے تھے۔ جب حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ”ما عزیز انیم“ تو حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کو وہ خواب یاد آ گیا۔ (۱۰)

اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے التماس کی کہ میری طرف بھی توجہ فرمائیں۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا: ”ایک شخص نے حضرت عزیز ان علیہ الرحمۃ والرضوان (۱۱) سے توجہ طلب کی تو انہوں نے کہا: ”غیر توجہ میں نہیں رہتا، کوئی چیز ہمارے پاس رکھو، تاکہ جب میں اسے دیکھوں تو تم یاد آ جاؤ۔“ (۱۲)

پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ”تمہارے پاس ایسی چیز نہیں ہے جو ہمارے پاس رکھ جاؤ، لہذا میری ٹوپی ساتھ لے جاؤ، جب اسے دیکھ کر ہمیں یاد کرو گے تو ہمیں پاؤ گے اور س کی برکت تمہارے خاندان میں رہے گی۔“ پھر فرمایا: ”اس سفر میں مولانا تاج الدین دشتی کو لگی کو ضرور ملنا کہ وہ ولی اللہ ہیں۔“ (۱۳)

بخارا سے روانگی

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے سفر کی

اجازت لی اور بخارا سے بلخ کی طرف چل پڑے۔ اتفاق سے انہیں کوئی ضرورت پیش آئی اور ایسا موقع آیا کہ وہ بلخ سے کولک کی طرف روانہ ہوئے اور اس سفر میں انہیں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد آیا، جس میں انہوں نے حضرت مولانا تاج الدین دشتی کا کولک سے ملاقات کرنے کے لیے فرمایا تھا۔ (۱۴)

مولانا تاج الدین سے ملاقات اور بخارا کو واپسی

حضرت مولانا یعقوب چرخئی رحمۃ اللہ علیہ نے تلاش بسیار کے بعد حضرت مولانا تاج الدین دشتی کو لکئی رحمۃ اللہ علیہ کو پایا۔ اس ملاقات اور مولانا دشتی کا کولک کو جو رابطہ محبت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے تھا، نے مولانا یعقوب چرخئی کے دل پر اس قدر اثر کیا کہ وہ دوبارہ بخارا کی طرف چل پڑے اور ارادہ کیا کہ جا کر حضرت خواجہ نقشبند کے ہاتھ مبارک پر بیعت کریں گے۔ (۱۵)

ایک مجذوب سے ملاقات

بخارا میں ایک مجذوب تھے جن سے حضرت مولانا یعقوب چرخئی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی عقیدت تھی۔ انہوں نے ان کو سراہ بیٹھے دیکھا۔ ان سے پوچھا: ”کیا میں حضرت خواجہ نقشبند کی خدمت میں جاؤں؟“ انہوں نے کہا: ”جلدی جاؤ“۔ اس مجذوب نے اپنے سامنے زمین پر بہت سی لکیں رکھیں۔ حضرت مولانا یعقوب چرخئی رحمۃ اللہ علیہ نے خود سے کہا کہ ان لکیروں کو گنوں اگر مفرد ہوئیں تو میرے ارادے کی دلیل ہوں گی کیونکہ ”إِنَّ اللَّأْفْرَدَ فَرْدٌ وَيُحِبُّ الْفَرْدَ“ (۱۶)

چنانچہ انہوں نے لکیروں کو گنا تو یہ مفرد تھیں۔ (۱۷)

حضرت خواجہ سے دوبارہ ملاقات

اس واقعہ کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخئی رحمۃ اللہ علیہ کا اشتیاق بڑھا کہ وہ حضرت نقشبند کی خدمت میں جائیں اور ان کے مریدوں میں شامل ہو کر ان کی نظر التفات سے مشرف

ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت نصیب فرمائی اور انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کا مال اور مکمل ولی اللہ ہیں۔ غیبی اشاروں اور واقعات کے بعد انہوں نے قرآن مجید سے فال نکالی اور یہ آیت سامنے آئی۔ ”وَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمُ اقْتَدِهْ“۔ (۱۸)

آخر روز میں وہ اپنے مسکن فتح آباد میں حضرت شیخ سیف الدین الباخرزوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۹ھ / ۱۲۶۱ء) کے مزار کے طرف متوجہ بیٹھے تھے کہ اچانک قبول الہی کا ایک قاصد آ پہنچا اور ان کے دل میں باطنی بے قراری پیدا ہوئی۔ اسی وقت حضرت خواجہ نقشبندؒ کی طرف چل پڑے، جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی اقامت گاہ قصر عارفاں پہنچے تو حضرت خواجہ نقشبندؒ سر راہ ان کے منظر تھے اور وہ ان سے لطف و احسان کے ساتھ پیش آئے۔ (۱۹)

حضرت خواجہ نقشبندؒ کے حلقہ ارادت میں شمولیت

نماز کے بعد مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرمائیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث میں ہے: ”الْعِلْمُ عِلْمَانِ، عِلْمُ الْقَلْبِ فَذَلِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ لِلنَّبِيَّاءِ وَالْمُرْسَلِينَ. وَعِلْمُ اللِّسَانِ فَذَلِكَ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى ابْنِ آدَمَ“۔ (۲۰) امید ہے کہ علم باطنی سے تمہیں کچھ نصیب ہوگا۔“ نیز فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے: ”إِذَا جِئْتُمْ أَهْلَ الصِّدْقِ فَاجْلِسُوا لَهُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّهُمْ جَوَاسِسُ الْقُلُوبِ يَدْخُلُونَ فِي قُلُوبِكُمْ وَيَنْظُرُونَ إِلَى هَمَمِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ“ (۲۱) ہم مامور ہیں ہم خود کسی کو قبول نہیں کرتے۔ آج رات دیکھیں گے کہ کیا اشارہ آتا ہے۔ اگر انہوں نے تجھے قبول کیا تو ہم بھی تمہیں قبول کر لیں گے۔“ (۲۲)

یہ رات حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بڑی بھاری تھی۔ انہیں یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ شاید حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مجھے قبول نہ کریں۔ اگلے روز حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کی نماز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ”مبارک ہو کہ اشارہ قبول کرنے کا آیا ہے، ہم کسی کو قبول نہیں کرتے اور اگر قبول کریں تو دیر سے کرتے ہیں، لیکن جو

آدمی جس حالت میں آئے اور جیسا وقت ہو۔“ (۲۳)

اس کے بعد حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ کا سلسلہ طریقت حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانی قدس سرہ العزیز (۲۴) تک بیان فرمایا اور پھر حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو وقف عدوی (۲۵) میں مشغول کیا اور فرمایا: ”یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے جو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالحق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچایا۔“ (۲۶)

عطاءِ خلافت

بیعت کے بعد آپ کچھ عرصہ تک حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور اس دوران حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیلِ تعلیم و تربیت کرتے رہے۔ پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بخارا سے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور رخصت کرتے وقت فرمایا: ”ہم سے جو کچھ تمہیں ملا ہے اس کو بندگانِ خدا تک پہنچاؤ اور مناسب حال حاضرین کو خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا، تاکہ سعادت کا موجب بنے۔“ (۲۷) پھر تین بار فرمایا: ”ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا۔“ (۲۸) نیز ساتھ ہی حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرنے کا ارشاد فرمایا۔ (۲۹)

بخارا سے روانگی

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے چل کر شہر کش (ماوراء النہر کے ایک گاؤں) میں پہنچے اور وہاں کچھ عرصہ مقیم رہے۔ اسی اثناء حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر ملی۔ آپ کو بڑا صدمہ ہوا اور ساتھ ہی خوف بھی کہ مبادا عالمِ طبیعت کی طرف پھر میلان ہو جائے اور طلب کی خواہش نہ رہے۔ آپ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو دیکھا اور انہوں نے آپ کا وہم ایک اشارہ کے ساتھ دور کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے خیال کیا کہ درویشوں کے گروہ میں مل کر ان کے طریقہ کو اپنایا جائے۔ پھر عالمِ روحانی میں حضرت خواجہ نقشبند کو دیکھا تو انہوں نے آپ کو اس ارادے سے باز رہنے کا حکم دیا۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت خواجہ نقشبند کو عالمِ روحانی میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ میں وہ کون سا عمل کروں، جس کے ہونے سے آپ کو قیامت میں پالوں؟ انہوں نے فرمایا: ”شریعتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کرنے سے۔“ (۳۰)

حضرت خواجہ علاء الدین عطاری کی خدمت میں

حضرت خواجہ علاء الدین عطاری رحمۃ اللہ علیہ (۳۱) کی خدمت میں کچھ عرصہ موضع کش میں قیام کرنے کے بعد آپ بدخشان چلے گئے۔ یہاں پہنچنے پر آپ کو چغانیاں سے حضرت خواجہ علاء الدین عطاری رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی ملا، جس میں انہوں نے آپ کو اپنی متابعت کا اشارہ کیا۔ آپ چغانیاں کو روانہ ہو گئے اور حضرت خواجہ علاء الدین عطاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ آپ چند برس تک ان کی صحبت میں رہے اور ان سے خرقہ خلافت پایا۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطاری رحمۃ اللہ علیہ آپ پر بے حد لطف فرماتے تھے۔ (۳۲)

جب حضرت خواجہ علاء الدین عطاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰ رجب ۸۰۲ھ / ۱۷ مارچ ۱۴۰۰ء کو اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی تو اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ چغانیاں سے واپس حصار آ گئے اور انہوں نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی تعمیل کرنی چاہی کہ ”جو کچھ ہم سے تمہیں پہنچا ہے، اسے بندگان خدا تک پہنچا دینا اور مناسب حال حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا“۔ (۳۳)

وفات

آپ نے بروز ہفتہ ۵ صفر ۸۵۱ھ / ۲۲ اپریل ۱۴۴۷ء کو حصار میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ
وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۲ھ / ۸۰ / ۱۳۸۱ء میں بخارا میں فتح آباد کے مقام پر حضرت سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ ایک حجرے میں مقیم رہتے ہوئے ایک خواب دیکھا تھا، جس میں انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی اور اس کا ذکر انہوں نے تفسیر چرخی میں سورۃ المرسل کی آیت چار کی تفسیر کے ضمن میں کیا ہے۔ (۳۴) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آپ کی وفات سے ۶۹ سال پہلے کا ہے اور یہ ان کے آغاز طالب علمی اور ہرات سے بخارا تک سفر کرنے کا زمانہ ہے، اس وقت آپ بیس سال کے تھے۔ اس طرح آپ نے تقریباً ۸۹ سال عمر پائی۔ دوسری طرف آپ حضرت خواجہ

نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور ان سے ۶۰ برس بعد فوت ہوئے۔ اس رو سے بھی آپ نے کافی لمبی عمر پائی۔ (۳۵)

قطعہ تاریخ وفات

شد براوج چرخ چون منزل گزین
رحلتش (شمس الہدایت) گفتہ اند
حضرت یعقوب محبوب خدا
نیز (حق آمود مطلوب خدا)
ہم بدان (یعقوب محبوب خدا) (۳۶)

مزارِ انور

صاحب رشحات نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر مبارک موضع ہلقنو (۳۷) میں واقع ہے جو حصار کا ایک گاؤں ہے (۳۸) اور اسی روایت کو صاحب تذکرہ مشائخ نقشبندیہ نے بھی نقل کیا ہے۔ (۳۹) اس سلسلے میں معروف ایرانی محقق و دانشور جناب سعید نفیسی مرحوم (م ۱۳ نومبر ۱۹۶۶ء / ۲۳ شعبان ۱۳۴۵ء) اپنی کتاب ”تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی“ میں لکھتے ہیں:

”مولانا یعقوب چرخ رحمتہ اللہ علیہ نے حصار شادمان میں وفات پائی۔ ان کا مزار اب تاجکستان کے دارالخلافہ دوشنبہ سے ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر چغانیاں میں واقع ہے۔ حصار شادمان شہر پہلے اسی جگہ آباد تھا اور بعد میں (اس نے) حصارات سے شہرت پائی۔ اس شہر کے آثار میں سے ایک حمام اور دو مزار باقی ہیں۔“ (۴۰)

اولادِ امجاد

جناب سعید نفیسی کے بقول:

”حضرت مولانا یعقوب چرخ رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا یوسف چرخ رحمتہ اللہ علیہ اپنے باپ کے جانشین تھے۔ ان کا مزار دوشنبہ سے تقریباً ۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر اس جگہ موجود ہے، جو چرنک کے نام سے

مشہور ہے اور اس پر تیمور کے مقبرہ کی طرز کا مقبرہ بنا ہوا ہے۔ یہاں پہاڑ کے

دامن میں ایک بڑی خانقاہ بنائی گئی جہاں چند حجرے ہیں۔“ (۴۱)

۲۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر چرخی میں (سورۃ المعارج کی آیت پانچ کی تفسیر کے تحت) لکھا ہے: ”اس فقیر کا ایک بیٹھا تھا جس کی عمر ۱۶ برس اور ۸ ماہ تھی۔ وہ انواع کمالات سے آراستہ اور صاحب حسن صوری و معنوی تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ میں اس کی قبر پر متوجہ تھا۔ اس کی روحانیت سے یہ شعر میرے خیال میں آیا:

باد و قبلہ در راہ توحید نتوان رفت راست

یا رضائے دوست باید یا ہوائے خویشتن

(حکیم تائی)

یعنی: دو قبلہ کے ساتھ توحید کا راستہ صحیح طریقے سے طے نہیں کیا جاسکتا، یا دوست (اللہ تعالیٰ) کی رضا پر خوش رہنا ہوگا (اور) یا اپنے نفس کی رضا پر۔

اور اس شعر کو دوسرے اشعار کے ساتھ اس نے لکھ کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا اور وہ اکثر اسے

پڑھا کرتا تھا۔“ (۴۲)

راقم الحروف کے خیال میں یہ آپ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ

رَحْمَةُ وَأَسْعَةً۔

۳۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک گرامی قدر صاحبزادی بھی تھیں، جو حضرت شیخ جلال الدین محمد زاہد سمرقندی، معروف بہ ”قاضی سمرقندی“ اور ”قاضی نقشبندی“ رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۲۵ھ/ ۱۵۲۰ء) کی والدہ ماجدہ ہیں۔ حضرت قاضی سمرقندی، حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ/ ۱۳۹۰ء) کے بزرگ خلفاء میں سے تھے، جو عرصہ دراز تک سمرقند میں رہے ہیں اور منصب قضاء پر فائز تھے۔ انہوں نے اپنے شیخ و مرشد حضرت خواجہ احرار کے مناقب میں دو کتب تصنیف کیں، جن کے نام ”سلسلۃ العارفین“ اور ”تذکرۃ الصدفین“ ہیں۔ (۴۳)

خلیفہ وجانشین

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (۲۹ ربیع الاول ۱۸۹۵ء / ۲۰ فروری ۱۹۹۰ء) اپنے وقت کے مشہور عارف آپ کے جانشین اور خلیفہ تھے۔ (۲۳)

حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و ترقی

سلطان الطریقہ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین (نقشبند) قدس سرہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تیسری شاخ حضرت مولانا معظم شیخ یعقوب چرخی قدس سرہ سے چلی۔ ان سے یہ بزرگوں کے راہنما اور دین کے حامی و ناصر حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو ملی اور ان سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو عجب رونق ملی اور اسی طرح حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت خواجہ یوسف بایقولی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی جو بایقول میں آرام فرما ہیں اور ان سے شیخ بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی جو ختلان میں آرام فرما ہیں اور ان سے شیخ اسماعیل ختلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی۔ (۲۵)

مسجد مولانا یعقوب چرخیؒ

سابق سوویت حکومت نے ۱۹۸۲ء کے لگ بھگ تاجکستان کے دارالخلافہ دوشنبہ کے نواح میں واقع ایک مسجد کا نام حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر رکھا تھا۔ (۲۶)

خواجہ احرارؒ کی مولانا یعقوب چرخیؒ سے عقیدت

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے براستہ چل دختران حصار گئے اور اس طویل مسافت کو فرط اخلاص کے سبب اکثر پیادہ طے کیا۔

جب وہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت مولانا چرخیؒ نے غصے کی نگاہ سے خواجہ احرارؒ کی طرف دیکھا۔ نیز حضرت مولانا چرخیؒ کی پیشانی مبارک پر سفیدی

(مشابہ برص) ظاہر ہوئی جس سے خواجہ احراز کے دل میں کراہت پیدا ہوئی۔ حضرت مولانا چرخیؒ نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ دوسری بار مولانا یعقوب چرخیؒ نے اس طرح خواجہ احراز کی طرف توجہ فرمائی کہ انہوں نے بے اختیار ہو کر اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ اس پر مولانا یعقوب چرخیؒ نے فرمایا:

”میرے اس ہاتھ کو خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبندؒ نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور فرمایا تھا: تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے، جس کسی نے تیرا ہاتھ پکڑا اس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا ہے۔“

اس کے بعد مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ احراز رحمۃ اللہ علیہ کو طریقہ خواجگان اور وقوف عددی کی تلقین فرمائی۔ (۴۷)

شاعری

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ یہ رباعی آپ کی ہے:

تادر طلب گوہر کانی کانی تازندہ بیوئے وصل جانی جانی
 فی الجملہ حدیث مطلق از من بشنو ہر چیز کو در جستن آنی آنی (۴۸)

ترجمہ: اگر تو کان سے ہیرے حاصل کرنا چاہتا ہے تو (خود) کان بن جا، اگر تو محبوب کے وصال کی خوشبو سے زندگی پانا چاہتا ہے تو (خود) محبوب بن جا۔

مختصر طور پر یہ کئی بات مجھ سے سن لے کہ تو جس چیز کی جستجو میں ہے تو (خود) وہی بن جا۔

ملفوظات گرامی

۱۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احراز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ شیخ زین الدین خوانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مصر میں مولانا شہاب الدین سیرامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہم درس تھے۔ ایک روز آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین خوانی حل وقائع اور خوابوں کی تعبیر کا شغل فرماتے ہیں اور اس کا پورا اہتمام کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: ”جی درست ہے“۔ پھر آپ ساعت بھر عالم بے خودی میں چلے گئے۔ آپ کا معمول تھا کہ ساعت بہ ساعت عالم بے خودی میں چلے جاتے تھے۔ جب آپ ہوش میں

آئے تو آپ کی زبان پر یہ بیت جاری تھا:

چون غلام آفتابم ہمہ از آفتاب گویم نہ شمم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
یعنی: چونکہ میں سورج کا غلام ہوں، (لہذا) سورج ہی کی بات کرتا ہوں، میں نہ رات
ہوں نہ رات کا پجاری کہ خواب کی بات کروں۔

۲۔ حضرت مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شہر ہرات کے اوقاف میں
سے تین جگہوں کے علاوہ کہیں کوئی چیز نہیں کھا سکتے۔ یعنی (الف) خانقاہ حضرت خواجہ عبداللہ
انصاری رحمۃ اللہ علیہ۔ (ب) خانقاہ ملک اور (ج) مدرسہ غیاثیہ میں۔ ان تین مقامات کے علاوہ
کوئی اور جگہ ایسی وقف نہیں ہے۔ جس میں شک نہ ہو۔

اسی وجہ سے ماوراء النہر کے اکابرین قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم نے اپنے مریدوں کو ہرات
کے سفر سے منع کیا ہے، کیونکہ وہاں حلال کم ہے۔ جب سالک حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو عالم
طبیعت کی طرف لٹے پاؤں چلنے لگتا ہے اور سلوک کے سیدھے راستے سے پھر جاتا ہے۔ (۴۹)

۳۔ فرمایا: میں بخارا میں تھا۔ اپنے اندر کاہلی اور دل کی کدورت مشاہدہ کی۔ میں نے کہا کہ چند
دن روزہ رکھوں، تاکہ دل کی یہ کدورت دور ہو جائے۔ میں نے روزہ کی نیت کی اور اپنے شیخ
(حضرت) خواجہ بہاء الدین (نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا، جب انہوں نے مجھے
دیکھا تو فرمایا کہ کھانا لایا جائے اور (پھر) مجھنا تو ان کو فرمایا کہ کھاؤ اور حدیث: قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: "بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدُهُ وَهُوَ يُضِلُّهُ" (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: سب سے برا آدمی وہ ہے جو گمراہ کرنے والی خواہش کا غلام ہو) آخر تک پڑھی اور اس کی
شرح بیان فرمائی اور فرمایا: "ہم نے تجربہ کیا ہے کہ نفس کی خواہش پر روزہ رکھنے سے زیادہ بہتر کھانا
ہے۔ (۵۰)

۴۔ آپ (خواجہ نقشبندؒ) نے فرمایا: "زندگی دوبارہ ہونی چاہیے، تاکہ بندہ ایک بار تجربہ کرے
اور دوسری مرتبہ اس پر عمل کرے۔" آپ کے اس ارشاد سے سمجھ آئی کہ نقلی عبادت میں بھی ہوا
خواہش نفس) ہوتی ہے۔ آپ (خواجہ نقشبندؒ) نے فرمایا کہ نقلی عبادت شیخ فنا فی اللہ کی اجازت سے
ہونی چاہیے، کیونکہ وہ ہوا (خواہش نقلی) سے پاک ہو جاتی ہے اور ہوا (خواہش نفس) کو رد نہیں کیا
جا سکتا، کیونکہ کوئی پختہ انگو ترش نہیں ہوتا اور کوئی پختہ میوہ دوبارہ نیا پھل نہیں بنتا۔ الْفَانِي لَا يُرَدُّ،

یعنی فانی لوٹایا نہیں جاسکتا۔

اس فقیر نے حضرت خواجہ (نقشبندؒ) سے پوچھا کہ اگر ایسا شیخ کہیں نہ ملے تو میں کیا کروں؟ (آپ نے) فرمایا: ”جب بھی عبادت کرو تو اس کے بعد استغفار کرو۔“ (۵۱)

۵۔ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرازؒ کو بیعت کرتے وقت فرمایا: ”میرے اس ہاتھ کو خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبندؒ نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور فرمایا تھا: تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے، جس کسی نے تیرا ہاتھ پکڑا اس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا ہے۔“ (۵۰)

تصنیفات

۱۔ ابدالیہ (فارسی)

رسالہ ابدالیہ ایک دیباچے اور آٹھ فصول پر مشتمل ہے اور اس کا موضوع اثبات و جواہر و کلمہ اور ان کے مراتب ہے اور اس کی تصنیف کے دوران فصل الخطاب الوصل الاحباب خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۲۲ھ / ۱۳۱۹ء) کی فصل سوم (مشاہدہ و معرفت) کے آخر کے عنوانات: بیان الاقطاب والابدال والاوتاد وغیرہم (ص ۳۶۶-۳۷۰) اور تبدل طبقات (ص ۳۷۰-۳۷۳) کی سطور حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ قدس سرہ کے پیش نظر تھیں۔ احقر نے اس رسالہ کے فارسی متن کی تصحیح و تعلیقات کا کام کیا، جو مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد کی طرف سے ۱۳۹۸ء / ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا ہے۔

اس کا اردو ترجمہ خاکسار نے پہلی بار کیا جو اپریل ۱۳۹۸ء / ۱۹۷۸ء میں اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور کی جانب سے چھپ چکا ہے۔

رسالہ ابدالیہ زیر نظر اشاعت میں رسالہ چہارم کے طور پر شامل ہے۔

مخطوطات

۱۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ موسیٰ زئی شریف۔ مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ مملوکہ صاحبزادہ مولانا ابو عبد اللہ محمد سعد سراجی مرشد بابا صاحب مدظلہ العالی خط نستعلیق خوش کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں، لیکن خط بارہویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔ صفحات ۱۵، سطور فی

صفحہ ۱۵۔ ہمراہ مجموعہ رسائل؛ ۱۔ ابدالیہ۔ ۲۔ رسالہ در مسائل نماز۔ ۳۔ رسالہ فی تحقیق معنی کلمۃ التوحید۔ ۴۔ رسالہ کشف رویا از شیخ نور الدین بن شیخ عبدالحق دہلوی بخاری۔ ۵۔ ترجمہ فارسی تقویۃ الایمان۔

۲۔ اسلام آباد۔ کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ شماره ۳۹۵۔ خط نستعلیق خوش۔ کاتب کا نام اور تاریخ کتاب درج نہیں، لیکن خط دسویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔ صفحات ۱۳۔ سطور فی صفحہ ۲۱۔ ہمراہ مجموعہ: ۱۔ کشف المحجوب (ص ۱-۵۰۱)۔ ۲۔ ابدالیہ (ص ۶-۶۴)۔ (فہرست نسخہ ہائے خطی کتابخانہ گنج بخش، جلد دوم، ص ۳۵۷ نوشتہ محمد حسین تسبیحی)۔

۳۔ اسلام آباد۔ کتابخانہ گنج بخش۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ شماره ۵۸۶۶، خط نسخ پختہ، کاتب قوام الدین عبداللہ۔ ہمراہ مجموعہ رسائل: ۱۔ قدسیہ۔ خواجہ محمد پارسا (ص ۶-۶۴)۔ ۲۔ محبوبیہ۔ ایضاً (ص ۶۵-۶۹)۔ ۳۔ انیس الطالبین و عدوۃ السالکین (ص ۷۰-۲۴۰)۔ ۴۔ سخنان خواجہ بہاء الدین نقشبند، سخنان ترمذی (ص ۲۴۲-۲۵۶)۔ ۵۔ انبیہ، یعقوب چرخئی (ص ۲۵۸-۲۸۸)۔ ۶۔ ابدالیہ (ص ۳۸۹-۳۹۶)۔ ناقص الآخر۔ آخری عبارت یہ ہے، ”ودلیل برین مدعا آنت کہ علامات اقطاب در ایشان موجود بود“، سطور فی صفحہ ۱۷۔ نسخہ اول وسوم کے ترقیمہ میں تاریخ کتابت ۱۲ ذی الحجہ ۹۴۵ھ اور محرم ۹۴۶ھ درج ہے۔ (فہرست نسخہ ہائے خطی کتابخانہ گنج بخش از آقای منزوی)۔

۴۔ لاہور، ۵۵ ریلوے روڈ، کتب خانہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔ روٹوگراف نسخہ انڈیا آفس لائبریری۔ لندن۔ خط نستعلیق خوش۔ کاتب محبت اللہ انصاری۔ تاریخ کتابت ۲۴ جمادی الاول ۱۰۹۵ھ موافق ۲۷ جلوس عالم گیر شاہ غازی۔ صفحات ۱۳۔ سطور فی صفحہ ۱۷۔ (فہرست مخطوطات فارس (۱۰۲/۲) شماره ۷۷۷)۔

جناب خلیل اللہ خلیلی مرحوم نے رسالہ نانیہ کے مقدمہ میں حضرت یعقوب چرخئی کے ایک رسالہ ”در اثبات وجود اولیاء اللہ و مراتب ایشان“ کا ذکر کرتے ہیں جو ہمارے خیال میں رسالہ ابدالیہ ہی ہے۔ جناب خلیل اللہ خلیلی مرحوم کے پیش نظر جو نسخہ تھا وہ کشف المحجوب کے کسی خطی نسخہ کے آخر میں ہے تاہم معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ نسخہ کس کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

۲۔ اُنسیہ (فارسی)

یہ رسالہ بہ تصحیح جناب اعجاز احمد بدایوانی مجموعہ ستہ ضروریہ (مجموعہ رسائل حضرات نقشبندیہ) میں (ص ۱۵ تا ۳۷) مطبع مجتہائی۔ دہلی (ہند) سے ۱۳۱۲ء / ۹۵-۱۸۹۵ء میں چھپ چکا ہے اور چند فصول اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ جو یہ ہیں:

- ۱۔ ہمیشہ با وضو رہنے کی فضیلت
- ۲۔ مخصوص کیفیت میں ذکر خفی کی فضیلت
- ۳۔ فوائد و قوف قلبی و صحبت شیخ
- ۴۔ نقلی نمازوں کا بیان
- ۵۔ خاتمہ: بعض فوائد جو مصنف کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچے۔

جناب علامہ اقبال احمد فاروقی نے رسائل نقشبندیہ میں اس کا اردو ترجمہ کر کے مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور سے ۱۹۸۱ء/۱۴۰۲ھ میں شائع کیا تھا۔

اس ناچیز نے اُنسیہ کا فارسی متن جناب اعجاز احمد بدایوانی والے ایڈیشن اور کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد میں مخزنہ قلمی مخطوطہ نمبر ۳۹۳، مکتوبہ ۹۱۰ء / ۱۵۰۵-۰۴ء سے مقابلہ کر کے تصحیح و حواشی و تعلقات اور مقدمہ در احوال و آثار مصنف مدون کیا اور اس کا اردو ترجمہ بھی تیار کیا جو ۱۹۸۳ء/۱۴۰۴ھ میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد اور مکتبہ دائرہ ادبیات، ڈیرہ اسماعیل خان کے اشتراک سے طبع ہوا۔ یہ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ خاکسار کے تصحیح و ترجمہ کردہ اسی فارسی متن و ترجمہ کو دوبارہ ۱۹۸۴ء / ۱۴۰۵ء میں مکتبہ سراجیہ خانقاہ شریف احمد یہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان نے طبع کیا۔ رسالہ اُنسیہ اب رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کے زیر نظر اشاعت میں رسالہ پنجم کے طور پر شامل ہے۔

۳۔ تفسیر چرخی (فارسی)

حضرت مولانا یعقوب چرخی نے تفسیر چرخی میں سورۃ المومل کی آیت چار کی تفسیر کے ضمن

میں اپنے ایک صالحہ خواب کا ذکر کیا ہے، جو فتح آباد (بخارا) میں آپ کو ۷۸۲ھ / ۱۳۸۰-۱۳۸۱ء کی ایک رات میں آیا تھا اور اس میں آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تفسیر بیضاوی پڑھنے (سیکھنے) کا اشارہ فرمایا تھا۔ حضرت مولانا یعقوب چرخئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ کی برکت سے (مجھے) قرآن (مجید) کے معانی (تفسیر چرخئی کی صورت میں) ضبط (کرنے نصیب) ہوئے۔

اس تفسیر میں تسمیہ، تعوذ اور فاتحہ کے علاوہ آخری دو پاروں کی تفسیر موجود ہے۔ یہ ۸۵۱ء / ۱۴۴۷ء (جو مصنف کا سال وفات ہے) میں مکمل ہوئی۔ (۵۳) فارسی متن بارہا چھپ چکا ہے۔ ایک بار یہ تفسیر ۱۳۰۸ء / ۱۸۹۱-۹۰ء میں لکھنؤ ہند) سے شائع ہوئی (۵۴) اور ایک دفعہ اسے حاجی عبدالغفار و پسران تاجران کتب ارگ بازار قندھار (افغانستان) نے ۱۳۳۱ء / ۱۹۱۳-۱۲ میں مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور سے چھاپا تھا اور اس ایڈیشن میں تفسیر کے کناروں پر ”تفسیر روضۃ المارب“ کے نام سے مولوی ولی محمد صاحب خجندی قندھاری کے گراں قدر حواشی بھی طبع ہوئے تھے۔ ۲۰۰۴ء میں اس تفسیر کا فارسی متن الرحیم اکیڈمی، اعظم نگر، لیاقت آباد، کراچی نے طبع کیا ہے، جو ۲۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ (۵۵) یہ تفسیر تاجکستان میں قرآن شریف کے تاجک زبان میں ترجمے کی حیثیت سے معروف ہے۔ اس کے قلمی مخطوطات اکثر کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ (۵۶) اس کا اردو ترجمہ پہلی بار از احقر راقم الحروف ۲۰۰۵ء میں جمعیت پبلی کیشنز، وحدت روڈ، لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے۔

۴۔ حورائیہ: جمالیہ: شرح رباعی ابوسعید ابی الخیر (فارسی)

کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں مخزنہ ایک قلمی مخطوطہ ”مجموعہ رسائل“ نمبر ۴۴۸ کے صفحہ ۱۵۴-۱۶۱ پر یہ رسالہ موجود ہے۔ کاتب نے اس کے آخر میں رسالہ کا نام ”جمالیہ“ لکھا ہے اور اس کی تاریخ کتابت ۱۱۰۰ھ / ۱۶۸۹ء ہے۔ (۵۷)

احقر نے اس رسالہ کے فارسی متن کی تصحیح و تعلیقات کا کام کیا اور یہ پہلی بار دانش (شمارہ بہار ۱۳۶۳ھ / ۱۴۰۵ھ) فصل نامہ رازینی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران، اسلام آباد میں (ص ۳۳-۳۹) زیر عنوان ”دواثر غیر چالی یعقوب چرخئی جمالیہ: حورائیہ (شرح رباعی ابوسعید ابی الخیر

قدس سرہ) طبع ہوا تھا۔ بعد ازاں احقر نے اس کا اردو ترجمہ کیا، جو رسد رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ میں (ص ۵۲-۶۲) میاں اخلاق احمد اکیڈمی۔ لاہور سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔ رسالہ حور سیاب زیر نظر اشاعت میں رسالہ دوّم کے طور پر شامل ہے۔

۵۔ رسالہ دربارہ اصحاب و علامات قیامت: اوراق پراکندہ تفسیر چرخی (فارسی) قلمی مخطوطہ بخط نستعلیق تیرہویں صدی ہجری کاتب محمد بن داملا آدینہ محمد خواجہ ایستر خانی مجال سرا، بروز چہار شنبہ صفر، آغاز ناقص (مجموعہ مخطوطات نمبر ۵۴۷۸ بنیاد خاور شناسی تاشقند، نسخہ ہائے خطی جلد ۹، ص ۱۷۸) زیر نظر: محمد تقی دانش پڑوہ، تہران، ۱۳۵۸ھش۔ (۵۸)

احقر کے مہربان جناب ڈاکٹر بخت طوسون، انقرہ یونیورسٹی، ترکی نے اپنے ایک گرامی نامہ میں اطلاع دی تھی کہ انہوں نے اس کا عکس حاصل کیا تھا اور مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تفسیر چرخی کے پراکندہ صفحات ہیں۔ اس طرح یہ کوئی الگ رسالہ نہیں ہے۔

۶۔ شرح اسماء الحسنیٰ (فارسی)

اس کے دیباچے میں آپ نے لکھا ہے کہ اس سے پہلے علمائے طریقت نے اسماء اللہ کی عربی و فارسی میں متعدد شرح لکھی ہیں۔ میں نے ان کے فوائد فارسی میں اکٹھے کیے ہیں، تاکہ خاص و عام کو اس سے فائدہ پہنچے۔ اس کے مخطوطات چند کتب خانوں میں محفوظ ہیں:

الف۔ راولپنڈی، گوڑہ شریف، کتاب خانہ دربار عالیہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، بخط نستعلیق، کتابت تیرہویں صدی ہجری، ۲۸، ص ۱۵۔

ب۔ اٹک مکھڈ شریف، کتابخانہ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ (در ملک جناب محمد صالح)، بخط نستعلیق، کتابت گیارہویں صدی ہجری، ۲۲، ص (دیکھئے فہرست مشترک ۱: ۲۳، ۳: ۲۹۱، ۱۲۸۱، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳)۔

ج۔ جناب سید وحید اشرف (مدارس۔ بھارت) نے مجلہ دانش (۲: ۱۷۲) میں لکھا ہے کہ اس شرح کے تین نسخے مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (ہندوستان) میں محفوظ ہیں۔ انہوں نے ان کا کوئی تعارف نہیں لکھا۔ احقر نے ذاتی طور پر مذکورہ نسخوں

کی فوٹوکاپی کے حصول کی کوشش کی تھی، لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔
 د۔ خاکسار کے مہربان جناب ڈاکٹر سید عارف نوشاہی کے ہاتھ ”کفایۃ العباد فی شرح الاوراد“ (در شرح اور افتخیہ میر سید علی ہمدانی) نگاشتہ: عبد الملک بن قاضی قاسم بن قاضی محمد ملقب بہ غیاث الماریکلکی معروف بہ قاضی زادہ، نوشتہ بسال ۸۶۹ھ، مکتوبہ بدست نگارندہ (قاضی زادہ) در ۸۷۰ھ آیا تھا، جس کے ساتھ (برگ ۱۰۲-۱۰۸ اتک) شرح اسماء الحسنى مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ العزیز کا نسخہ موجود تھا۔ مولانا چرخنی قدس سرہ العزیز کا وصال ۸۵۱ھ میں ہوا۔ الہندیاہ نسخہ ۱۹ برس بعد کتابت ہوا، جو انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

جناب نوشاہی صاحب نے خاکسار کے تصحیح کردہ متن (فارسی) شرح اسماء الحسنى (جو مجلہ دانش، ص ۱۵-۲۲ میں طبع ہوا تھا) کے ساتھ مذکورہ نسخے کا مقابلہ کیا اور اختلافات کو مجلہ دانش ۳: ۲۰۲-۲۰۸ (پاییز ۱۳۲۲ھ ش) میں شامل اشاعت کر دیا۔ احقر نے اپنے تصحیح کردہ متن اور جناب نوشاہی صاحب کے تحریر کردہ اختلافات کو مد نظر رکھ کر شرح اسماء الحسنى کا اردو ترجمہ کیا اور یہ میاں اخلاق احمد اکیڈمی لاہور کی طرف سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہونے والے ”سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ“ کے آغاز میں (ص ۲۳-۵۱) شامل تھا۔
 شرح اسماء الحسنى اب زیر نظر اشاعت میں رسالہ اول کے طور پر شامل ہے۔

۷۔ طریقہ ختم احزاب، یعنی منازل تلاوت قرآن مجید (فارسی)
 قرآن مجید کے ختم پاک کی تکمیل کا یہ طریقہ حضرت مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ الدین بخاری کی روایت سے کتابت کیا تھا اور ملا جمیل رشی نے اسے نظم کا روپ دیا تھا۔
 احقر کو یہ ”طریقہ ختم احزاب“ کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام میں موجود قرآن مجید کے مخطوطات کی فہرست تالیف کرتے ہوئے ہاتھ لگا۔ یہ نسخہ خطی قرآن مجید (شمارہ ۲۰۳) کے شروع میں ص ۱۳ پر اور نسخہ خطی قرآن مجید (شمارہ ۳۴۴) کے آخر میں ص ۶۸۰ پر موجود ہے۔ نسخہ دوم بدست عبداللہ ابن عبدالعزیز ابن حقیر احمد متوطن قرہ پلیمانہ، بروز پنج شنبہ بوقت ظہر سنہ ۱۲۱۲ھ کا کتابت شدہ ہے اور پہلے نسخے (جو قرآن مجید نمبر ۲۰۳ کے شروع

میں ص ۱۳ پر ہے) سے صحیح تر ہے۔ (۵۹) (دیکھئے فہرست نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش، ص ۲۵، ۱۵۲، ۱۶۷، ۱۷۴، ۱۷۷) وہاں مندرج نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کے آخر میں یہ دعا ختم احزاب موجود ہے۔ خاکسار نے ان دونوں نسخوں (قرآن مجید نمبر ۳۳۳۳، ۳۰۳ میں مندرج) کا مقابلہ کر کے ایک فارسی متن تیار کیا، جو مجلہ دانش شماره ۱ (ص ۴۰-۴۱) میں طبع ہوا۔

بعد ازاں احقر نے اس کا اردو ترجمہ کیا، جو اپنے فارسی متن کے ہمراہ ”سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ“ (ص ۶۳-۶۶) میں شامل ہے اور مہاں اخلاق احمد اکیڈمی، لاہور سے ۱۹۹۸ء میں طبع ہوا ہے۔

طریقہ ختم احزاب اب زیر نظر اشاعت میں رسالہ سوّم کے طور پر شامل ہے۔

۸۔ نائییہ، رسالہ (فارسی)

اس رسالے کا موضوع شرح دیباچہ مثنوی مولوی معنوی مولانا جلال الدین بلخی رومی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور اس کے آخر میں مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت بادشاہ و کنیزک، قصہ شیخ دوقی، شیخ محمد سررزی، حکایت بایزید بسطامی، کرامات درویش، واقعہ حضرت بہلول، حکایت حضرت موسیٰ علیہ السلام، مسئلہ فنا و بقاء درویش کامل اور قصہ وکیل صدر جہان کے اشعار مثنوی اور ان کی شرح عارفہ کا اضافہ کیا ہے۔ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شرح معارف و عرفان الہی کا تحریر ہے اور پڑھنے کے لائق ہے۔ اس میں آپ نے اولیائے کرام کے مراتب و درجات اور ان کے ادب و احترام کا ذکر انتہائی خوبصورت اور مدلل انداز میں کیا ہے۔

یہ رسالہ معروف افغانی محقق جناب (استاد) خلیل اللہ خلیلی مرحوم (م ۱۹۸۷ء) کی تصحیح و تعلیقات اور مقدمہ کے ساتھ رسالہ نائییہ مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ (ص ۹۵-۱۵۸) انجمن تاریخ افغانستان کا مل کی جانب سے ۱۳۳۶ھ میں طبع ہوا تھا۔ (۶۰) احقر نے فضل ربی سے اس متن کا اردو ترجمہ ۱۹۷۸ء میں کیا تھا۔ بعد ازاں مصنف کے احوال و آثار میں ایک تحقیقی مقدمہ اور حواشی کا اضافہ کر کے جنوری ۲۰۰۲ء میں جمعیت پبلی کیشنز، لاہور کی طرف سے ”شرح دیباچہ مثنوی مولانا روم المعروف رسالہ نائییہ“ کے عنوان سے شائع کیا، جو ۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

حواشی مقدمہ

- ۱- تفسیر چرخی، ص ۳۳۳
- ۲- تفسیر چرخی، ص ۲۴۰، مقدمہ ناسیہ، ص ۹۷۔ نیز ترجمہ اردو ناسیہ، ص ۱۰۵
- ۳- تفسیر چرخی، ص ۲۱۲، مقدمہ ناسیہ، ص ۹۷
- ۴- رشحات، ص ۷۹، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰
- ۵- رشحات، ص ۷۶، شذرات الذہب: ۷، ۴۲، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲،
- ۶- رشحات، ص ۷۶، نفحات الانس، ص ۵۹۳
- ۷- تفسیر چرخی، ص ۱۴۸
- ۸- تفسیر چرخی، ص ۱۴۸
- ۹- ابدالیہ (فارسی)، ص ۲۸-۲۹
- ۱۰- رشحات، ص ۷۶
- ۱۱- حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ عزیزان علی رحمۃ اللہ علیہ (۵۹۱-۷۲۱ھ/۹۳-۱۱۹۵-۱۳۲۱ء) خواجہ محمود انجیر فتویٰ رحمۃ اللہ علیہ (۷۱۷ھ/۱۳۱۷ء) کے خلیفہ اور حضرت بابا محمد ماسی رحمۃ اللہ علیہ (۷۵۵ھ/۱۳۵۴ء) کے پیرومرشد ہیں (دیکھئے: تذکرہ نقشبندیہ خیریہ، ص ۴۱۵-۴۲۶)۔
- ۱۲- رشحات، ص ۷۷
- ۱۳- رشحات، ص ۷۷
- ۱۴- رشحات، ص ۷۷
- ۱۵- رشحات، ص ۷۷
- ۱۶- ترجمہ: خدا ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے۔
- ۱۷- رشحات، ص ۷۷
- ۱۸- سورۃ الانعام ۹۰۔ ترجمہ: یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے (صبر کی) ہدایت کی تھی۔ سو آپ بھی انہی کے طریق پر چلیے۔ دیکھئے: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۱۹- رشحات، ص ۷۸، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۲۰- ترجمہ: ”علم دو ہیں، ایک دل کا علم ہے جو نفع بخش ہے اور یہ نبیوں اور رسولوں کا علم ہے۔

دوسرا زبان کا علم ہے اور یہ بنی آدم پر رحمت ہے“ دیکھئے: اتحاف السادة المتقين، ۱: ۳۴۹، ۷:

۵۹۵، رسالہ قدسیہ، ص ۱۰۸، بحوالہ کنز الہدایات، نیز تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۲۱- ترجمہ: جب تم اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو، کیونکہ وہ دلوں کے

بھید جانتے ہیں، وہ تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمہارے ارادوں اور نیتوں کو دیکھ

لیتے ہیں۔

۲۲- رشحات، ص ۷۸، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۲۳- رشحات، ص ۷۸، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰، نجات الانس، ص ۵۹۳

۲۴- حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ (۳۳۵-۵۷۷ھ / ۱۰۴۴-۱۱۷۹ء) حضرت خواجہ

یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۳۶ھ / ۱۱۴۲ء) کے خلیفہ اور حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ

اللہ علیہ (م ۱۵۷ھ / ۱۳۱۵ء) کے پیرومرشد ہیں (دیکھئے: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ، ص

۳۸۷-۴۰۱)۔

۲۵- وقوف عددی سے مراد سالک کا اثنائے ذکر میں واقف رہنا ہے۔ جب ذکر کرے تو طاق، یعنی وتر

کرے۔ جیسے ۱، ۵، ۹، ۱۳، ۱۷، وغیرہ۔ اس میں ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مناسبت ہے، کیونکہ

ارشاد ہے: ”إِنَّ اللَّهَ وَتَوَّوْ وَيُحِبُّ الْوَتُوْرَ“۔ یعنی، بیشک خدا ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے،

دیکھئے: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ ۱۷۷

۲۶- رشحات، ص ۷۸، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰، ۱۴۱

۲۷- انبیہ، ص ۵، رشحات، ص ۷۸، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۱

۲۸- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۱

۲۹- رشحات، ص ۷۸، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲، خزینۃ الاصفیاء: ۱: ۵۶۷

۳۰- رشحات، ص ۷۸، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۱

۳۱- حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۲ھ / ۱۴۰۰ء) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند

قدس سرہ (م ۹۱۷ھ / ۱۳۸۹ء) کے خلیفہ اور حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے

- ۱۵۔ پیرو مرشد (دیکھئے: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ، ص ۵۲۷-۵۳۳)۔
- ۳۲۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲، نجات الانس ۵۹۳
- ۳۳۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲
- ۳۴۔ تفسیر چرخی، ص ۷۷
- ۳۵۔ مقدمہ ناسیہ، ص ۹۹، تفسیر چرخی، ص ۱۴۸
- ۳۶۔ گنج تاریخ، بحوالہ آریانہ ۲: ۱۴
- ۳۷۔ ہلقتو کا موجودہ نام ”گلستان“ ہے (دیکھئے: تذکرہ نقشبندیہ خیریہ، ص ۵۳۷، ۵۴۵)، خزینۃ الاصفیاء: ۱-۵۶۶-۵۶۷، آریانہ ۲: ۱۴، سلسلہ نقشبندیہ، ص ۱۱۶-۱۱۷، مطلب الطالبین، ص ۲۴-۲۵، سفینۃ الاولیاء، ص ۸۰، Le Encyclopaedia Iranica, 4:819-820, Soufi Et Le Comissair, 194-210
- ۳۸۔ رشحات، ص ۷۶
- ۳۹۔ رشحات، ص ۱۴۲
- ۴۰۔ تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی ۲: ۷۸-۷۹
- ۴۱۔ ایضاً
- ۴۲۔ مقدمہ ناسیہ، ص ۹۷، تفسیر چرخی، ص ۱۰۶
- ۴۳۔ مجلہ دانش کدہ ادبیات و علوم انسانی، شمارہ ۱۵: ۱۳/مجموعہ المومنین ۱۰: ۵)
- ۴۴۔ تاریخ نظم و نثر در ایران: ۲۶۵
- ۴۵۔ نسماۃ القدس، ص ۶۹
- ۴۶۔ روزنامہ جنگ۔ کراچی، ۹ جنوری ۱۹۸۲ء، بشکر یہ دوست محترم جناب ڈاکٹر سید عارف نوشاہی، اسلام آباد
- ۴۷۔ مقدمہ ناسیہ، ص ۱۰۷، ۱۰۸، نجات الانس، ص ۵۹۳
- ۴۸۔ ہفت اقلیم: ۳۳۳، ناسیہ، ص ۱۲۶، تفسیر چرخی، ص ۲۷۶، ۲۷۷
- ۴۹۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۵۴۷-۵۴۸
- ۵۰۔ تفسیر چرخی، ص ۲۲۳

۵۱۔ تفسیر چرخی، ص ۲۲۳-۲۲۴

۵۲۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۵۳۸

۵۳۔ تاریخ نظم و نثر در ایران، ۱: ۶۶۵، تفسیر چرخی، ص ۱۳۸

۵۴۔ فہرست مشترک ۱: ۳۰-۳۲

۵۵۔ ماہنامہ الخیر، اکتوبر ۲۰۰۳ء، ص ۵۲

۵۶۔ فہرست مشترک ۳: ۱۳۲۳

۵۷۔ ایضاً

۵۸۔ بشکر یہ دانشمند محترم ایرانی جناب آقای استاد احمد منزوی۔

۵۹۔ نسبات القدس (ص ۳۲۳) کے نسخہ خطی مخزومہ کتابخانہ گنج بخش کے آخر میں مذکور ہے: اور (شیخ

احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز المتوفی ۱۰۳۳ھ، نے) فرمایا: ”ایک عزیز نے لکھا

ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا یعقوب چرخی کے خط میں ”ختم احزاب“ پڑھا ہے کہ آپ قرآن

مجید کی تلاوت اس طرح کیا کرتے تھے:

”فاتحہ“ ”انعام“ ”یونس“ ”گیرو“ ”ط“ اے ہمام

”عنکبوت“ آنگہ ”زمر“ پس ”واقعہ“ دان“

۶۰۔ فہرست کتاب ہائے چابی فارسی ۲: ۲۹۱۱۔ مولانا یعقوب چرخی کے احوال و آثار کے لیے نیز

دیکھئے: Bahaeddin Naksbend, By Necdet Tosun, 147-154

حصّہ اوّل (اُردو)

- رسالہ اوّل : شرح اسماء الحسنیٰ
رسالہ دوّم : حواریّہ
رسالہ سوّم : طریقہ ختم احزاب
رسالہ چہارم : ابدالیہ
رسالہ پنجم : انسیہ

۵۱۔ غیر جہلی میں ۲۲۲-۲۲۳

۵۲۔ ذکرِ معنی آفتاب میں ۵۸

۵۳۔ کتابِ تعمیرِ عمارت، ۱۱۵-۱۱۶، غیر جہلی میں ۱۸

۵۴۔ غریت شکر، ۲۲-۲۳

۵۵۔ مینا سائے، ۱۰۰-۱۰۱ میں ۵۸

۵۶۔ غریت شکر، ۲۲

(Ice) ریاۃ امّہ

۵۷۔ غریت شکر، ۱۱۵-۱۱۶، ۱۱۷-۱۱۸

۵۸۔ غریت شکر، ۱۱۷-۱۱۸، ۱۱۹-۱۲۰، ۱۲۱-۱۲۲

۵۹۔ غریت شکر، ۱۲۱-۱۲۲، ۱۲۳-۱۲۴، ۱۲۵-۱۲۶

۶۰۔ غریت شکر، ۱۲۵-۱۲۶، ۱۲۷-۱۲۸، ۱۲۹-۱۳۰، ۱۳۱-۱۳۲

۶۱۔ غریت شکر، ۱۳۱-۱۳۲، ۱۳۳-۱۳۴، ۱۳۵-۱۳۶

۶۲۔ غریت شکر، ۱۳۵-۱۳۶، ۱۳۷-۱۳۸، ۱۳۹-۱۴۰

۶۳۔ غریت شکر، ۱۳۹-۱۴۰، ۱۴۱-۱۴۲، ۱۴۳-۱۴۴

Baharudin Naksband, By Necdet Tusur, 147-154

۶۴۔ غریت شکر، ۱۴۳-۱۴۴، ۱۴۵-۱۴۶

۶۵۔ غریت شکر، ۱۴۵-۱۴۶، ۱۴۷-۱۴۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَوَّیْ قُلُوْبَ الْاَوْلَادِ بِمَعْلَمَاتِ اَسْمَائِهِ الْحَسَنٰتِ وَحِفْظِهِ
الْعَلْمِیَّ وَتَعْظَمَتْهَا مَطَاجِرُ حَقَائِقِ الْاَسْمَاءِ وَالضَّارُوعَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ
الْمُصْطَفٰی الْبَارِئِ وَحَمَلٰی جَمِیْعَ الْاَنْبِیَاءِ وَحَمَلٰی اِلَیْهِ وَاَصْحَابِهِ نَجْمُ الْاِفْتِقَادِ
(۱)

رسالہ اول

شرح اسماء الحسنیٰ

حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَوَّرَ قُلُوبَ الْأَوْلِيَاءِ بِتَجَلِيَّاتِ أَسْمَائِهِ الْحُسْنَى وَصِفَاتِهِ
الْعُلْيَا وَجَعَلَهَا مَظَاهِرَ حَقَائِقِ الْأَسْمَاءِ وَالصَّلَوةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُولِهِ
الْمُصْطَفَى ﷺ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ نُجُومِ الْإِهْتَدَاءِ.
وَبَعْدَهُ۔ (۱)

اس کے بعد خدائے غفور اور رحیمی کی رحمت کا امیدوار یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود
الغزنوی ثم الچرخى ثم السَّرْرَزِيَّ ”بَصْرَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِعُيُوبِ نَفْسِهِ وَجَعَلَ غَدَهُ خَيْرًا مِنْ
أَمْسِهِ“ (۲) (یعنی: اللہ تعالیٰ اس کے نفس کے عیب سے دکھائے اور اس کی صبح کو اس کی شام سے
بہتر بنائے۔) کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مناسب صفات اور اسماء الحسنی سے پکارنا واجب ہے۔ جس
طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى“ (۳) اور ”وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ
الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا“۔ (۴)

اسماء الحسنی ننانوے (۹۹) ہیں جیسے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے
میں ارشاد فرمایا ہے: ”إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ أَسْمَاءً مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ
الْجَنَّةَ“۔ (۵)

علمائے شریعت اور عظمائے طریقت نے اسماء اللہ کی شرح فارسی اور عربی میں مفصل طور پر
کی ہے۔ ان کے فوائد سے یہ کتاب مختصر طور پر فارسی زبان لکھی گئی ہے، تاکہ اس کا فائدہ خاص و
عام لوگوں کو پہنچے اور امید واثق ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ لکھنے والے اور سننے والے کو اپنے لطف و کرم
کے ذریعے تقید کے گڑھے سے نکال کر تحقیق کی بلندی پر پہنچائے گا۔ ”وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ
وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانُ“۔ (۶) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے
کہ ”مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ“۔ اس سے تین طرح کا گمان کیا جاسکتا ہے۔ ایک یہ کہ جو شخص
ان ناموں کو کلمہ کلمہ کر کے پوری تعظیم کے ساتھ پڑھے اور ان کے ساتھ نہ (تو کوئی لفظ) بڑھائے
اور نہ ہی کچھ کم کرے، یعنی صرف ”الرَّحْمَنُ، الرَّحِيمُ، الْمَلِكُ“ نہ کہ ”يَا رَحْمَنُ، يَا

رَحِيمٌ، يَسْمَلِكُ“ کہے تو وہ بہشت میں داخل ہوگا اور یہ (عمل) عام لوگوں کے مناسب حال ہے۔ (دوسرا یہ کہ) جو آدمی اسماء اللہ کے معانی کو سمجھے اور ان پر (پوری طرح) اعتقاد کرے تو اس کے لئے ”احصا“ ”حصاة“ سے مشتق ہے اور یہ جدا کرنا ہے اور یہ (عمل) علماء کے شایان شان ہے۔ (تیسرا یہ کہ) جو شخص ان ناموں کے ساتھ عمل کرنے کی ہمت کرے اور ہر نام (کے معنی) کے مطابق قیام (عمل) کرے، جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصَوْهُ“ (۷)، ”أَيُّ لَنْ تُطِيقُوهُ“ (۸)

کیونکہ ہر معنی کی ایک حقیقت ہے اور حقیقت میں ایک سچائی ہے، پس جب (آدمی) اللہ کہے تو اسے اس کے معنی کو جاننا چاہیے۔ اس کا دل اللہ کے سوا کسی کا شیدانہ ہو اور وہ ماسوی اللہ سے نہ ڈرے اور دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرے۔ فقیر نے اس بارے میں اپنے شیخ قطب المشائخ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین البخاری المعروف بہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ آپ مثال دیتے ہوئے فرماتے تھے کہ جب آدمی ”السرّاق“ کہے تو اس کے دل میں روزی کا غم نہ رہے۔ خواہ زمین پر ذرہ بھر بھی کوئی چیز نہ اُگے۔

اسی طرح ہر اسم الہی سے آدمی کے لئے ایک نصیب (حصہ) مخصوص ہوتا ہے۔ ہر آدمی کو اپنے لئے مخصوص اسم الہی کا ورد کرنا چاہیے، تاکہ وہ اس کا مظہر بن جائے اور وہ علم لدنی، جو کسی علم نہیں بلکہ وراثت ہے، جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: ”مَنْ عَمَلَ بِمَا عَلِمَ وَرَفِئَهُ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلِمَ مَا لَا يَعْلَمُ“ (۹) سے مشرف ہو جائے اور آدمی صرف نام پڑھنے پر ہی اکتفا نہ کرے۔ جیسا کہ رئیس الوالصین قدوة العارفين مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ من الرب العالمین فرماتے ہیں:

از ہواہا کے رہی بے جام ہو
اے زہو قانع شدہ با نام ہو
از صفت و زنام چہ زاید خیال
وان خیالش ہست دلال وصال
دیدہ دلال بے مدلول بیچ

تا نباشد جاہہ نمود غول بیچ

پہچ نامے بے حقیقت دیدہ
 یاز گاف ولام گل گل چیدہ
 اسم خواندی، رو، مسمیٰ را بجو
 مہ بیلا دان، نہ اندر آجو
 گرز نام و حرف خوانی بگذری
 پاک کن خود را از خود ہین یکسری
 خویش راصافی کن از اوصاف خود
 تا بہ بینی ذات پاک صاف خود
 بینی اندر دل علوم انبیاء
 بے کتاب و بے معید و اوستا
 بے صحیحین و احادیث و روایت
 بلکہ اندر مشرب آب حیات (۱۰)

ترجمہ اشعار

- ✽ محبت الہی کے جام کے بغیر تو خواہشات سے کب چھوٹ سکتا ہے، اے وہ کہ جو اللہ کی ذات کی بجائے نام پر قانع ہو گیا ہے۔
- ✽ (اللہ کی) صفت اور نام سے کیا پیدا ہوتا ہے؟ خیال (پیدا ہوتا ہے) اور وہ اس کا خیال، وصال کا راہنما ہے۔
- ✽ کبھی تو نے کوئی راہنما بغیر مقصود کے دیکھا ہے؟ جب تک راستہ نہ ہو، کبھی چلاوا نہیں ہوتا ہے۔
- ✽ تو نے کبھی کوئی نام بغیر مسمیٰ کے دیکھا ہے؟ یا (لفظ) گل کے گاف اور لام سے تو نے پھول پنے ہیں۔
- ✽ تو نے نام پڑھ لیا، جانام والے کو ڈھونڈ، چاند کو اوپر سمجھ، نہ کہ نہر کے پانی میں۔
- ✽ تو اگر نام اور حرفوں سے آگے بڑھنا چاہتا ہے، تو خبردار! اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کر لے۔

✽ اپنے آپ کو اپنے اوصاف سے پاک کر لے، تاکہ تو اپنی پاک، صاف ذات کو (اس حالت میں) دیکھے۔

✽ تاکہ تو دل میں انبیاء کے علوم دیکھے، بغیر کتاب اور بغیر دہرانے والے کے اور بغیر استاد کے۔

✽ (مجھے میرے نور سے دیکھے گا) بغیر صحیحین اور احادیث اور راویوں کے، بلکہ مشرب (عشق) میں (جو) آب حیات ہے (وہ دیکھے گا)۔

شیخ محقق رئیس الطائفہ شیخ جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: "اِقْطَعِ الْقَارِئِينَ وَوَصِلِ الصُّوفِيْنَ"۔ (۱۱) اس بارے میں حضرت خواجہ بہاء الحق والدین البخاری المعروف بہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ قاری کون ہے اور صوفی کون ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ قاری وہ ہے، جو اسم سے مشغول ہو جائے اور صوفی وہ ہے جو مسکی کی جانب متوجہ ہو۔ پس جب صوفی مسکی سے مشغول ہوتا ہے تو خدا خوانی سے خدا دانی تک رسائی پاتا ہے اور معرفت کی بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کبراء میں سے بعض نے کہا ہے:

"اِنَّ فِي الدُّنْيَا جَنَّةً مَنْ دَخَلَ فِيهَا لَمْ يَسْتَقِ إِلَى الْجَنَّةِ وَهِيَ مَعْرِفَةُ اللَّهِ تَعَالَى"۔ (۱۲)

تمام آدمی بہشت کے طالب ہوتے ہیں، مگر بہشت اس (صوفی) کی طالب ہوتی ہے، جیسے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "الْجَنَّةُ أَشْوَقُ إِلَى سَلْمَانَ مِنْ سَلْمَانَ إِلَى الْجَنَّةِ" (۱۳) اور یہ عمل عارفوں کے مناسب حال ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہر اسم کے تحت اس مطلب کی طرف اشارہ کیا جائے گا، تاکہ ہر آدمی اپنا نصیب (اس اسم الہی سے) حاصل کرے۔ (جیسا کہ ارشاد بانی ہے:)"فَقَدْ عَلِمَ كُلُّ اِنْسَانٍ مَشْرَبَهُمْ"۔ (۱۴)

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ۔ (۱۵) یعنی اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ جو آدمی ہر روز ایک ہزار مرتبہ "اللہ کہے، وہ صاحب یقین ہو جاتا ہے۔ یہ پہلا اسم الہی ہے۔

الرَّحْمَنُ: وہ ہے سب سے زیادہ بخشش والا جو دشمن اور دوست (دونوں) کو اپنی عام

نعمت اور کامل کرم سے پالتا ہے۔ جو آدمی نماز کے بعد ایک سو بار (الرَّحْمَنُ) پڑھے وہ بھولنے کی بیماری اور دل کی سختی سے نجات پائے گا۔

الرَّحِيمُ: وہ جو مومنوں کو ایمان اور بہشت جاوداں دے کر بہت ہی بڑا بخشنے والا ہے۔ جو شخص ہر روز ایک سو بار (الرَّحِيمُ) پڑھے وہ مشفق اور مہربان ہو جاتا ہے۔

ان دونوں ناموں (الرَّحْمَنُ اور الرَّحِيمُ) سے عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ دل کو ذکر اور تن کو بندگی کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مشغول رکھے اور اس کے بندوں پر رحم کرے۔ مظلوم کو ظالم سے اور ظالم کو مظلوم سے دور رکھے۔ گنہگاروں اور (اطاعت الہی سے) دور ہو جانے والوں کو معاف کرے اور انہیں وعظ و نصیحت کے ذریعے راہ راست کی طرف بلائے۔ (اس کام کو کرتے ہوئے) ان کی طرف سے جو دکھ پہنچے اسے برداشت کرے اور محتاجوں کی حاجت پوری کرے۔

الْمَلِكُ: ایسا بادشاہ (حقیقی) جسے دنیا اور آخرت میں (حقیقی) عظمت اور بادشاہی حاصل ہے اور دنیا کے ہر بادشاہ کی گردن اس کے تہر اور غیریت سے ٹوٹی ہوئی ہے۔ جو شخص ہر روز ایک سو مرتبہ (الْمَلِكُ) پڑھے، وہ روشن دل ہو جاتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ دنیا کے بادشاہوں اور دولت مندوں کو عاجز سمجھے اور ان کی طرف میلان نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگ جائے، تاکہ مجازی بادشاہ اس کے خادم اور فرمانبردار بن جائیں۔

الْقُدُّوسُ: پاکیزہ اور ناپاک چیزوں سے پاک ذات، جس کی ذات کی حقیقت کو پانے سے اہل زمین اور آسمان سبھی عاجز ہیں۔ جو آدمی ہر روز زوال کے وقت ایک سو مرتبہ (الْقُدُّوسُ) پڑھے اس کا دل پاک ہو جاتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ (اپنے) دل کو نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسوں سے پاک کرے اور ظاہری طور پر اسے شریعت کے تابع بنائے، تاکہ وہ اس طرح باری

تعالیٰ کا پیارا بن جائے اور اس کریم کا محبوب ہو جائے۔ (جیسے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے): **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ**۔ (۱۶)

السَّلَامُ: بے عیب اور بیماری سے پاک (ذات)، سلامتی بخشنے والا، اور اہل اکرام پر نعمتوں کی سرا (بہشت) میں سلام پہنچانے والا، (جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے) **سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ الرَّحِيمِ**۔ (۱۷)

جو شخص ہر روز ایک سو پندرہ مرتبہ بیماری سے شفا پانے کے لئے (السَّلَامُ) پڑھے، اسے صحت نصیب ہوگی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو بری صفات سے محفوظ کرے اور اچھی صفات سے آراستہ کرے اور سَلَامُ (یعنی سلامتی والے اور بے عیب) کی مرضی کے مطابق مسلمانوں کو سر بلند کرے۔

الْمُؤْمِنُ: بندوں کو عذاب سے پناہ دینے والا اور (اپنے) دوستوں کے دل کو روز محشر سکون بخشنے والا۔ جو آدمی اس نام کو اپنے پاس رکھے یا پڑھے وہ ظاہر اور باطن کی تباہی سے امان پائے گا اور شیطان کے دوستوں کا اس پر کوئی بس نہ چلے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اہل حق کو منکرات سے محفوظ رکھے اور ساری مخلوق کو تباہی اور نقصان سے بچائے۔

الْمُهَيِّمُ: بندوں کے کردار کا خوب نگہبان اور ڈرنے والوں کو اچھی طرح پناہ اور امان دینے والا۔ جو شخص غسل کرنے کے بعد ایک سو بار (اللہ کے) اس نام کو پڑھے، وہ باطن کی بزرگی سے مشرف ہو جاتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے اقوال، افعال اور احوال کی حفاظت کرے، تاکہ وہ اس (اللہ تعالیٰ) کی رضا کے خلاف نہ چل سکے۔

الْعَزِيزُ: تمام چیزوں پر ایسا غالب کہ جس سے کوئی فرار نہ کر سکے۔ جو آدمی چالیس روز تک نماز فجر کے بعد اکتالیس مرتبہ (یہ نام) پڑھے، وہ دنیا اور آخرت میں کسی کا محتاج نہ رہے گا۔ (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اس کی مخالفت سے پناہ مانگے اور لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔

الْجَبَّارُ: (سب سے) زبردست، کام کو نیکی اور بھلائی کی طرف لانے والا، جو شخص ”سبعات عشر“ (۱۸) کے بعد اکیس بار اَلْجَبَّارُ پڑھے، وہ ظالم کے ہاتھ میں گرفتار نہ ہوگا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے اور غیر کے نفس کو نیکی اور بھلائی کی طرف (لگائے) رکھے۔

الْمُتَكَبِّرُ: وہ ذات جس کے سوا کوئی دوسرا بزرگی اور بڑائی کے ہر گز لائق نہیں ہے۔ جو آدمی اپنی بیوی سے مباشرت کرتے وقت دخول سے پہلے دس مرتبہ اَلْمُتَكَبِّرُ پڑھے، اس کی اولاد خدا ترس پیدا ہوگی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو حقیر سمجھے اور بلند ہمت بن کر اللہ تعالیٰ کے سوا دنیا اور آخرت کی تمام لذتوں سے منہ موڑ لے۔ ہمارے شیخ (حضرت خواجہ نقشبندؒ) اکثر فرمایا کرتے تھے:

بلذت ہائے جسمانی غمت را کی فروشم من

کہ دادن اہلبی باشد بیری من و سلوای را (۱۹)

ترجمہ: جسمانی لذتوں کے عوض میں تیرے غم کو کیونکر فروخت کروں، کیونکہ سیر شدہ کو من و سلوای دینا نادانی ہے۔

الْخَالِقُ: ہر چیز کو (اپنی) حکمت سے مقدار (مرتبہ) عطا فرمانے والا۔

الْبَارِي: ہر چیز کو (اپنی) قدرت سے تخلیق کرنے والا۔

الْمُصَوِّرُ: ہر مخلوق کی شکل کو خلیج بے سبب میں مناسب طور پر نقش کرنے والا۔
(ان تینوں ناموں سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ مصنوع (مخلوق) سے صانع (خالق) کی طرف متوجہ ہو جانے کے بعد پھر مصنوع (مخلوق) کے ساتھ مشغول نہ ہو جائے، تاکہ وہ عذاب (سختی و گرانی) میں نہ رہے۔

الْغَفَّارُ: گناہ کو چھپانے والا خواہ وہ (جتنا) زیادہ ہو اور گنہگار کو بخشنے والا ہے خواہ وہ جیسا ہی بد کردار ہو۔ جو شخص نماز جمعہ کے بعد ایک سو بار ”يَا غَفَّارُ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي“ (۲۰) پڑھے، وہ بخشش پانے والوں میں شامل ہو جائے گا۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ لوگوں کی برائیوں پر پردہ ڈالے اور انہیں نصیحت کرنے کی کوشش کرے۔

الْقَهَّارُ: سرکشوں کی گردن توڑنے والا اور ان کی رسم (نشانی) کو مٹا دینے والا۔ جو آدمی ایک سو مرتبہ (الْقَهَّارُ) پڑھے، اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ نفس امارہ کو مخالفت کی تلوار سے اور جنوں اور انسانوں میں سے شیطانوں کو تہر کے ذریعے اپنے دل کی بادشاہی سے باہر نکال دے اور شریعت کے زور سے فاسقوں کا خاتمہ کرے۔

الْوَهَّابُ: بہت (زیادہ) بخشنے والا بغیر کسی لالچ کے اور بہت زیادہ کرم کرنے والا بغیر کسی غرض کے۔ جو شخص نماز چاشت کے بعد سرسجدہ میں رکھ کر سات مرتبہ يَا وَهَّابُ پڑھے، اس کا دل مخلوقات (کی محبت) سے خالی ہو جائے گا اور اگر وہ کوئی حاجت رکھتا ہو تو وہ پوری ہو

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنی تمام حاجتوں (کی تکمیل) کو اللہ تعالیٰ سے مانگے اور اس کے لئے جس قدر ممکن ہو، ضرورت مندوں کی حاجتوں کو پورا کرے۔

الرِّزْقُ: تمام مخلوق کو ان سے کسی قسم کے نفع کی امید نہ رکھتے ہوئے روزی دینے والا۔ جو آدمی نماز فجر سے پہلے اپنے گھر کے چاروں کونوں میں دس دس بار یَسَارِزْقًا پڑھے اور اس کا آغاز قبلہ رو ہو کر گھر کے دائیں طرف سے کرے، وہ مفلسی سے چھٹکارا پائے گا۔ یہ وہ نام ہے جو فرشتے کھیتوں پر پڑھتے ہیں اور اس نام کی برکت سے خوشے میں دانہ پیدا ہوتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی حاجت کسی کے سامنے پیش نہ کرے اور روزی کا غم نہ کھائے۔ جو کچھ بھی اس کے پاس ہو، اسے لوگوں میں بلا امتیاز بانٹنے سے بخل نہ کرے۔

الْفَتْحُ: بندوں کے درمیان حکم کرنے والا اور عاجزوں کی مشکلات کو حل کرنے والا۔ یہ وہ نام ہے جس کی برکت سے آسمان اور زمین (پر رہنے والوں) کی مشکلات حل ہوتی ہیں۔ جو شخص نماز فجر کے بعد ستر بار یَفْتَحُ پڑھے، اس کے دل کی تاریکی جاتی رہے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ ظالموں کے ظلم کو مٹانے اور مظلوموں کے سر بلند ہونے اور لطف و احسان کے ذریعے بیکسوں کی ضرورت پوری کرے۔ نہ کی کوشش کرتا رہے۔

الْعَلِيمُ: ظاہر و باطن اور دنیا و آخرت کی باتوں کو اچھی طرح جاننے والا۔ یہ نام اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات میں سے ہے۔ جو آدمی دل میں یَسْأَلِ الْعَلِيمُ زیادہ پڑھتا ہے، وہ حق تعالیٰ کی معرفت پالیتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی علوم کو حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرے، کیونکہ وہ سب کچھ جانتا اور دیکھتا ہے۔

الْقَابِضُ: بندوں کی روزی اور تمام احوال کو پوری طرح اپنی گرفت میں رکھنے والا۔

یہ وہ نام ہے جس کی برکت سے ملک الموت روجوں کو قبض کرتے ہیں۔ جو شخص اس نام کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر چالیس روز تک کھائے، وہ بھوک و افلاس سے نجات پائے گا۔

البَاسِطُ: بندوں کی روزی اور عارفوں کے دل کو کشادگی بخشنے والا۔ یہ وہ نام ہے جس کی برکت سے حضرت میکائیل علیہ السلام بارش کو بھیجتے ہیں۔ جو آدمی سحری کے وقت ہاتھ اٹھا کر دس بار یا باسِط پڑھے اور پھر ہاتھوں کو منہ پر پھیر لے، وہ ہرگز کسی سوال کے لئے محتاج نہ رہے گا۔
(ان دونوں سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ تنگدستی میں صبر کرے اور آسودگی سے شکر بجلائے۔ قبض میں اللہ تعالیٰ کے جلال کی طرف متوجہ ہو اور بسط میں اللہ تعالیٰ کے جمال کا نظارہ کرے۔

ہمارے خواجہ (حضرت بہاء الدین نقشبندؒ) قبض (کی حالت) میں استغفار پڑھنے اور بسط میں شکر کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ ان دونوں حالتوں کا لحاظ رکھنا و قوفِ زمانی میں سے ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ درویش کو واقعات سے زیادہ التفات نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ وہ بندگی کے قبول ہونے کی حتمی دلیل نہیں ہے اور درویش کو صاحبِ قبض و بسط بنا چاہیے، تاکہ اسے: **وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ (۲۱)** کا راز معلوم ہو جائے۔ اس فقیر کے خیال میں اس ہدایت بخشنے والی آیت: **وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَدْكَرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا (۲۲)** میں انہی دو حالتوں کی جانب اشارہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ پس (عارف کو) سینے کی بسط و قبض کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیال کرنا چاہیے۔ جیسا کہ عارف رومی (مولانا جلال الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں۔ بیت:

اگر پہنان شوی از من ہمہ تاریکی و کفرم

وگر پیدا شوی بر من مسلمانم بجان تو (۲۳)

ترجمہ: اگر تو مجھ سے پہناں ہو جائے تو (یہ) سب میری تاریکی و کفر ہے اور اگر تو مجھ پر ظاہر ہو جائے تو میں تیری جان کے صدقے مسلمان ہوں۔

اور کبراء میں سے بعض نے کہا ہے کہ ولی کے لئے قبض و بسط ایسے ہی ہے، جیسے نبی کے

لئے وحی ہے۔

الْخَافِضُ: گنہگاروں اور کافروں کو نیچا (ذلیل) کرنے والا۔ یہ نام وہ ہے جس کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دشمنوں سے چھٹکارا پایا۔ جو آدمی دشمن کو دفع کرنے کی نیت سے ستر مرتبہ (یا خَافِضُ) پڑھے، اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔

الرَّافِعُ: (اپنے) فرمانبرداروں اور اہل ایمان کو سر بلند کرنے والا۔ یہ نام ہے جس کی برکت سے تمام بادشاہوں نے مملکت پائی اور آسمان اسی نام کی برکت سے بغیر ستونوں کے کھڑا ہے۔ جو شخص آدھی رات یا دو پہر کو ایک سو بار یا رَافِعُ پڑھے، وہ برگزیدہ ہو جائے گا۔ (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اولیائے حق کی مدد کر کے انہیں سر بلند کرے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں (کافروں) کو قہر اور ہیبت کے ذریعے نیچا (ذلیل) کرے۔

الْمُعِزُّ: ایمان اور عبادت کی بدولت عزیز بنانے والا۔ جو آدمی سوموار اور جمعہ کو نماز مغرب کے بعد اکتالیس مرتبہ یا مُعِزُّ پڑھے، وہ لوگوں میں بارعب ہو جاتا ہے۔

الْمَذِلُّ: کفر اور گناہ کی بدولت ذلیل کرنے والا۔ جو شخص کسی ظالم سے خوفزدہ ہو، وہ پچھتر مرتبہ یا مَذِلُّ پڑھے۔ اس کے بعد سجدہ کرے اور سجدے میں ہی دشمن کا نام لے کر کہے یا الہی مجھے اس دشمن سے امان عطا فرما۔ وہ اس (دشمن اور ظالم کے شر) سے نجات پائے گا۔ (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ عزت کو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے، جو اس کی فرمانبرداری کرنے پر حاصل ہوتی ہے اور ذلت کو بھی اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے سمجھے، جو گناہ کرنے پر پلٹی ہے۔ (نیز عارف کو چاہیے کہ) وہ نیکو کاروں کی عزت کرے اور گنہگاروں کو ذلیل کرے۔

السَّمِيعُ: آوازوں کو کانوں کے بغیر سننے والا اور ہر مدہوش کی حاجت پوری کرنے والا۔ جو آدمی جمعرات کے روز نماز چاشت کے بعد پانچ سو مرتبہ السَّمِيعُ پڑھے اور

(اس وظیفے کے دوران کوئی اور) بات نہ کرے، وہ جو دعائیں مانگے، قبول ہو جاتی ہے۔

الْبَصِيرُ: (سب چیزوں کو) آنکھوں کے بغیر دیکھنے والا۔ یہ دونوں نام ذات الہی کے صفاتی نام ہیں اور یہ نام (الْبَصِيرُ) وہ نام ہے جس کی برکت سے انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کو معراج نصیب ہوئی اور اولیائے کرام نے اس کی عظمت سے قربت (الہی) پائی۔ جو شخص صحیح عقیدے کے ساتھ جمعہ کی سنتوں اور دو فرضوں کے درمیان ایک سو دفعہ يَا بَصِيرُ پڑھے، وہ خصوصی عنایت الہی کا مستحق ٹھہرے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے احوال، افعال اور اقوال پر نگاہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے پرہیز کرے۔

الْحَكْمُ: ٹھیک اور درہمیت حکم کرنے والا۔ جو آدمی آدھی رات کے وقت (يَا حَكْمُ) اتنا پڑھے کہ بے حال ہو جائے، وہ اسرار (الہی) کا محرم بن جاتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ دل و جان سے اللہ تعالیٰ کے حکم مانے اور سرکشوں کے باطل رستے سے دور رہے۔

الْعَدْلُ: اچھی طرح انصاف کرنے والا۔ جو شخص جمعہ کی رات کو روٹی کے بیس ٹکڑوں پر (یہ نام) لکھ کر کھائے۔ تمام مخلوق اس کی مطیع بن جاتی ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ قضا پر راضی رہے اور رضا کی بنیاد کو قضا کے ظاہر نہ کرنے میں پنہاں سمجھے۔

الطِّيفُ: پوشیدہ کاموں کو جاننے والا اور نیکی (بھلائی) کو بندوں تک پہنچانے والا۔ جس شخص کو کوئی مشکل پیش آئے، وہ (دور کعت) تحیۃ الوضو (پڑھنے) کے بعد ایک سو بار يَا طِّيفُ پڑھے تو اس کی مشکل دور ہو جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ (اپنے) باطن کو ظاہری برائیوں سے پاک

رکھے، نیز چھوٹوں اور بڑوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔

الْخَبِيرُ: تمام چیزوں سے آگاہ اور ان کو خبر دینے والا۔ جو آدمی اپنے نفس بد کا شکار ہو چکا ہو، اگر وہ اس نام کو زیادہ پڑھے تو (اپنے نفس کی برائیوں سے) چھٹکارا پالے گا۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ گناہ (کرنے) سے خوف کھائے، تاکہ بے خبری کے عالم میں نقصان نہ اٹھالے۔

الْحَلِيمُ: بردبار، درگزر فرمانے والا اور بدکردار کو فرصت دینے والا۔ جو آدمی سمندر اور دریا میں کشتی کی سواری کرے، وہ یہ نام پڑھے۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ غصہ سے پرہیز کرے، نگاہ نیچی رکھے اور دشمنی کا انتقام لینے میں جلدی نہ کرے۔

الْعَظِيمُ: ایسا بزرگ جس کا کوئی شریک نہیں اور جس کی حقیقت کا احاطہ عقل نہیں کر سکتی۔ جو شخص دل میں یا عَظِيمُ پڑھے، وہ تمام مخلوق میں عزیز (عزت والا) بن جاتا ہے۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو حقیر اور ذلیل سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی کو بے نہایت تصور کرے۔

الْغَفُورُ: بدکردار کے گناہ کو اچھی طرح چھپانے والا اور گنہگار کو بخشنے والا۔ جو آدمی یا غَفُورُ زیادہ پڑھے، اس کے دل سے تاریکی جاتی رہتی ہے۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ گنہگار کو معاف کر کے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا غفور و درگزر سے تعلق قائم رکھے، بیت:

پیش جوش غفو بجد تو، شاہ

عذراز جملہ کسان آمد گناہ (۲۴)

ترجمہ: تجھ بادشاہ کی مہربانی کے بجد جوش کے سامنے، سب لوگوں کا معذرت کرنا گناہ ہے۔

الشُّكُورُ: اپنے نیک بندے کو انتظار (کرنے) سے جزا دینے والا۔
 (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور (اس کی) مخلوق کا شکر بجالائے
 اور (اللہ تعالیٰ کی یاد سے) ایک لمحہ بھی غافل نہ رہے۔ جس شخص کی آنکھ کی بینائی جاتی رہے، وہ
 اکتالیس بار یا شُكُورُ پڑھے اور پھر پانی میں ہاتھ ڈال کر اپنی آنکھ پر ملے تو شفا پائے گا۔

الْعَلِيُّ: اس چیز سے برتر کہ اس کی ذات کو جس طرح کہ وہ ہے اس کے سوا کوئی
 دوسرا جانے۔ جو شخص یہ نام ہمیشہ پڑھے یا اپنے ساتھ رکھے اگر وہ مفلس ہو تو دولت مند ہو جائے
 اور اگر مسافر ہو تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر اپنے شہر میں واپس پہنچ جائے۔
 (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے تابع رکھ
 کر خوار کرے۔

الْكَبِيرُ: ملک، ملکوت اور جبروت میں بزرگ۔ یہ وہ نام ہیں جس سے تمام مخلوق
 اس (اللہ تعالیٰ) کی متہور ہے۔
 (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ عظمت و کبریائی کو اللہ تعالیٰ کا خاصہ سمجھے اور فنا
 اور عاجزی کے ذریعے اپنا نصیب حاصل کرے۔

الْحَفِيظُ: راتوں اور دنوں میں بندوں کی اچھی طرح حفاظت کرنے والا اور بندوں
 کے اعمال کو، انہیں قیامت کے روز جزا دینے کے لئے، اچھی طرح محفوظ رکھنے والا۔ اس نام کی
 برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کامیاب ہوئے۔ جس آدمی کو پانی، آگ جن وغیرہ اور نامحرم
 عورت پر نگاہ اٹھ جانے کا خوف ہو، وہ یہ نام لکھ کر اپنے بازو پر باندھ لے تو امان پائے گا۔
 (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو نفسانی خواہشات، شہوتوں، غصہ اور
 مشکل کاموں میں پیش آنے والے خطرات سے محفوظ رکھے۔

الْمُقِيْتُ: قوتوں کا پیدا کرنے والا۔ جو شخص رلا دینے والی مصیبتوں میں صبر کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ سات بار اس نام کو خالی لوٹے پر پڑھنے کے بعد اسے پانی سے بھر دے اور پھر اس کے پانی کو پی لے تو اس کی مشکل آسان ہو جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ لوگوں کی جانوں کو طعام کی بخشش کے ذریعے اور ان کی روحوں کو اسلام کی تبلیغ سے نفع پہنچائے۔

الْحَسِيْبُ: بندوں کے لئے اس جہاں (دنیا) اور اس جہاں (آخرت) میں کافی اور ان کا اچھی طرح حساب کرنے والا۔ جس آدمی کو کسی سے خوف ہو، وہ ایک ہفتہ تک ہر صبح اور شام سات بار حَسْبِيَ اللَّهُ الْحَسِيْبُ پڑھے تو اس کا وہ خوف جاتا رہے گا اور اسے چاہیے کہ یہ عمل جمعرات سے شروع کرے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ لوگوں کی مشکلات حل کرنے کی پوری کوشش کرے اور توبہ کر کے اور جن لوگوں کے اس پر حقوق ہیں ان کو ادا کر کے، روز محشر سے پہلے اپنا محاسبہ کر کے، قیامت کے حساب میں کامیاب ہونے کی تدبیر کرے۔ جیسا کہ نبی علیہ صلوة والسلام کے ارشاد میں اس طرف اشارہ ہوا ہے: ”حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا كَبْرًا“۔ (۲۵) نماز عصر کے بعد ہر روز محاسبہ میں مشغول رہو۔

الْجَلِيْلُ: ایسا بڑا (بزرگوار) جو (اپنے) مکاشفہ جلال (یعنی جلال کا دیدار کرانے) سے طالبوں کے دلوں کو پگھلاتا (تڑپاتا) ہے اور پھر (انہیں اپنے) مطالعہ جمال (دیدار) سے نوازتا ہے۔ جو شخص لوگوں میں بزرگ (صاحب عزت) بننا چاہے، وہ اس نام کو مشک اور زعفران سے لکھ کر کھائے تو لوگوں میں بزرگی پائے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) کی دونوں صفات (جلال و جمال) کا مظہر بننے کی کوشش کرے۔

ہمارے خواجہ حضرت مخدومی بہاء الحق والدین البخاری المعروف بہ نقشبند فرمایا کرتے تھے کہ مرشد کو چاہیے کہ وہ مرید کو ان دونوں صفات کی تربیت دے، تا کہ وہ اس کے جمال کو جلال اور اس کے

جلال کو جمال سمجھے۔ میں نے حضرت خواجہ (نقشبند) کے خلیفہ حضرت خواجہ علاء الدین العطار علیہما الرحمۃ والرضوان الملک الجبار سے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے اگر اللہ تعالیٰ کا جمال نہ ہوتا تو اس کا جلال دنیا کو جلادیتا اور اگر اللہ تعالیٰ کا جلال نہ ہوتا تو اس کا جمال دنیا کو دیوانہ بنا دیتا۔

الْكَرِيمُ: وہ جو بن مانگے اتنا دیتا ہے کہ وہم و گمان میں نہیں آسکتا اور وہ جو گنہگار سے عذاب اور اس کی سزا دور کرتا ہے۔ جو آدمی سوتے وقت بستر پر یسا کَرِیْمُ پڑھتے پڑھتے سو جائے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں کہ ”اَكْرَمَكَ اللّٰهُ“ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے عزت عطا فرمائے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو احسان جتلانے بغیر عطا کرے اور طاقت رکھنے کے باوجود (انہیں) معاف کرے۔

الرَّقِیْبُ: لوگوں کے ظاہر اور باطن پر نگاہ رکھنے والا۔ جو شخص سات مرتبہ یہ نام پڑھ کر اپنے مال اور اہل و عیال پر دم کرے تو وہ سب سلامت رہیں گے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ دل کو شیطانی وسوسوں اور نفس امارہ کو گناہ سے باز رکھے۔

الْمُجِیْبُ: تلاش کرنے (پکارنے) والوں کو جواب دینے والا اور مانگنے والوں کو عطا کرنے والا۔ اس نام کی برکت سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تیز چھری سے محفوظ رہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو دل و جان سے قبول کرے، تاکہ دونوں جہانوں کی کامیابی سے مشرف ہو جائے۔

الْوَاسِعُ: تمام چیزوں کو (اپنے) علم قدیم کے ذریعے آگے پہنچانے والا (یعنی عالم وجود میں لانے والا) اور سب کو (اپنے) گھیرے میں لینے والے کرم کے ذریعے نعمت عطا فرمانے والا۔ جس آدمی کو کسی چیز پر قناعت و کفایت حاصل نہ ہو، اگر وہ اس نام کو زیادہ پڑھے تو اسے

قناعت و کفایت (صبر و شکر) حاصل ہو جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خاص و عام (سب لوگوں) پر بہت زیادہ انعام و اکرام کرنے کی کوشش کرے۔

الْحَكِيمُ: کام کرنے میں معتبر اور کردار میں درست (یعنی وہ ذات جس کے قول و فعل اندازہ کے مطابق بالکل صحیح اور بر محل ہوں)۔ جس شخص کو کوئی مشکل پیش آجائے، وہ یا حَكِيمُ زیادہ پڑھے تو اس کی مشکل حل ہو جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ جو کچھ دیکھے اور جانے سب کو درست (صحیح اور بر محل) سمجھے اور حکم کے مطابق اعتقاد کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت کی حقیقت تک رسائی نہ پاسکے تو ”رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا“ (۲۶) پڑھے، نظم:

ہر آن نقشی کہ در عالم نہادیم

تو زیبا بین کہ خوش زیبا نہادیم (۲۷)

ترجمہ: ہر وہ صورت جو ہم نے دنیا میں پیدا کی ہے، تو اسے خوبصورت سمجھ کہ ہم نے خوبصورت ہی پیدا کی ہے۔

الْوَدُودُ: تمام خلقت سے نیکی کو پسند کرنے والا اور حق کی طرف، میل، دلوں کا دوست۔ میاں بیوی کے درمیان محبت پیدا کرنے کے لئے ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھ کر کسی چیز پر دم کر کے (انہیں) کھلائیں تو وہ آپس میں محبت کرنے لگیں گے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھے اور اس کے دوستوں کے ساتھ بھلائی کرے۔

الْمَجِيدُ: (تمام) بڑائیوں کے لائق اور سب بھلائیوں کو عطا فرمانے والا۔ جس آدمی کو برص اور جذام کا خطرہ لاحق ہو، وہ ایام بیض میں (یعنی ہر ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو) روزہ رکھے اور افطار کے بعد یا مَجِيدُ پڑھے تو شفا پائے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ بڑائی (غرور و تکبر) کو (اپنے) سر سے نکال دے اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرے۔

الْبَاعِثُ: مُردوں کے تن کو روح اور (اپنے) چاہنے والوں کو فتوح (کشادگی) سے زندہ کرنے والا۔ جو شخص سوتے وقت ہاتھ سینے پر رکھ کر ایک سو بار یَسْبَعُ پڑھے، اس کا مردہ دل زندہ ہو جاتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ آخرت (میں کامیاب ہونے) کی تدبیر کرے اور اس کی استعداد (یعنی نیک اعمال جمع کرنے) کی کوشش کرے اور مردہ دلوں کو ارشاد حق سے زندہ کرے۔

الشَّهِيدُ: بندوں پر سچا گواہ اور ان کے احوال (اعمال) کو جاننے والا۔ جس آدمی کی اولاد نافرمان برادر ہو، اگر وہ ہر روز صبح کے وقت آسمان کی طرف منہ اٹھا کر ایک بار یَسْبَعُ پڑھے تو اس کی اولاد فرمانبردار ہو جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ گناہوں سے بچے اور ہمیشہ نیکی میں لگا رہے۔

الْحَقُّ: ہستی کے لحاظ سے برحق اور راست، اور بڑائی کے لائق۔ یہ نام باری تعالیٰ کی ذاتی صفات میں سے ہے۔ جس آدمی کی کوئی چیز گم ہو جائے، وہ کاغذ کے چارکونوں پر **الْحَقُّ** لکھے اور درمیان میں گم شدہ چیز کا نام لکھے۔ آدھی رات کے وقت اس کاغذ کو تھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے تو (اسے گمشدہ چیز) مل جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو قابل عزت اور بقا اور اس کے علاوہ دوسری تمام چیزوں کو لائق عجز اور فنا سمجھے، تاکہ وہ ایمان حقیقی کا حامل ہو جائے۔

الْوَكِيلُ: ایسا کارساز (حاجت روا و مشکل کشا) کہ لوگ اپنی مشکلات (کامل) صرف اس پر چھوڑ دیں اور ایسا محفوظ رکھنے والا کہ خوف میں لوگ خود کو اس کے حوالے کر دیں۔ جو

شخص اس نام کو اپنا اور دبنالے، وہ (ہر آفت سے) محفوظ رہے گا۔
 (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہے اور اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے (نفع کی) امید نہ رکھے۔ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ۔

الْقَوِيُّ: بڑی طاقت اور قوت والا۔

الْمَتِينُ: لاثانی اور شدید قوت والا (پائیدار)۔

یہ دونوں نام باری تعالیٰ کی صفات میں سے ہیں۔ (ان دونوں ناموں) سے عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو عاجز، ضعیف لاچار اور نحیف خیال کرے اور قوت اور طاقت (صرف) اس (اللہ تعالیٰ) سے طلب کرے۔

الْوَلِيُّ: (اپنے) دوستوں سے محبت کرنے والا اور ان کا حمایتی (اور مددگار)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اس (اللہ تعالیٰ) کے دوستوں کو دوست رکھے اور اس کے دوستوں کی مدد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ اس (اللہ تعالیٰ) کے دوست کو (اپنی) آنکھ پر بٹھائے اور (اپنی) آنکھ کو (اپنے) دوست (اللہ تعالیٰ) پر رکھے۔

الْحَمِيدُ: وہ ذات جس کی تمام مخلوق کی زبان سے سب اچھائیوں کے ساتھ تعریف کی گئی ہے (یعنی لائق تعریف)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ پسندیدہ صفات کو اپنانے اور بری صفات کو چھوڑنے کی کوشش کرے۔

الْمُحْصِي: (سب مخلوق اور اس کے اعمال) کے تمام شماروں (حسابوں) کو جاننے والا اور تمام کاموں پر قادر (یعنی قادرِ مطلق)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق ظاہری اور باطنی

نعمتوں کا شمار کرے اور ان کا شکر ادا کرنے کی کوشش کرے۔ مصرع:

اے شکر نعمتہائے تو چند اٹکے نعمتہائے تو (۲۸)

ترجمہ: اے (الہی!) تیری نعمتوں کا اتنا ہی شکر ہے، جتنی کہ تیری نعمتیں ہیں۔

الْمُبْدِيُّ: ساری مخلوق کو پہلی بار پیدا کرنے والا۔

الْمُعِيدُ: تمام موجود ہونے والی چیزوں کو تباہ ہونے کے بعد دوبارہ لوٹانے (پیدا کرنے) والا۔ (نیا پیدا کرنے والا)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ آخرت کے سرمایہ (یعنی نیکیوں) کی تدبیر (کرنے) کو معاش (یعنی دنیاوی آسائشوں) پر ترجیح دے۔

الْمُحْيِيُّ: تن کو جان اور دل کو ایمان سے زندہ کرنے والا۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

الْمُمِيتُ: جسموں کو قضاے مرگ (یعنی موت) اور جانوں (روحوں) کو کفر اور گناہ سے مارنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ فیوض ربانی کی استقامت کے ذریعے دل کو زندہ کرے اور بری صفات کے چھوڑنے کی پوری کوشش کرے، تاکہ تائید الہی اور جذبات قیومی جس سے مردہ دل زندگی حاصل کرتے ہیں، اس کے بے قرار ہونے والے دل کو نظر قہاری کے ذریعے ماسوی اللہ سے خالی کر دے۔

الْحَيُّ: جس کی زندگی جان کی محتاج نہیں اور جسے موت کا خوف نہیں (یعنی ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ ایمان حقیقی اور علوم لدنی کے ذریعے اپنے تن و دل کو زندہ کرے۔

الْقَيُّومُ: ہمیشہ سے قائم رہنے والا اور بغیر کسی اندیشہ کے سلطنت رکھنے والا۔ ساری مخلوق جس کی محتاج ہے اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ ”الْقَائِمُ بِذَاتِهِ، الْمَقْوَمُ لِعَبْدِهِ“۔ (۲۹)
 (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسری چیزوں سے منہ موڑ لے اور تمام اوقات میں کامل توجہ خاص طور پر اللہ کی جانب کرے اور استقامت اختیار کرے اور دور افتادہ (طالبان حق) کو استقامت (یعنی قرب الہی) تک پہنچائے۔

الْوَاجِدُ: تو نگر، دانا اور چاہنے والا اور جو کچھ چاہے اسے پانے والا۔ مِنْ الْوَجْدِ وَالْوَجْدَانِ کاسزوار (یعنی ہر چیز کو پانے والا)۔
 (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو اللہ تعالیٰ کا محتاج اور مقہور سمجھے۔

الْمَاجِدُ: خداوندی اور بزرگواری کے لائق۔
 (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو ذلیل اور حقیر خیال کرے۔

الْوَاحِدُ: اپنی ذات کے لحاظ سے گنتی کے طور پر اکیلا (تنہا)۔

الْأَحَدُ: اپنی صفات میں انتہا کے لحاظ سے لاثانی۔
 (اس نام سے) عارف کا نصیب توحید ہے، جو اپنے درجات کے لحاظ سے توحید تقلیدی، (توحید) برہانی اور (توحید) شہودی ہے۔

الْصَّمَدُ: ایسا حاجت روا جسے خود کسی چیز کی حاجت نہیں (یعنی بے نیاز)۔
 (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مراد اور پناہ (دینے والا) نہیں ہے۔

الْقَادِرُ: تمام چیزوں پر قدرت رکھنے والا۔

الْمُقْتَدِرُ: تمام چیزوں پر پوری طرح غلبہ (قدرت) رکھنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اس بات پر یقین کر لے کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی حقیقی طاقتور نہیں ہے اور وہ (عارف) خود کو اور اللہ کے سوا ساری مخلوق کو اللہ کی قدرت میں اسیر سمجھے۔

الْمُقَدِّمُ: (اپنے) فرما بنداروں کو آگے (درجات کی بلندیوں سے ہمکنار) کرنے والا۔

الْمُوَخَّرُ: گنہگاروں کو نیچا (ذلیل) کرنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ عزت اور حرمت کو اللہ کی جانب خیال کرے۔ (اس کی) فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے اور ذلت و رسوائی کو بھی اللہ کی طرف سے سمجھے، گناہ کرنے کی بدولت۔

الْأَوَّلُ: وہ جو ہمیشہ سے ہے اور جس کے ہونے کی ابتداء نہیں۔

الْآخِرُ: وہ جو ہمیشہ سے ہے اور جس کے ہونے کو فنا نہیں۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ تمام چیزوں (مخلوق) کی بقا و فنا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے۔ (جیسے آیا ہے کہ) ”فَمِنْهُ الْوُجُودُ وَالْكَوْنُ إِلَيْهِ يَعُودُ“۔ (۳۰)

الظَّاهِرُ: آسمان و زمین میں سے دلیلوں سے ظاہر ہستی۔

الْبَاطِنُ: اپنی ذات کے اعتبار سے یوں پنہاں کہ اس کی حقیقت عقل و گمان میں نہیں آسکتی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو اللہ کے فرمان کا مطیع اور تابع بنائے، تاکہ دونوں جہاں میں صاحبِ رتبہ ہو جائے۔

الْوَالِي: سچا بادشاہ۔

الْمُتَعَالُ: خلقت کی بصیرت اور گفتار سے بلند و برتر۔

الْبِرُّ: بھلائی کرنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ جتنا ہو سکے وہ لوگوں پر احسان کرے۔

التَّوَّابُ: گنہگار کی توبہ قبول کرنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ بدکردار کی معذرت پر اسے معاف کر دے

اور گناہ کی زیادتی پر اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

الْمُنْتَقِمُ: گنہگاروں، کافروں اور دشمنوں کو عذاب دینے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ جہاد اکبر و اصغر پر قیام کرے۔

العَفْوُ: توبہ کرنے والوں کے دلوں کو گناہ سے پاک کرنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ بدکاروں اور ظالموں کو معاف کرے اور

سارے جہاں کی مخلوق پر نظرِ عنایت رکھے۔

الرَّوْفُ: نہایت مہربان۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ سارے جہان کی مخلوق پر شفقت اور عنایت کی نگاہ رکھے۔

مَالِكِ الْمَلِكِ: ایسا بادشاہ اور بادشاہی دینے والا جس نے دنیا کی بادشاہی دشمنوں اور آخرت (کی بادشاہی اپنے) دوستوں کو دی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ دنیا اور آخرت (کی بھلائی) اللہ سے طلب کرے۔

ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ: وہ خدا تعالیٰ جو بزرگی اور بزرگواری کے لائق ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی ثبوتی اور سلبی صفات کی طرف اشارہ ہے۔ **فَصِيئُهُ مَأْمُورٌ بِهِ آفِئاً۔ (۳۱)**

الْمُقْسِطُ: سچائی کے ساتھ عدل کرنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ سچائی کو اپنا شعار بنائے۔

الْجَامِعُ: روز جزا مخلوق کو جمع کرنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ آخرت کے لئے نیک عمل کرنے کی کوشش کرے۔

الْمَغْنِيُّ: تمام چیزوں اور ہر کسی سے بے نیاز۔

الْمَغْنِيُّ: ہر درویش (مفلس) کو تکلیف اور فکر کے بغیر دولت مند کرنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید نہ رکھے اور

اس کے سوا سب کو مفلس اور محتاج سمجھے۔

الْمَانِعُ: بلا اور عطا کو روکنے والا۔ جس کو چاہے (اپنی) حکمت، قدرت اور قضا

کے ذریعے (اپنی بلا اور عطا سے) محروم رکھے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے عطا طلب کرے اور مصیبت میں اسی سے پناہ مانگے۔

الضَّارُّ: وہ جو نقصان دینے والا ہے۔

النَّافِعُ: وہ جو فائدوں کا پہنچانے والا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ نفع اور نقصان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور ان کے اسباب سے منہ موڑ لے۔ پس جب حضرت خلیل (ابراہیم) علیہ السلام آگ میں جائیں تو نہ جلیں اور جب حضرت کلیم (موسیٰ) علیہ السلام دریا میں جائیں تو نہ ڈوبیں۔

النُّورُ: خوبصورت دنیا کو سجانے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ دل کی روشنی اور حضوری عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے طلب کرے۔

الْهَادِيُّ: رستہ دکھانے والا (یعنی ہدایت بخشنے والا)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ علم اور ارشاد سے جاہلوں کی راہنمائی کرے اور زمین پر خلیفۃ اللہ ہونے کی ذمہ داری پوری کرے۔

الْبَدِيعُ: آسمان اور زمین کی آرائشوں کو (اپنی قدرت کاملہ) سے اور مومنوں کے دلوں کو نور یقین سے تازگی بخشنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ حسن و جمال کے تمام جلوے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور مخلوق کو دیکھ کر معرفت الہی حاصل کرے، تاکہ عذاب میں مبتلا نہ رہے۔

الْبَاقِيُّ: وہ ذات جس کی ہستی کو ہرگز فنا نہیں۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دوست بنائے اور دل کو مخلوق سے خالی کرے۔ اللہ کے ساتھ باقی اور مخلوق کے ساتھ فانی بن جائے۔

الْوَارِثُ: وہ ہستی جس کے لئے تمام مخلوق اپنی املاک اور بادشاہیاں چھوڑ جاتی ہے۔ (اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو اپنی ملکیت اور سلطنت نہ سمجھے، بلکہ وہ تمام چیزوں کو اپنے ہاتھ میں مستعار خیال کرے۔

الرَّشِيدُ: وہ ذات جو راہ راست دکھاتی ہے۔ وہ ہستی جو بیان کو صحیح اور سچا (قابلِ رشد) بناتی ہے (یعنی راستی اور کوئی پسند کرنے والا)۔

الصَّبُورُ: گنہگاروں سے اپنا عذاب ہٹانے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ کاموں میں صبر کرے اور گنہگاروں کو قصور وار ٹھہرائے اور سزا دینے میں جلدی نہ کرے۔ اللہ وہ ہے کہ ”لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ“ (۳۲)۔ یعنی وہ ذات ہے کہ جس کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور وہ تمام آوازوں کو کانوں کے بغیر سننے والا اور تمام چیزوں کو آنکھوں کے بغیر دیکھنے والا ہے اور اس بات میں اہل تشبیہ و تعطیل کے اعتقاد کی نفی ہے۔ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ۔

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ الطَّيِّبِينَ

الطَّاهِرِينَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (۳۳)

بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ (۳۴)

حواشی شرح اسماء الحسنیٰ

- ۱- ترجمہ: سب تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے اچھے اچھے (مخصوص) ناموں کی تجلیات اور اپنی بلند صفات کے ذریعے اولیائے کرام کے دلوں کو منور فرمایا اور اس کے رسول حضرت (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی آلِ عظام اور صحابہ کرامؓ، جو ہدایت کے ستارے ہیں، (سب) پر درود و سلام ہو۔
- ۲- مؤلف کی دعا۔ ترجمہ: اللہ اس کے عیوب سے دکھائے اور اس کا (آنے والا) کل اس کے گزشتہ کل سے بہتر بنائے۔
- ۳- سورۃ اعلیٰ: ۱- ترجمہ: آپ تسبیح کیجئے اپنے عالی شان پروردگار کے نام کی۔
- ۴- سورۃ الاعراف: ۱۸- ترجمہ: اور اللہ ہی کے لئے اچھے اچھے (مخصوص) نام ہیں، سو انہی سے اسے پکارو۔
- ۵- حصن حصین ۴۴ (حدیث شریف)۔ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو پورا پڑھا، وہ جنت میں داخل ہوا۔
- ۶- ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔
- ۷- سورۃ المزمل: ۲۰- ترجمہ: ۱- اسے (اللہ کو) معلوم ہے کہ تم لوگ اسے پورے احاطہ میں نہیں لاسکتے۔
- ۸- ترجمہ: یعنی تم اس کی ہر گز طاقت نہیں رکھتے۔
- ۹- رسالہ قدسیہ: ۲۰۳ (حدیث شریف)۔ ترجمہ: جس نے اپنے علم پر عمل کیا، اللہ اس کو ایسے علم کا وارث بنائے گا جسے وہ نہیں جانتا۔
- ۱۰- مثنوی، جلد اول، ص ۳۵۵-۳۵۶
- ۱۱- قول حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵۸ھ/ ۹۱۰ھ)۔ ترجمہ: قاریوں سے قطع کرو اور صوفی سے جوڑو۔
- ۱۲- کوالہ نہیں ملا۔ ترجمہ: بے شک دنیا میں ایک جنت ہے جو اس میں داخل ہو گیا اس کو جنت کا شوق ندرہا اور وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔

- ۱۳- العجم المفہرس، جلد ۱: ۳۷۹، اس طرح، ”ان الجنة لتشاق الی ثلاثہ: علی وعمار و سلمان“ (بہ نقل از ترمذی: مناقب: ۳۳)۔ ترجمہ: جنت سلمان کی اس سے کہیں زیادہ مشتاق ہے، جتنا کہ سلمان کو جنت کا شوق ہے۔
- ۱۴- سورة البقرة: ۶۰۔ ترجمہ (اور) ہر گروہ نے اپنا (اپنا) گھاٹ معلوم کر لیا۔
- ۱۵- سورة الحجر: ۲۳۔ ترجمہ: اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
- ۱۶- سورة البقرة: ۲۲۲۔ ترجمہ: بے شک اللہ محبت رکھتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتا ہے پاک و صاف رہنے والوں سے۔
- ۱۷- سورة النہل: ۵۸، ترجمہ: سلام انہیں کہا جائے گا پروردگار مہربان کی طرف سے۔
- ۱۸- سبعات عشر: دس ایسے کلمے (اوراد) جو ہر ایک سات سات مرتبہ پڑھا جائے اور اوراد و اعیہ کی کتب میں منقول و موجود ہیں۔
- ۱۹- نائیہ ص ۵۲۔
- ۲۰- ترجمہ: اے (گناہوں کے) بخشنے والے میرے گناہ بخش دے۔
- ۲۱- سورة الذاریت: ۲۱۔ ترجمہ: اور خود تمہاری ذات میں بھی، (بہت سی نشانیاں ہیں) تو کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا۔
- ۲۲- سورة الفرقان: ۶۲۔ ترجمہ: اور وہ وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنا دیا اس شخص کے لئے جو سمجھنا چاہے یا شکر ادا کرنا چاہے۔
- ۲۳- کلیات شمس، جلد ۵: ۳۰، شعر نمبر ۲۲۸۹۱۔
- ۲۴- دراصل: عذر از جملہ آمد گناہ: تصحیح از جناب رئیس نعمانی مدیر مجلہ، عبارت، لکھنؤ و انش، ۳: ۲۰۔
- ۲۵- ترجمہ: بڑے محابے سے قبل اپنے نفوس کا احتساب کرو۔
- اس سے قریب یہ حدیث ہے: حاسبوا اعمالکم قبل ان تحاسبوا و وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا و موتوا قبل ان تموتوا۔ (المعجم القوی، جلد ۴: ۳۱۳۔ بحوالہ احادیث مشنویؒ ۱۱۶)۔
- ۲۶- سورة آل عمران: ۱۹۱۔ ترجمہ: اے ہمارے پروردگار تو نے یہ (سب) لایعنی نہیں پیدا کیا ہے۔
- ۲۷- حوالہ نہیں ملا۔
- ۲۸- تفسیر چرخی: ۲۹۷، ۳۲۲۔

- ۲۹۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنے علاوہ دوسروں کو قائم کرنے والا ہے۔
- ۳۰۔ یعنی: اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہر موجود کا وجود ہے اور آخر اس کی طرف ہر ایک لوٹے گا۔
- ۳۱۔ کذابی الاصل: ترجمہ: اس کا حصہ جس پر وہ کبھی اتفاقاً گزرا۔
- ۳۲۔ سورۃ الشوری: ۱۱۔ ترجمہ: کوئی چیز اس کے مثل نہیں اور وہی (ہر بات کا) سننے والا ہے (ہر چیز کا) کا دیکھنے والا ہے۔
- ۳۳۔ سورۃ الانبیاء: ۱۰۷۔ ترجمہ: اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا، مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔
- ۳۴۔ مصنف کی دعا: ترجمہ: اور اول و آخر میں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تمام پاکیزہ اور مطہرہ آل عظام پر درود ہو (جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ) اور ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے تیری رحمت کے صدقے۔

حواریہ

حضرت مولانا یعقوب چرخانی قدس سرہ

رسالہ دوم

حواریہ

حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ تعریف اور بے شمار ستائش جس نے انبیاء اور اولیاء کے دلوں کو صفات جلالیہ اور جمالیہ کا مظاہر بنایا اور رسولوں اور نبیوں کے پیشوا، بہت ہی درست رستے کے ہادی اور برگزیدہ ہستیوں کے آفتاب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام ہو اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کرام اور اصحاب عظام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جو نُجُوْمُ اَهْتَدٰی“ (۱) (ہدایت کے ستارے) ہیں، پر بھی ہو اور عام طور پر امت کے تمام علماء اور اولیاء پر رحمت اور بخشش ہو اور خاص کرواصلین کے قطب، عارفوں کے پیشوا اور محققین کے علوم کے وارث، اس فقیر کے شیخ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین، البخاری المعروف بہ نقشبند، (۲) آپ کے خلفائے عظام، احباب اور اصحاب پر قیامت کے دن تک (اللہ تعالیٰ کی) رحمت و بخشش ہو۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار یہ ضعیف بندہ یعقوب بن عثمان الغزنوی ثم الچرخنی ”بَصْرَهُ اللّٰهُ تُعَالٰی بِعُیُوْبِ نَفْسِهٖ“ (۳) کہتا ہے کہ ایک سچے درویش اور گہرے دوست نے درخواست کی کہ ایک رباعی جو قطبوں کے قطب، اہل عقل کے پیشوا، حقائق کی جانب خلقت کے مرشد، صفات ربانی کے مظہر، اسرار الوہیت کے کشف کرنے والے حضرت ابی سعید بن ابی الخیر قدس اللہ تعالیٰ سرہ العریز (۴) کی طرف منسوب ہے، کے معنی بیان کیے جائیں۔ (لہذا اس فقیر نے) ان کی خواہش کو قبول کرتے ہوئے یہ چند سطرین مختصر طور پر (اس رباعی کی شرع میں) لکھی ہیں۔ ”وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ وَ مِنْهُ الْاِسْتَعَانَةُ“۔ (۵)

رباعی

حورا بظارۃ نگارم صف زد

رضوان ز تعجب کف خود برکف زد

آن خال سیہ بران رخان مطرف زد

ابدال ز نیم چنگ در مصحف زد (۶)

ترجمہ: حسین آنکھ (والی حوروں) نے میرے محبوب کے نظارہ کی خاطر صف بنائی،

رضوان نے تعجب سے اپنی ہتھیلی کو ہتھیلی پر دے مارا۔

اس پر اس سیاہ تل نے چہرے پر چادر ڈال لی اور ابدال نے چنگل سے ڈر کر (اپنی صورت کو بدل ڈالا۔

جاننا چاہیے کہ اس رباعی میں اللہ تعالیٰ کے جمال و جلال کی صفت کی جانب اشارہ ہے۔ اس رباعی میں ایک ایسا راز (اثر) ہے کہ اگر کوئی آدمی بیمار کے سر ہانے، شرائط کے مطابق اس کو پڑھے تو وہ بیمار صحت یاب ہو جائے۔ اِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔

جاننا چاہیے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی صفات (بہت زیادہ ہیں، لیکن ان صفات میں صفت) جمال و جلال کو سب پر فوقیت حاصل ہے اور ”ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“ میں اسی صفت کی طرف اشارہ ہے۔ سورۃ فاتحہ انہیں دو صفات کی حامل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ سب تعریف اور ستائش کے لائق وہ پروردگار عالم اور (سب) جہانوں کا پالنے والا ہے، جس کے کرم سے دشمن بھی دوست کی طرح پرورش پاتا ہے۔

الرَّحْمٰنِ، اس جہاں (دنیا) میں مومنوں اور کافروں کو بہت ہی زیادہ بخشنے والا۔ الرَّحِیْمِ۔ اُس جہاں (آخرت) میں اپنے دوستوں کو ہمیشہ کے لئے بہشت جاوداں عطا کرنے والا۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّیْنِ (۷) روز جزا (قیامت) کا بادشاہ۔ دوستوں کو رزق اور جنت عطا کرنے والا اور دشمنوں کو مایوسی اور آتش (جہنم) سے ہمکنار کرنے والا۔

”حورا بِنظارة نگارم صفت زد“۔ یعنی حوریں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت ہی زیادہ حسین (حسن) عطا کیا ہے اور ان کی تعریف میں کہا کہ: فِیْھِنَّ خَیْرَاتٌ حِسانٌ (۸)، یعنی وہ حوریں نیک سیرت اور خوبصورت ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”اگر اس جہاں کی اندھیری رات میں (جنت کی) ایک حور (کے تن سے) قلامہ، یعنی ناخن کی وہ زیادتی جو اس سے تراشی جاتی ہے، جتنا حصہ لے آئیں تو ساری دنیا (اس سے) روشن ہو جائے گی۔“ اس قدر حسن و جمال رکھتے ہوئے بھی وہ (حوریں) اگر اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے ایک ذرے کا نظارہ کریں تو متحیر اور حیران ہو جائیں اور خود مظاہر انوار (نور کے جلوہ) ہونے کے باوجود وہ بیہوش اور مدہوش ہو جائیں:

ع اے تابش نور از تو واے نازش حور از تو (۹)

ترجمہ: اے وہ ہستی کہ نور کی چمک تیری قدرت سے ہے اور حور کا ناز بھی تیرے کرم و عطا سے ہے۔
رضوان جو جنت کا مالک (موکل و دربان) ہے اور ہمیشہ جنت کی حوروں، باغوں اور گلزاروں کے نظارے سے مشرف ہے، وہ بھی اس نور (تجلی الہی) کے جلوے پر متحیر اور حیران ہو جائے۔ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے: ”حِجَابُهُ النُّورُ وَلَوْ كَشَفَ حِجَابَهُ لَا خُتِرَتْ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ“ (۱۰)۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کا حجاب نور ہے (کیونکہ آیا ہے): سُبْحَانَ مَنْ اِحْتَجَبَ بِالنُّورِ عَنِ الظُّهُورِ وَالظُّهُورِ عَنِ الظُّهُورِ (۱۱) بیت:

غرق آہیم و آب می طلبیم

دروصا لیم و بے خبر ز وصال (۱۲)

ترجمہ: ہم پانی میں غرق ہیں اور پانی مانگ رہے ہیں۔ ہم وصال میں ہیں اور (لذت) وصال سے بے خبر ہیں۔

اگر وہ نورانی حجاب اٹھایا جائے تو ظہور اور نور میں سے جس چیز پر (بھی اس کا جمال) پڑے، وہ جل جائے۔ پس اگر حوریں اور رضوان اس نور میں سے ایک ذرے کا بھی نظارہ کریں تو ان کا بھی یہی حال ہو جائے۔ اگر وہ کمال تک رسائی حاصل کر لیں تو بھی جل جائیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے، لیکن مخصوص انبیاء کی ایک جماعت ہے جو عنایت ازلی کے طفیل اس جمال باکمال (کی زیارت سے) مشرف ہوئی ہے۔ (وہ سب زیارت کا شرف پاتے وقت) بیخود ہوئے ہیں اور ان سے سوائے ان کے نام کے کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ وہ فنا فی اللہ اور باقی باللہ تھے اور یہ درجہ سوائے بنی نوع انسان کے کسی اور کو میسر نہیں ہوتا، کیونکہ وہ ”وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُوْحِيْ“ (۱۳) سے مشرف ہوئے ہیں۔ (اور ایسا ہی آیا ہے کہ) ”وَلَا تَحْمَلُ عَطَايَا الْمَلِكِ اِلَّا مَطَايَا الْمَلِكِ“، (۱۴) جیسے کہ عارف رومی (۱۵) کہتے ہیں، بیت:

چون روح در نظارہ فنا گشت این بگفت

نظارہ جمال خدا جز خدا نکرد (۱۶)

ع نامی ست زمن برمن و باقی ہمہ اوست (۱۷)

ترجمہ: جب روح فنا کے نظارہ میں (محو) ہوئی تو کہنے لگی: خدا کے جمال کا نظارہ خدا کے سوا کسی نے نہیں کیا۔

ایک نام ہے مجھ سے مجھ پر اور باقی سب وہی ہے۔

یہ مصرع: یعنی ”حورا بنظارہ نگارم صف زد“۔ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ (۱۸) کے معنی کی طرف اشارہ ہے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

”آن خال سیہ بران رخان مطرف زد“، یعنی صفت جلال جو نسبت جمال سے سینوں کے رخسار پر تل کی مانند ہے۔ وہ اس کی قلت اور اس کی کثرت کے باوجود ظاہر ہوئی ہے۔ جیسے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے ”سبقت رحمתי غضبی“ (۱۹) اور اس میں ”مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ“ (۲۰) کے معنی کی طرف اشارہ ہے جو اس کے ضمن میں سمجھ میں آتا ہے۔ دوستوں پر لطف اور دشمنوں پر قہر کرنا (صفت جلال میں سے ہے) اور یہ صفت جلال میں سے اس صفت جمال کی نسبت بہت ہی کم ہے جو ان چار اسماء باری تعالیٰ ”اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ کے ضمن میں عقل میں آتا ہے۔

”ابدال“ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں، جن کی بشریت اس صفت جلال سے اس کی قلت کے باوجود خوفزدہ ہو کر ملکیت اور ناسوتیت میں تبدیل ہو گئی ہے۔ وہ عالم تقلید میں بھاگ آئے ہیں اور انہوں نے ظاہری استقامت کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ وہ مکاشفات، مشاہدات اور ”آلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ“ (۲۱) کا شرف پانے کے بعد، نفس امارہ، کی صفت بالسوء (۲۲)، جو قہر الوہیت کی مظہر ہے، سے بھی رہائی حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے ”جبل متین“ (۲۳) جو قرآن مجید ہے، کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے اور اسے اپنا پیشوائے مطلق اور راہنمائے حق سمجھ لیا ہے۔ حکیم سنائی غزنوی (۲۴) فرماتے ہیں، بیت:

أول و آخر قرآن زچہ ”بی“ آمدو ”سین“

یعنی اندر رہ دین رہبر تو قرآن بس (۲۵)

ترجمہ: قرآن مجید کے شروع اور آخر میں ”ب“ اور ”س“ کیوں آئی ہے؟ (اس لئے کہ)، یعنی دین کے راستے میں تیری راہنمائی کے قرآن کافی ہے۔

(یہ ابدال خود بھی) ہمیشہ کتاب و سنت پر قائم رہے اور انہوں نے (لوگوں کو بھی اس

کی تبلیغ فرمائی ہے۔ سنائی کہتے ہیں، بیت:

گرد قرآن گرد زانکہ ہر کہ در قرآن گرفت
آن جہاں رست از عقوبت این جہاں رست از فتن
گرد نعل اسپ سلطان شریعت سرمہ کن
تا شود نور الہی بادو چشمت مقترن
مژہ در چشم سنائی چون سنائی باد تیز
گر زمانی زندگی خواہد سنائی بے سنن (۲۶)

ترجمہ: تو قرآن (مجید) کے گرگھوم، کیونکہ جس نے قرآن (مجید) سے ہدایت حاصل کی، وہ اس جہان (آخرت) میں عذاب سے بچ گیا (اور) اس جہان (دنیا) میں فتنوں سے محفوظ رہا۔
تو شریعت کے بادشاہ (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھوڑوں کے سموں کی گرد کا سرمہ بنا، تاکہ نور الہی تیری دونوں آنکھوں کو نصیب ہو جائے۔

سنائی کی آنکھ میں پلک تیر کی مانند تیز ہو جائے، اگر وہ زندگی کا ایک لمحہ بھی (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی) سنت کے بغیر زندہ رہنا چاہے۔

”ابدال زبیم چنگ در مصحف زد۔“ (اس میں) اَيَّاكَ نَعْبُدُ (۲۷) سے لے کر آخر سورۃ الفاتحہ کے معنی کی طرف اشارہ ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ۔ یعنی ہم تیری بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہم مکاشفات، مشاہدات اور صفات کے مظاہر ہونے کے بعد (تیرے آگے) دم نہیں مارتے اور سردار الانبیا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اقتدا کرتے ہیں، کیونکہ تیرے بندے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے: ”کمال عبودیت کو اپنا شعار بنانا۔“ ہر چند اللہ تعالیٰ کی بے حد عنایت ہے (پھر بھی) ادب کا تقاضا (کیا گیا) ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے: ”كُنْ عَبْدَ رَبِّ وَلَا تَكُنْ رَبَّ عَبْدٍ“ (۲۸)۔

جب کتاب و سنت کے مضبوط حلقے کو مضبوطی سے پکڑا جائے تو ظاہری اور باطنی دشمنوں سے خوف و خطرہ نہیں رہتا (جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے): وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ۔ (۲۹)

رباعی

ز آنجا کہ جمال و جاہ جانانہ ماست
عالم ہمہ در پناہ جانانہ ماست
مارا چہ از آنکہ عالمی خصم شوند
پیش و پس ماسیہ جانانہ ماست (۳۰)

ترجمہ: جہاں بھی ہمارے محبوب (اللہ کریم) کے جمال و جاہ کا سایہ ہے، (وہاں) ساری دنیا ہمارے محبوب (اللہ کریم) کی پناہ میں ہے۔

ہمیں اس سے کیا، خواہ سارا جہان ہمارا دشمن ہو جائے، (کیونکہ) ہمارے آگے اور پیچھے ہمارے محبوب (اللہ کریم) فوج ہے۔

”لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ أَيْمَنِ يَدَيْهِ وَمَنْ خَلْفَهُ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ“ (۳۱) میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (۳۲)۔ تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ یعنی جو راستہ تو نے ہمیں دکھایا ہے، اس پر ہمیں استقامت اور پائیداری کے ساتھ گامزن رکھ، جب تو نے ہمیں اپنی عنایت اور علت (محض فضل) سے برگزیدہ کیا ہے اور (اپنا) عزیز بنایا ہے تو (اب ہمیں کبھی) رسوا مت کر۔ شمس العارفین الغزنوی السجاوندی (۳۳) صاحب وقوف قرآن عین المعانی قدس سرہ نے اِهْدِنَا کے معنی میں فرمایا ہے: اَيُّ اِهْدِ قُلُوبَنَا اِلَيْكَ وَاَقِمْ هَمَمْنَا بَيْنَ يَدَيْكَ وَكُنْ دَلِيلَنَا مِنْكَ عَلَيْكَ۔“ (۳۴)

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (۳۵)۔ (تو ہمیں) ان لوگوں کے راستے پر چلا، جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ یعنی جن کو تو نے قرآن ایمان، عرفان، سرور انبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے) دوستوں اور دوسرے صالحین کی محبت اور اس (دنیا) اور اس جہان (آخرت) کی نعمت عطا فرمائی ہے۔

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ (۳۶)۔ ہمیں راہ راست پانے کے بعد ان لوگوں کے نقش قدم پر نہ چلا، جن پر تیرا غضب ہوا۔ جیسے یہودیوں پر، تیرا غضب ہوا، وَلَا الضَّالِّينَ (۳۷) اور نہ ہمیں جنت کی حقیقت سے آگاہ ہونے، عالم ایقان کے وصول اور اپنی رحمان و رحیم صفات کے

مشاہدات کرانے کے بعد ان لوگوں کے راستہ پر چلا، جو گمراہ ہو گئے ہیں۔ جیسے عیسائی گمراہ ہو چکے ہیں۔ آمین۔ ایسا ہی ہو۔ یعنی جو کچھ ہم نے تجھ سے مانگا ہے (وہ ہمیں) عطا فرما اور اسی پر ثبات قدم رکھ، تاکہ ہم ایسی تربیت حاصل کر لیں۔ ہمیں قیامت میں ایسی رحمت نصیب ہو جائے اور ہمیں عبادت و استقامت کی توفیق مل جائے۔ ہم ہدایت کا وجدان پالیں اور اس پر قائم رہیں، کیونکہ تیرے غضب، گمراہی اور رسوائی کا خوف تیری بے نیاز ذات اقدس کے علاوہ کہیں سے میسر نہیں ہو سکتا، کیونکہ سب کچھ تجھی سے (نصیب ہوتا) ہے تو ہمیں ہمارا مطلوب ہمارے باطنی حالات کی پاکیزگی کے ذریعے نصیب فرما اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ فرما، کیونکہ تمام عارفوں کا یہی مطلوب ہے۔ حکیم سنائی کہتے ہیں، بیت:

بردر میدان الا اللہ تبیح لا الہ

ہر قرینی کان غیر اللہ قربان داشتن

چون جمال زخم چوگان دیدہ شدور دست دوست

خویشن راپائے کوبان گوی میدان داشتن

چون زدست دوست خوردی یک مزاق از جام جان

لقمہ بل (۳۸) را و جلوہ ہر دو یکسان داشتن (۳۹)

ترجمہ: میدان الا اللہ کے دروازے پر لا الہ کی تلوار سے، اللہ کے سوا جو دوست (بھی)

ہو، اسے قربان کر دینا۔

جب چوگان کے زخم کا جمال دوست کے ہاتھ میں دیکھ لیا تو (اب) خود کو نچاتے ہوئے گو

کی مانند میدان کی طرف چلتے رہنا۔

جب تو نے دوست کے ہاتھ سے جامِ محبت کا گھونٹ چکھ لیا ہے تو (پھر) کڑوے اور پیٹھے

دونوں لقموں کو یکساں سمجھنا۔

تَمَّتِ الرَّسَالَةُ الْجَمَالِيَّةُ بِعَوْنِ اللَّهِ تَعَالَى ذِي الْفَضْلِ وَالْعُظْمَةِ (۴۰)۔

حواشی حواریہ: جمالیہ

- ۱۔ کنوز الحقائق: ۱۳۔ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے ”أَصْحَابِي كَمَا لَتُجُومُ فَيَأْتِيهِمْ فُتْدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ“ یعنی: میرے صحابہؓ کی مثال ستاروں کی مانند ہے۔ پس جس کی پیروی کرو گے تم ہدایت پاؤ گے۔
- ۲۔ ولادت محرم ۷۱۸ھ۔ وصال ربیع الاول ۷۹۱ھ۔
- ۳۔ ترجمہ: اللہ اس کے نفس کے عیب اسے دکھائے۔
- ۴۔ ولادت ۳۵۷ھ۔ وصال ۴۴۰ھ۔
- ۵۔ یعنی: اور اللہ کی توفیق سے اور اسی کی مدد سے۔
- ۶۔ رباعیات ابوسعید ابوالخیر: ۳۹۔
- ۷۔ سورۃ الفاتحہ: ۱-۳۔ ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہان کا، بے حد مہربان نہایت رحم والا، مالک ہے روز جزا کا۔
- ۸۔ سورۃ الرحمن: ۷۰۔ ترجمہ: ان سب باغوں میں اچھی عورتیں ہیں خوبصورت۔
- ۹۔ تفسیر چرخی: ۳۲۔
- ۱۰۔ مشکوٰۃ شریف: ۲۱، ابن ماجہ: ۱۸، مرصاد العباد: ۳۱۰۔ ترجمہ: یعنی: اس کا پردہ نور ہے، اگر اس کے پردے اٹھ جائیں تو اس کے چہرے کی تابناکیاں جل جائیں، اس کے بندوں کی آنکھوں کی کیا بساط ہے۔
- ۱۱۔ ترجمہ: یعنی پاکی ہے اس ذات کے لئے (کہ جس کا نور حجاب میں) نور ظہور سے ہے اور ظہور ظہور ہی سے ہے۔
- ۱۲۔ تفسیر چرخی: ۲۳۹۔
- ۱۳۔ سورۃ ص: ۷۲۔ ترجمہ: اور پھونکوں اس میں ایک اپنی جان۔
- ۱۴۔ مرصاد العباد: ۲۳۸۔ ترجمہ: بادشاہ کی عطا کو کوئی نہیں اٹھا سکتا، جب تک کہ بادشاہ خود اس کی

توفیق نہ دے۔

۱۵۔ وصال ۶۷۲ھ۔

۱۶۔ کلیات شمس (ج ۲): ۱۸۰۔

۱۷۔ کلیات شمس (ج ۸): ۵۵، رباعی کا آخری مصرع۔

۱۸۔ سورة الفاتحة: ۲۱، ر۔ ک نمبر ۷۔

۱۹۔ مسند امام احمد بن حنبل (ج ۲): ۲۳۲، مرصاد العباد: ۲۳۸۔

۲۰۔ سورة الفاتحة: ۳۔ ترجمہ مالک روز جزا کا۔

۲۱۔ سورة یونس: ۶۲۔ ترجمہ: یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین

ہوں گے۔

۲۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَجَعْنَا رَبَّنَا" (سورة یوسف: ۵۳)۔

یعنی: بیشک نفس تو سکھاتا ہے برائی، مگر جو رجوع کر دیا میرے رب نے۔

۲۳۔ ارشاد باری ہے: "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا" (سورة آل عمران: ۱۰۳)۔

ترجمہ: اور اللہ کی رسی (قرآن مجید) سب مل کر مضبوط تھا رہو اور باہم نا اتفاقی نہ کرو۔

۲۴۔ ولادت ۴۳۷ھ، وفات ۱۱ شعبان ۵۲۵ھ، مدفون: غزنی۔

۲۵۔ دیوان سنائی: ۱۷۴۔

۲۶۔ دیوان سنائی: ۲۵۹-۲۶۰ (معمولی اختلاف کے ساتھ)۔

۲۷۔ سورة الفاتحة: ۳۔ ترجمہ: تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

۲۸۔ یعنی: رب کا بندہ بن جا اور کسی بندے کا رب نہ بن۔ دیکھئے شرح مثنوی۔ جلد دوم، ص ۳۷۰

وہاں شیخ محی الدین ابن عربی کا یہ شعر نقل ہوا ہے

وَكُنْ عَبْدَ رَبِّ وَلَا تَكُنْ رَبَّ عَبْدِهِ

فَإِنْ كُنْتَ رَبًّا كُنْتَ فِي عَيْشَةٍ ضَنْكًا

۲۹۔ سورة الطلاق: ۳۔ ترجمہ: اور جو کوئی بھروسہ رکھے الہ پر تو وہ اس کو کافی ہے۔

۳۰۔ تفسیر چرخ: ۱۴۵، ۱۵۳۔

۳۱۔ سورة الرعد: ۱۱۔ ترجمہ: اس کے پہرے والے ہیں بندہ کے آگے سے اور پیچھے سے اس کی

حاشی حواریہ: جمالیہ

نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے۔

۳۲۔ سورۃ الفاتحہ: ۵۔ ترجمہ: تلا ہم کو راہ سیدھی۔

۳۳۔ محمد بن ابی یزید طیفور ملقب بہ شمس الدین و کنی بانی ابو الفضل السجاوندی القاری المتوفی ۵۶۰ھ۔

۳۴۔ یعنی: (اے اللہ!) ہمارے دلوں کو ہدایت عطا فرما اپنی طرف سے اور قائم رکھ ہمیں تو کو

اپنے دست قدرت میں اور ہمارے لیے دلیل بنا اپنی طرف سے اپنے (ہی) واسطے۔

۳۵۔ سورۃ الفاتحہ: ۷

۳۶۔ ایضاً

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ ”بل“ شاید بمعنی ”تلخ“ ہے۔

۳۹۔ دیوان حکیم سنائی: ۲۴۶ (معمولی اختلاف کے ساتھ)۔

۴۰۔ یعنی: رسالہ جمالیہ اللہ تعالیٰ کی مدد، اس کے فضل اور عظمت سے تمام ہوا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رسالہ سوّم

طریقہ ختم احزاب

(منازلِ تلاوتِ قرآن مجید)

مکتوبہ

مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ العزیز

بروایت حافظ الدین بخاریؒ

سرودہ بزبان فارسی از ملا جمیل رشیؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بخط مولوی یعقوب چرخی

کہ شیخی بود چون معروف کرخی

ترجمہ: حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ جیسے شیخ ہوئے ہیں، کی تحریر میں:

بدیدم نسخہ از ”ختم احزاب“

زخطش نقل کردم بہر احباب

ترجمہ: میں نے منازل تلاوت قرآن مجید کا ایک نسخہ دیکھا، لہذا ان کی تحریر سے دوستوں کے لئے میں نے اُسے نقل کر لیا ہے۔

ولی آن واقف اسرار باری

زخط حافظ الدین بخاری

ترجمہ: لیکن اسرار خداوندی سے آگاہ (حضرت مولانا یعقوب چرخی) حضرت حافظ الدین بخاری کی تحریر کے ذریعے مذکورہ ترتیب سے آگاہ ہوئے۔

گرفتم نقل کردم این روایت

سند دارم از ان پیر ہدایت

ترجمہ: میں نے اس روایت کو نقل کیا ہے (اور) اس کی سند اس پیر ہدایت (حافظ الدین بخاری) سے حاصل کی ہے۔

کہ پیغمبر بہ گاہ ختم قرآن

باین ترتیب خواندی ای خندان

ترجمہ: اے دانا! پیغمبر (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن مجید اس ترتیب سے ختم کیا کرتے تھے۔

بروز جمعہ خواندی از ”الف لام“

رساندی ختم خود را تا بہ ”انعام“

ترجمہ: جمعۃ المبارک کے دن الم (یعنی سورۃ البقرہ) سے شروع فرما کر سورۃ الانعام (کی آیت نمبر ۶ کے آغاز) تک تلاوت کیا کرتے تھے۔

بشنہ زاوّل ”انعام“ خواندی

ولی تا آخر ”توبہ“ رساندی

ترجمہ: ہفتہ کے روز سورۃ الانعام کے آغاز (آیت نمبر ۶) سے تلاوت شروع فرماتے اور سورۃ توبہ کے آخر تک مکمل فرماتے۔

زیکشینہ ز ”یونس“ باحلاوت

رساندی تا سر ”طہ“ تلاوت

ترجمہ: اتوار کے دن سورۃ یونس سے اپنی شیریں تلاوت کا آغاز فرما کر سورۃ ”طہ“ تک پورا فرماتے۔

بدوشنبہ ز ”طہ“ کردی آغاز

”قصص“ را نیز خواندی آن سرافراز

ترجمہ: سوموار کے روز سورۃ ”طہ“ سے تلاوت شروع فرماتے اور سورۃ القصص تک پڑھ لیا کرتے تھے۔

سہ شنبہ ”عنکبوت“ او کردہ بنیاد

رساندی ختم خود تا آخر ”صاڈ“

ترجمہ: منگل کے دن سورۃ عنکبوت سے تلاوت کا آغاز فرماتے اور سورۃ ص کے آخر تک مکمل فرماتے۔

بروز چار شنبہ از ”زمر“ خواند

طریق ختم را این نوع میراند

ترجمہ: بدھ کے روز سورۃ زمر سے شروع فرماتے۔ یوں قرآن مجید کے ختم کے لئے تلاوت کو جاری رکھتے۔

بروز پنجشنبہ شاہ دوران

بخواند از ”واقعہ“ تا آخر ”ناس“

ترجمہ: شاہِ دوہراں (صلی اللہ علیہ وسلم) جمعرات کے دن سورۃ واقعہ سے تلاوت کا آغاز فرما کر سورۃ الناس کے آخر تک تکمیل فرماتے تھے۔

بدین ترتیب دانی ”ختم احزاب“

کہ روشن شد ز پیغمبرؐ بہ اصحابؓ

منازل تلاوت قرآن کے ختم کی ترتیب کو اسی طرح جانئے، جس طرح پیغمبر (اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم) سے صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے سیکھی ہے۔

بہر نیت کہ خوانی اے برادر

باین ترتیب قرآن را سراسر

ترجمہ: اے بھائی! تو قرآن کی تلاوت جس ارادے سے بھی کرے، اسی ترتیب سے

قرآن مجید کی تلاوت کو مکمل کرنا۔

بر آید حاجت دل شاد گردد

ز قید درد و غم آزاد گردد

ترجمہ: اس طرح تیری حاجت پوری ہوگی اور تو دلشاد ہو جائے گا اور درد و غم کی قید سے تو

نجات پالے گا۔

بحمد اللہ جمیل از بہر حاجات

موقف شد باین ترتیب آیات

ترجمہ: الحمد للہ جمیل (اپنی) تمام حاجات میں اس ترتیب سے تلاوت کر کے سرخرو ہوا۔

بہر نیت کہ با این ختم بشناخت

مراد خویشتن را بے شکلی یافت

ترجمہ: اس نے جس نیت سے بھی کلام مجید کو اس ترتیب سے پڑھنے کی کوشش کی ہے اس

نے یقیناً اپنی مراد کو پایا ہے۔

الحمد لله الذي زين السماء الدنيا بمصابيح وجعلها سجوداً
 للشياطين وزين الارض بالرسل والانباء والازلما والعلماء وجعلهم جميعاً
 قورا من يرثع يوم الظلمات والشكوك من العامين والظفرة والسلام على
 سيد المرسلين محمد وآله واصحابه والخيرين اجمعين التي يوم الدين
 ورحمة الله تعالى على انفسنا ونسائنا واسلامنا واولادنا واصحابنا وجميع
 المؤمنين (1)

رسالہ چہارم

ابدالیہ

حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي زَيَّنَ السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ وَجَعَلَهَا رُجُومًا
لِلشَّيَاطِينِ، وَزَيَّنَ الْأَرْضَ بِالرُّسُلِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَجَعَلَهُمْ حُجَجًا
وَبَرَاهِينَ، يَرْفَعُ بِهِمُ الظُّلْمَاتِ وَالشُّكُوكَ مِنَ الْعَلَمِينَ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى
سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَالتَّابِعِينَ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ
وَرَحْمَةَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى أَسْتَاذِنَا وَمَشَائِخِنَا وَأَسْلَافِنَا وَأَوْلَادِنَا وَأَصْحَابِنَا وَجَمِيعِ
الْمُؤْمِنِينَ (۱)

اَمَّا بَعْدُ، بِنْدَةُ ضَعِيفٍ، اَمِيْدُو رَرَحِمَتْ رَحْمَنُ يَعْقُوبُ بْنُ عَثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ
الغزنوی ثم الجرنی ثم السررزی غفر الله تعالى له و لههم و لجمع المؤمنین اللہ تعالیٰ سے،
دوسروں اور سب مومنوں کو معاف فرمائے، کہتا ہے کہ رسولوں اور نبیوں کے بعد لوگوں کے راہنما
اولیاء اللہ ہیں۔ جو رب العالمین اور سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے
بعض (لوگوں) کو حکمت الوہیت سے، بعض کو وعظ و نصیحت اور بعض کو قطعی دلائل کے ذریعے راہ حق
کی دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ" (۲)۔ یعنی اولیاء اللہ ہیں، جو
اِس و جن اور رُوئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں اور کافروں پر شفقت کرتے ہیں۔

نظم

برہمہ کفار مارا رحمتت

گرچہ جان جملہ کافر زحمتت

زان بیاورد اولیاء را بر زمین

تا کند شان رحمتہ للعالَمین

رحمت جزوی بود مرعام را

رحمت کلی بود ہمام را (۳)

ترجمہ: سب کافروں پر ہم رحمت ہیں، اگرچہ عام کافروں کا وجود (سب) زحمت ہے۔
(اللہ) اس لئے اولیاء کو زمین پر لایا، تاکہ حضرت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو سارے

جہانوں کے لئے رحمت بنائے۔ - بِرَحْمَةٍ مِّنَّا جَعَلْنَا لِكُلِّ مَلَكٍ مِّنكُمْ لِسَانًا يَدْعُونَ بِهَا بِحَمْدِ رَبِّكَ حَسْبًا لِّكَافِرٍ مِّنْهُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ
عام (لوگوں) کے لئے رحمت جزوی ہے اور خاص (بزرگوں) کے لئے رحمت کئی ہے۔
بالا طلاق نصوص یہ اولیاء اللہ ہی تھے۔ اب بھی ہیں اور آئندہ بھی ہونگے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں: ”وَعِبَادَ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْسُوْنَ عَلٰى الْاَرْضِ هٰؤُنَا“ (۴)۔ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں: ”اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ“ (۵)۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ“ (۶)۔

لہذا اس فقیر نے چاہا کہ اپنی استعداد کے مطابق اس رسالہ میں اولیاء اللہ کی صفات بیان
کرے۔ اس امید پر کہ حق سبحانہ، و تعالیٰ اسے بھی ان میں سے بنائے۔ چونکہ اس نے ان کی محبت
عطا فرما رکھی ہے۔ بیت:

گر نینم مردان رہ را ہیج کس
وصف ایشان کردہ ام اینم نہ بس
گر نینم ز ایشان از ایشان گفته ام
خوش دلم کین قصہ از جان گفته ام (۷)

ترجمہ: اگر میں راہ (حق) کے مردوں میں سے نہیں ہوں (تو بھی) میں نے ان کے
اوصاف بیان کرنے نہیں چھوڑے۔

اگر میں ان میں سے نہیں ہوں (تو بھی) ان کی باتیں کی ہیں۔ میرا دل خوش ہے کہ میں
نے جان (محبوب) کا یہ قصہ بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ“ (۸)۔ نیز آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ“ (۹)۔

”اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَوْلِيَآئِكَ تَوْفِئِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحَقِّنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ
رَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ“ (۱۰)۔

فصل

جاننا چاہیے کہ شیخ عالم عارف مجاہد، قدوہ اہل طریقت کا کشف اسرار الحقیقت ابوالحسن علی بن عثمان الغزنوی (۱۱) جو شیخ ابوسعید ابی الخیر قدس سرہ (۱۲) کے برادر طریقت تھے اور اپنی کرامات و مقامات کی وجہ سے مشہور ہیں۔ کتاب کشف المحجوب لارباب القلوب میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جل جلالہ کے کچھ ایسے دوست ہیں، جو ملک کے والی ہیں۔ ان کی طاقت اللہ کے سوا کچھ نہیں اور ان کی محبت بھی صرف خدا تعالیٰ سے ہے۔ خدا کے یہ دوست ہم سے پہلے گزرے ہیں۔ اب بھی ہیں اور قیامت تک ہوں گے۔ معتزلیوں اور حشویوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ”یہ لوگ پہلے تو ہو گئے اور اب نہیں اب نہیں ہیں۔“ لیکن یہ عقیدہ درست نہیں، کیونکہ برہان نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان اولیاء کے ساتھ ہے۔ یہ اس لئے بھی کہ ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہے اور اس پر نہ صرف نقلی و عقلی دلیل، بلکہ عینی شہادت بھی پائی جاتی ہے۔

فصل

یہ فقیر کہتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مختلف زمان و مکان میں علماء کے پاس اس چیز کے متعلق ایسے عقلی و نقلی دلائل رہے ہیں، جنہیں دشمن بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں، لیکن وہ عینی دلیل جو کسی معین شخص کے معاینہ اور مشاہدہ کے بعد صادر ہوئی ہو اور شرعی لحاظ سے بھی قوی ہو، اس کے مظہر اولیاء اللہ ہیں، جن سے کرامات اور خوارق عادات کا ظہور ہوتا ہے۔ وہ صفات حق کے مظاہر ہوتے ہیں، جیسا کہ عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) مثنوی میں فرماتے ہیں:

گفت بہلول آں یکے درویش را

چونی اے درویش واقف کن مرا

گفت چون باشد کسی کو جاوداں
 بر مراد اُو و رُو د کارِ جہاں
 سیل و جوبا بر مراد اُو رُو د
 اختران زان سان کہ او خواهد شود
 زندگی و مرگ سرہنگان اُو
 بر مراد اُو روانہ گو بگو
 ہر کجا خواهد فرستد تہنیت
 ہر کجا خواهد فرستد تعزیت
 سالکان راہ ہم برگام اُو
 ماندگان از راہ ہم بر دام اُو
 گفت اے شہ راست گفتی بچہیں

در فرو سیمائے تو پیدا است ایں (۱۴)

ترجمہ: (حضرت) بہلولؒ نے اس درویش سے کہا، اے درویش! تو کیسا ہے مجھے بتا

دے۔

اس نے کہا، وہ شخص کیسا ہوگا کہ ہمیشہ جس کے ارادے کے مطابق دنیا کے کام چلتے ہیں۔
 سیلاب اور نہریں اس کے مطابق جاری ہوں، ستارے جس طرح وہ چاہے ہو جائیں۔
 زندگی اور موت اس کے سپاہی ہوں، جو اس کے ارادہ کے مطابق کوچہ بہ کوچہ روانہ ہوں۔
 وہ جہاں چاہے مبارک بادی بخش دے، وہ جہاں چاہے تعزیت کو روانہ کر دے۔
 راہ کے سالک بھی اس کے نقش قدم پر ہوں، راہ سے عاجز بھی اس کے جال میں ہوں۔
 (حضرت بہلولؒ نے) کہا، اے شاہ! تم نے سچ کہا، ایسا ہی، آپ کے چہرہ اور شان سے
 یہ ظاہر ہے۔

جیسا کہ انہی بزرگ (شیخ ابوالحسن علی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ) سے منقول ہے کہ سلطان محمود
 غازی (غزنوی) رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) کے وقت میں ہندوستان کی فتح کا سبب وہی تھے۔ ہندوستان
 سے ایک دانشمند، سلاطین ہند کا پیغام لے کر غزنی میں آیا اور کہنے لگا کہ اہل ہند کا دین برحق ہے۔

کوئی ایسا آدمی ہے جس سے اس کے متعلق مباحثہ و مکالمہ کیا جائے، تاکہ اسلام پر ہمارے دین کی حقیقت واضح ہو جائے اور پھر عقلی و نقلی دلائل کی غیر موجودگی میں حق کو قبول کر لیا جائے۔ سلطان محمود (غزنوی) اور اس کے تمام درباری علماء، اُمراء اور شرفاء حاضر ہوئے، لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی اس مسئلہ پر ہندوستانی دانشمند سے بحث کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ شیخ ابوالحسن غزنوی رحمۃ اللہ علیہ الہام ربانی ہے اس مجلس میں حاضر ہوئے اور اس محفل میں ہندوستانی دانشمند کے ساتھ کچھ مدت خاموش بیٹھے رہے۔ پھر اس دانشمند نے شیخ سے پوچھا: ”میری سیر کہاں تک تھی؟“ شیخ نے فرمایا: ”سراندیپ تک!“ اس نے کہا: ”کوئی نشانی لائیں۔“ شیخ نے فرمایا: ”سراندیپ کے ایک گاؤں میں کچھ لوگ سبز مرچیں چُن رہے تھے اور ان کے نزدیک ہاتھی تھے۔“ دانشمند نے کہا: ”آپ سچ کہتے ہیں۔“ شیخ نے فرمایا: ”مجھے اور تجھے تو سچائی معلوم ہوگئی۔ اب سلطان اور دیگر اکابر پر بھی حقیقت روشن ہو جانی چاہیے۔“ لیکن دانشمند ایسا نہ کر سکا۔ شیخ نے خرقة سے ہاتھ نکالا تو کچھ سبز مرچیں ان کے ہاتھ میں تھیں۔ انہوں نے دانشمند سے کہا: ”کھائیے کہ میں یہ سراندیپ کے لوگوں سے مانگ کر لایا ہوں۔“ دانش مند حیران رہ گیا اور بولا: ”مجھے اس قسم کے تصرف کی مجال نہیں۔“ پھر شیخ نے فرمایا کہ تم نے عالم سفلی میں سیر کی تو میں تمہارے ساتھ رہا۔ آؤ عالم علوی کی سیر کریں۔“ دانشمند نے کہا: ”مجھے اس کی تاب نہیں! یہ تو اسلام ہی سے میسر آتی ہے۔“ وہ دانش مند مسلمان ہو گیا اور ہندوستان لوٹ گیا، جس سے وہاں اسلام کو بڑی کامیابیاں ملیں۔ اس قسم کے واقعات کا مشائخ کبار، بالخصوص ہمارے شیخ قطب الواصلین حضرت خواجہ بہا الحق والدین البخاری نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) سے بکثرت ظہور ہوا ہے۔ جسے ہم نے اور ان کے زمانے کے لوگوں نے دیکھا ہے۔ مثلاً خواجہ نقشبندؒ کا حال جاننے کے لئے علمائے بخارا کا اجتماع۔ مولانا حمید الدین شاشیؒ جو عظیم عالم تھے ان پر خواجہ نقشبندؒ کا توجہ کرنا۔ ان کے زانو پر ہاتھ رکھنا اور انہیں مشاہدہ افلاک کرانا، جسے علماء کا کسی جہت کے بغیر تسلیم کر لینا۔ خوارزم میں معتزلی کا ایک سنی سے مناظرہ کرنا اور اس معتزلی کا حضرت خواجہ علاء الدین والدین (نقشبندؒ) کی مجلس میں کسی قیل و قال کے بغیر سُنی ہو جانا۔

فصل

جاننا چاہئے کہ شیخ ابوالحسن غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ جو عالم کے والی ہیں، آسمان سے بارش ان کے وجود کی برکت سے برستی ہے اور زمین پر نباتات انہی کے احوال کی پاکیزگی سے اگتی ہے، ان میں چار ہزار پوشیدہ ہیں۔ (ان کے احوال مخفی ہیں) اور وہ ایک دوسرے کو نہیں جانتے، بلکہ خود کو بھی نہیں پہچانتے۔ اس امر پر روایات موجود ہیں اور ملفوظات اولیاء اللہ گواہ ہیں اور یہ بات ظاہر ہے، لیکن جو اہل حل و عقد میں سے ہیں اور دنیا کی تدبیر ان کے سپرد ہے، ان کی تعداد تین سو ہے جن کو ”اخیار“ کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے چالیس ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں اور سات کو ابرار اور پانچ کو اوتاد اور تین کو نقبا کہتے ہیں۔ (یہ سب) خدا کے خاص بندے ہیں۔ ایک اور ہیں جن کو قطب کہتے ہیں اور ان کو غوث بھی کہا جاتا ہے۔ ان سب کو ایک دوسرے کی خبر ہوتی ہے اور انہیں اپنے امور میں ایک دوسرے کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس پر روایات گواہ ہیں اور اولیاء اللہ بھی متفق ہیں۔

فصل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۷) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ”إِنَّ لِلَّهِ ثَلَاثِمِائَةَ نَفْسٍ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ آدَمَ صَلَوَاتِ الرَّحْمَنِ عَلَيْهِ وَلَهُ أَرْبَعُونَ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَهُ سَبْعَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَهُ خَمْسَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ جِبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَهُ ثَلَاثَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مِيكَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَهُ وَاحِدٌ قَلْبُهُ عَلَى قَلْبِ إِسْرَافِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.“ (۱۸)

یعنی: خدا تعالیٰ کے تین سو ایسے برگزیدہ بندے ہیں، جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام

کے دل کی طرح ہیں۔ چالیس کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور سات دوسرے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی طرح اور پانچ دوسرے ہیں جن کے دل حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور تین اور ہیں جن کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل کی مانند ہیں اور ایک دوسرے ہیں جن کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔ جب وہ ایک انتقال کر جائے تو اس کا بدل تین میں سے پُنا جاتا ہے اور اگر تین میں سے ایک فوت ہو جائے تو اس کی جگہ پانچ میں سے کسی ایک کو لیا جاتا ہے اور اگر پانچ میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ سات میں سے پُر کی جاتی ہے اور اگر سات میں سے ایک وفات پا جائے تو اس کا بدل چالیس میں سے لیا جاتا ہے اور اگر چالیس میں سے ایک کا انتقال ہو جائے تو اس کا بدل تین سو میں سے لیا جاتا ہے اور اگر تین سو میں سے ایک فوت ہو جائے تو اس کا بدل عام لوگوں میں سے لیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ ان کی برکت سے اس امت کو آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔

مجھے ان کے وجود کا عین الیقین ہے اور میں نے ان کی طبی ارض، بغیر پیل اور کشتی کے دریا کو عبور کر لینے اور لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو جانے جیسی کرامات ملاحظہ کی ہیں۔ ان کی تمام روش صوفیہ کے صاف دل کی مانند ہے اور وہ اس امت کے کسی ایک فرد سے صحبت رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں وہ حاضر خدمت ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت رکھتے تھے، نماز جمعہ باجماعت ادا کرتے اور علم شریعت سیکھتے تھے اور انہیں رسول اللہ ﷺ اور حضرت حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ (۱۹) کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں جانتا تھا۔ حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے رازدان تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف ان کو منافقوں کے حالات بتایا کرتے تھے۔ ان (صوفیہ) کے سات مرتبے ہیں، جن میں سے ساتواں مرتبہ قطب کا ہے اور اسے ”قطب الابدال“ کہتے ہیں اور ان (صوفیہ) کو ”عزلیتی“ (گوشہ نشین) کہتے ہیں۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

فصل

اکابر طریقت میں سے شیخ المشائخ حضرت علاء الدّولہ (سمنانی) قدس سرہ (۲۰) نے فرمایا ہے کہ میں نے عالمِ غیب میں پاک لوگوں کی ایک جماعت دیکھی اور انہیں سلام کیا، جس کا انہوں نے احسن جواب دیا۔ میں نے ان سے پوچھا: ”آپ کی نسبت کیا ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: ہم صوفیہ ہیں اور ہمارے سات درجے ہیں۔ طالبین، مُریدین، سالکین، سائرین، طاہرین، واصلین اور ان میں ساتواں درجہ ”قطب“ کا ہے۔ ایک وقت میں وہ ایک ہی ہوتا ہے اور اس کا دل حضرت محمد رسول ﷺ کے دل کی طرح ہے اور اسے ”قطب الارشاد“ کہتے ہیں۔ ”قطب الابدال“ کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔ ان صوفیہ کو ”عشرتی“ (خوش باش) کہا جاتا ہے اور ان کے بیوی بچے ہوتے ہیں۔ وہ صاحب جائیداد ہوتے ہیں اور دشمن اور دوست بھی رکھتے ہیں۔ وہ انبیاء کے خلفاء ہوتے ہیں اور دعوتِ حق کا کام ان کے سپرد ہوتا ہے۔ انہیں اللہ جانتا ہے یا وہ آدمی جسے خدا کے نور کی تائید حاصل ہو اور وہ طبقہ ”مریدین“ میں سے ہوتا ہے جو ”قطب الارشاد“ یا اس کے خلفاء کو جانتا ہو وہ بھی طبقہ ”مریدین“ میں سے ہوتا ہے۔

فصل

یہ فقیر کہتا ہے کہ اس قول کی تشریح کہ ایک وقت میں ایک قطب ہوتا ہے، یوں ہے جیسے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، نظم:

از برائے صوفیان پاک بزم آراستہ

وانگہان آن صوفیان را الصلا آموختہ

از میان صوفیان آن صوفی محبوب را

سرّ محبوبی مطلق در خلا آموختہ (۲۱)

پس امام قائمِ حی آن ولی است
خواہ از نسلِ عمرؓ خواہ از علیؓ است
مہدی و ہادی وی ست اے نیکوی
ہم نہاں وہم نشستہ روبروی (۲۲)
خاک شد جان و دل نشانہائے او
ہست برخاکش نشانِ پائے او
خاک پائش شو برائے این نشان
تاشوی تاجِ سرگردن کشاں
جملہ عالم زین سبب گمراہ شد
کم کسی ز ابدال حق آگاہ شد (۲۳)
اے بساکس را کہ صورتِ راہ زد
قصد صورتِ کرد و بر اللہ زد
تا کہ نفریبد شمارِ اشکل او
نقل او شاید بہ پیش از نقل او (۲۴)

ترجمہ: پاکیزہ صوفیوں کے لئے مجلسِ آراستہ کی، بعد ازاں ان صوفیہ کو ”الصلا“ کی رمز
سکھائی۔

صوفیہ میں سے اس محبوبِ صوفی کو خلوت میں محبوبی مطلق کا راز سکھایا۔
پس حی قائمِ امام وہ ولی ہے، خواہ وہ حضرت عمرؓ کی اولاد سے ہو (اور) خواہ حضرت علیؓ کی
اولاد سے۔

اے نیکِ خو! وہ مہدی اور ہادی ہے، وہ پوشیدہ بھی ہے اور سامنے بیٹھا ہوا (حاضر باش)
بھی ہے۔

ہماری جانِ خاک ہو گئی اور اس کی نشانیاں اس (جان) کی خاک پر اس کے پاؤں کے
نشان ہو گئے۔

اس نشان کے لئے اس کے پاؤں کی خاک بن جا، تاکہ تو عالی شان لوگوں کے سر کا تاج

بن جائے۔

سارا جہاں اس وجہ سے گمراہ ہو گیا، بہت کم کوئی ابدال حق سے آگاہ ہوا۔

اے (مخاطب) بہت سے لوگوں کو صورت نے گمراہ کیا، اس نے صورت کو ستانے کا ارادہ

کیا (اور) اللہ پر حملہ کیا۔

ہرگز اس کی (ظاہری) شکل تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے، اس کی نقل چاہیے اس کی موت

سے پہلے۔

پہلے گروہ کو ”عزلیتی“ (گوشہ نشین) اور دوسرے گروہ کو ”عشرتی“ (خوش باش) کہتے ہیں

اور ”قطب الارشاد“ ”عشرتیوں“ میں سے ہوتا ہے اور اس کا درجہ ”قطب الابدال“ سے بلند تر

ہے۔ صاحب وقوف قرآن شمس العارفین غزنوی سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ (۲۵) تفسیر عین المعانی میں

فرماتے ہیں کہ ”عزلیتی“ ایک وجہ سے ”عشرتیوں“ سے افضل ہیں اور ”عشرتی“ دوسری وجہ سے

یعنی ان دونوں کے درمیان جو عمومیت اور خصوصیت ہے، اس کی ایک وجہ ہے۔ ”عزلیتی“ بادشاہ

کے ندیموں کے درجہ پر ہیں اور ”عشرتی“ وزیروں کے مرتبہ پر ہیں۔ ان کا ظاہر لوگوں کے ساتھ

ہے اور باطن خدا کے ساتھ۔ اگر ”عزلیتیوں“ میں سے کوئی آدمی گناہ کرے تو اس کی معافی ”قطب

عشرتی“ مانگ سکتا ہے، اور وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ مرشدین کی راہنمائی ”عزلیتیوں“ کے سپرد

ہوتی ہے اور وہ طبقہ ”طالبین“ کی دلیل ہیں۔ جہاں کہیں بھی کوئی سچا طالب ہو اس کی ہدایت کا کام

ان کے سپرد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ”لَا يَهْدِي اللَّهُ بِيَدِكَ وَاحِدًا خَيْرٌ مِّمَّا

طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ“ (۲۶)۔ جو یہ کہا گیا ہے کہ ہر آدمی انہیں نہیں پہچانتا..... الی آخر۔ وہ

یوں ہی ہے جیسے نبی ﷺ نے فرمایا: ”نَجَسَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْلِيَانِي تَحْتَ قَبَائِي لَا يَعْرِفُهُمْ

عَيْرِي أَى لَا يَعْرِفُهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِنَائِدِ الْهَي“ (۲۷)۔

یہ جو کہا گیا ہے کہ وہ مریدوں میں سے ہو، یعنی طالب حق ہو، تو یہ سعادت ہر کسی کو نہیں دیتے،

نظم: جو بندہ از آن نہ کہ جو یائے تو نیست

در جو یانی دان کہ ترا جو یان است (۲۸)

مشور غمش بہر دل و جان نہ ہند

ملک طلبدش بہر سلیمان نہ ہند (۲۹)

ترجمہ: وہ اس لئے جویندہ نہیں کہ تیرا متلاشی نہیں، تو جویندہ اسے سمجھ جو تیرا متلاشی ہو۔
اس کے غم کا پروانہ ہر دل و جان کو نصیب نہیں ہوتا، اس کی سلطنت کی طلب ہر سلیمان کو عطا نہیں ہوتی۔

بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر وحی آئی ہے کہ ہم جسے دنیا اور آخرت (کی بھلائی) دیتے ہیں، اس پر احسان نہیں کرتے، کیونکہ میں جسے دروازے کی چابی دیتا ہوں، اسے ہم اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔

یہ فقیر کہتا ہے کہ الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں ”قطب الارشاد“ کو پہچاننے کی توفیق بخشی اور ہم نے ان کی نظر مبارک کو پایا۔ وہ ”قطب الارشاد“ حضرت مخدومی خواجہ بہاء الحق والدین البخاری المعروف نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے خدا تعالیٰ نے بغیر سبب کے مجھے یہ مرتبہ عطا فرما رکھا ہے۔ (اس کی اس عطا کے) چار سوطا لب تھے، لیکن محض فضل باری تعالیٰ سے یہ عنایت مجھ پر ہوئی۔ خواجہ نقشبندؒ کے بعد ان کے خلیفہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ”قطب الوقت“ تھے۔ اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ ”قطب“ کی جو علامات ہوتی ہیں وہ ان میں موجود تھیں۔ ”عزلی“ انکے پاس آیا کرتے تھے، جس کی ہمارے احباب رحمۃ اللہ علیہم کو اطلاع تھی، وہ ”عزلی“ ان سے ہدایت حاصل کرتے تھے۔ جب ”عزلی“ سے خطا ہو جائے تو ”قطب عزلی“ اس کے لئے معذرت طلب نہیں کر سکتا، ہاں اگر ”قطب عشرتی“ چاہے تو یہ خطا معاف ہو جاتی ہے۔

اس فقیر کو تر دد تھا کہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ قطب ہیں یا نہیں اور ہمارے خواجہ کا مرتبہ ان کو پہنچا ہے یا نہیں؟ ایک روز صبح کی نماز ادا کی گئی۔ نماز میں ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَضَلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ“ (۳۰) کی قرأت کرنے کا اتفاق ہوا۔ جب ہم مسجد سے جماعت خانہ میں واپس آئے تو حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر سے پوچھا کہ یہ فضیلت جو بعض انبیاء کو بعض انبیاء پر ہوتی ہے کیا طبقہ اولیا اللہ میں بھی پائی جاتی ہے؟ میں نے کہا: ”جی ہاں۔“ انہوں نے فرمایا کہ ”اگر کوئی اس درگاہ کا کتا ہو تو مبارک ہوگا اور تم جو گمان کرتے ہو وہ درست ہے۔“

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِہٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیْ لَوْلَا اَنَّ هَدٰنَا اللّٰهُ“ (۳۱)

فصل

بزرگوں میں سے ایک نے فرمایا ہے کہ آسمان کے دو ”قطب“ ہیں۔ ”قطب جنوبی“ و ”قطب شمالی“۔ زمین کے بھی دو ”قطب“ ہیں۔ ”قطب الابدال“ اور ”قطب الارشاد“۔ ”عربی“ اولیاء اللہ ہمیشہ رہے ہیں۔ اب بھی ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے، بلکہ بعثتِ مصطفوی ﷺ سے پہلے بھی تھے، لیکن ان کی قبر زمین کے برابر ہموار ہے اور ان کے نشان ناپید ہیں۔ حضرت مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں حضرت اعصاب قرنی رحمۃ اللہ علیہ قطب الابدال“ اور مظہر رحمان تھے جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳۲) کے چچا تھے۔ ان کے متعلق حضرت مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: اِنِّیْ لَاجِدُ نَفْسِی الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمٰنِ“ (۳۳)

وہ ”ابدال“ ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں، بیت الخلا میں جاتے ہیں، بیمار ہوتے ہیں اور معالجہ کرتے ہیں، نیز بیمار ہونے کے بعد حضرت مصطفیٰ ﷺ کی سنتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ زیادہ تر گھر پر نہیں رہتے، بشرطیکہ وہ بیمار نہ پڑ جائیں۔ وہ حمام میں بھی جاتے ہیں۔ غسل کی اجرت دیتے ہیں، لیکن ان کا ”قطب“ اپنے مقام پر موجود ہے۔ اس کی عمر لمبی ہوتی ہے۔ خواجہ خضر علیہ السلام اور خواجہ الیاس علیہ السلام اس ”قطب“ کے مصاحب ہیں، جو مختلف اوقات میں کثرت سے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور نماز میں اس کی اقتداء کرتے ہیں۔

فصل

اکابر میں سے ایک فرماتے ہیں کہ یہ بہت بڑی جہالت ہے کہ کوئی خواجہ خضر علیہ السلام اور خواجہ الیاس علیہ السلام کے وجود کا انکار کرے۔ اس لئے کہ وہ ”عشرتی“ اولیاء کے ساتھ ہوتے ہیں اور بیشتر مشائخ و علماء نے انہیں دیکھا ہے۔ یہ فقیر کہتا ہے کہ میں ابتدائے حال میں چرخ میں اپنے گھر میں ہوتا تھا اور مجھے کسب علم کے لئے سفر کا ذوق ہوا، لیکن میرے پاس اس کے لئے وسائل نہ تھے۔ میں نے توجہ سے خواجہ خضر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ تحصیل علم کے لئے جاؤ اور جہاں کہیں اور جس وقت بھی کوئی مشکل پیش آئے ہمیں یاد کرنا، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور مجھے تجربہ سے یقین ہو گیا کہ وہ خوابِ رحمانی تھا۔

خواجہ خضر علیہ السلام اور خواجہ الیاس علیہ السلام کے دس دس گہرے اور مہم دست ہیں، جنہوں نے بڑی طویل عمریں پائی ہیں۔ وہ سب خواجہ خضر علیہ السلام کی خدمت کرتے ہیں۔ بالخصوص جب وہ بیمار ہوتے ہیں۔ خواجہ الیاس (علیہ السلام) خواجہ خضر (علیہ السلام) کے چچا ہیں۔ خواجہ خضر (علیہ السلام) کا قد لمبا، جسم بھاری اور سر باریک ہے۔ ان کا شجرہ نسب تین واسطوں سے حضرت نوح علیہ السلام سے جا ملتا ہے اور وہ اس طرح ہے: ملاکان بن بلیان بن سمعان بن سام بن نوح علیہ السلام (۳۴)۔ خواجہ خضر (علیہ السلام) کثیر المراقبہ، باوقار و تمکین، صاحب علوم کثیرہ اور شریعتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کو شریعتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ (دنیا کے) تمام خزانے ان پر ظاہر ہیں اور وہ مخلوقِ خدا کو بڑا نمان و نفقہ دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوہ تبوک، جو ایک مقام کا نام ہے، میں نمازِ عصر کے بعد دو شعر سنئے اور صحابہؓ نے کسی آدمی کو نہ دیکھا۔ حضرت مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی خضر ہیں جو تمہاری مدح کر رہے ہیں اور وہ دو شعر یہ ہیں:

فَوَارِسُ هَيْجَاءِ اِدَامِ الْيَوْمِ الْيَوْمِ
رَهَابِيْنٌ ظَلَمًا اِذَا اللَّيْلِ اللَّيْلِ

رَجَالٌ مَحَارِبُ حَرْبٍ مَكْسِبُهُمْ
لَدَى رَبُّهُمْ أَنْفَالُهُمُ الثَّقَلُ (۳۵)

بزرگوں میں سے ایک فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دونوں شعرا ایک کتاب کی پشت پر لکھ دیے۔ ایک روز حضرت خواجہ خضر (علیہ السلام) کی نظر ان پر پڑی تو فرمایا: ”لوگوں کے درمیان کیسے بات باقی رہ جاتی ہے؟“ اور مسکرا پڑے۔ خواجہ خضر (علیہ السلام) عبدیہ، عندیہ اور لدنیہ جیسی چند فضیلتوں سے مشرف ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق: ”فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مَن لَّدُنَّا عِلْمًا“ (۳۶)۔ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس بندے سے مراد میرے بھائی خضر ہیں۔ وہ اکثر بیمار رہتے ہیں۔ اپنا علاج خود کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہر پانچ سو سال کے بعد ان کے نئے دانت مبارک نکلتے تھے اور خاتم انبیاء ﷺ کے بعد ہر ایک سو بیس سال کے بعد نئے دانت نکلتے ہیں۔ خواجہ خضر (علیہ السلام) نے کئی شادیاں کی ہیں اور ان کی کثیر اولاد ہے، لیکن اب ازدواج کرنا ترک کر دیا ہے اور کوئی اولاد نہیں۔ خواجہ خضر علیہ السلام کو ان کے بیوی بچے نہیں پہچانتے۔ خواجہ خضر علیہ السلام بازار میں آتے ہیں اور چیزیں خریدتے، بیچتے اور سودا کراتے ہیں۔ وہ منا اور عرفات میں بھی آتے ہیں اور اچھی آواز کو پسند فرماتے ہیں۔ کلام اللہ کو سنتے ہیں اور سماع سننے جاتے ہیں۔ ان پر وجد غالب ہوتا ہے اور وہ ایک رات یا اس سے زیادہ اس حالت میں رہتے ہیں۔ نیک لوگوں کی زیارت اور نماز جمعہ پڑھنے کے لئے جاتے ہیں اور اولیاء اللہ کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ ہر سال دو مرتبہ، ایک مرتبہ حج کے موقع پر عرفات میں اور دوسری بار رجب کے مہینے میں جہاں بھی فرمائیں حاضر ہو جاتے ہیں۔ بخارا کے مشائخ سے منقول ہے کہ ماہ رجب کے پہلے جمعہ کو حضرت خواجہ خضر (علیہ السلام) بخارا میں ہوتے ہیں۔ اسی لئے بخارا کے مشائخ رجب کے پہلے جمعہ کے روز بخارا اور سمرقند میں عید مناتے ہیں، ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں۔ اس امید پر کہ حضرت خواجہ خضر (علیہ السلام) کو پائیں۔ زمانہ وحی سے پہلے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے صحبت رکھتے تھے، مگر رسول اللہ ﷺ ان کو نہیں پہچانتے تھے۔ اس زمانے میں خواجہ خضر علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے کثیر تعداد میں احادیث نقل کی ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ (یعنی خضر علیہ السلام) رسول ﷺ کے پاس انصار کے گھروں میں سے کسی گھر میں تھے کہ

اس وقت بہت سے صحابہؓ فردہ تھے اور دشمنوں سے ڈر رہے تھے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ”مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَقُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ إِلَّا نَصَرَ اللَّهُ قَلْبَهُ وَنَوَّرَهُ“ (۳۷)۔ خواجہ خضر (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور خواجہ الیاس، شموئیل علیہ السلام کے پاس تھے کہ دشمنوں نے ان پر غلبہ ڈال لیا۔ شموئیل علیہ السلام نے اپنے دوستوں سے کہا کہ ”صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ“ کہہ کر دشمنوں پر ہلّا بول دو۔ انہوں نے ایک حملہ کیا اور کہا ”صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ“۔ (پس) ان کے دشمنوں نے شکست کھائی اور دریا میں غرق ہو گئے۔

خواجہ خضر علیہ السلام اس دعا کو کثرت سے پڑھتے ہیں: ”يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُحْيِي قُلُوبَنَا بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ أَبَدًا“ (۳۸)

واضح ہو کہ خواجہ خضر علیہ السلام، خواجہ الیاس علیہ السلام اور سب اولیاء اللہ غائب و حاضر اہل سنت و جماعت کے مذہب پر ہیں اور کتاب و سنت کے متبع ہیں۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی ذٰلِكَ. تَمَّتِ الرَّسَالَةُ الْاَبْدَالِيَّةُ۔ (۳۹)

حواشی ابدالیہ

- ۱۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمانوں کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا اور ان کو شیطانوں کے لئے مارنے کا آلہ بنایا اور زمین کو رسولوں، نبیوں، ولیوں اور عالموں سے مزین فرمایا اور ان کو دلائل اور براہین بنایا اور ان کے ذریعے جہانوں سے اندھیرے اور شکوک مٹا ڈالے۔ درود و سلام ہو سردار الانبیاء حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام آل (اطہارؓ)، صحابہ (کرامؓ) اور تابعین (عظامؓ) پر روز قیامت تک اور ہمارے اساتذہ، مشائخ، اسلاف، اولاد، احباب اور تمام ایمان والوں پر اللہ (تعالیٰ) کی رحمت ہو۔
- ۲۔ سورۃ النحل، آیت ۱۲۵۔ ترجمہ: آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعے سے بلائیے اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجئے۔
- ۳۔ مثنوی، دفتر سوم، ص ۴۷، مرآۃ المثنوی، ص ۲۳۰
- ۴۔ سورۃ الفرقان، آیت ۶۳۔ ترجمہ: اور (حضرت) رحمن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔
- ۵۔ سورۃ الاحقاف، آیت ۱۳۔ ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ مستقیم رہے۔ ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔
- ۶۔ سورۃ یونس، آیت ۶۲۔ ترجمہ: یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔
- ۷۔ رسالہ قدسیہ، ص ۱۱۹
- ۸۔ اتحاف السادة المتقين، جلد ۹: ۶۶۵ (لفظوں کے اختلاف سے)۔ ترجمہ: جو (جن) لوگوں کی محبت دل میں رکھتا ہے، وہ ان ہی میں سے ہے۔
- ۹۔ صحیح مسلم، جلد ۲: ۳۳۲، باب المرء مع من احب۔ ترجمہ: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔
- ۱۰۔ ترجمہ: اے ہمارے اللہ! تو ہمیں اپنے اولیاء میں سے بنا، مجھے مسلمان کی حیثیت سے موت دے اور نیک لوگوں کے ساتھ ملا، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اپنی رحمت کے

صدقے۔

- ۱۱۔ حضرت شیخ ابوالحسن بجویری المعروف داتا گنج بخش (م ۳۶۵ھ/۱۰۷۶ء)، صاحب کشف المحجوب (بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۱۵۳-۱۵۵)۔
- ۱۲۔ حضرت شیخ ابوسعید فضل اللہ بن ابی الخیر محمد مہدی (۳۵۷-۴۳۰ھ/۹۶۸-۱۰۳۹ء) خراسان کے بہت بڑے بزرگ جن کی رباعیات عرفانی ادب کا شاہکار ہیں (دیکھئے: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۱۳۸-۱۴۰، اسرار التوحید و مقامات الشیخ ابی سعید)۔
- ۱۳۔ حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی (۶۰۴-۶۷۲ھ/۱۲۰۷-۱۲۷۳ء)، صاحب مثنوی (دیکھئے: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۳۷-۲۳۹)۔
- ۱۴۔ مثنوی معنوی (ترجمہ قاضی سجاد)، جلد ۳: ۱۸۸۔
- ۱۵۔ غزنی کے بادشاہ جنہوں نے بہت سی فتوحات کیں۔ ۴۱۶ھ/۱۰۲۵ء میں قلعہ سومنات فتح کیا اور ۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء میں فوت ہوئے (کارنامہ بزرگان ایران، ص ۳۱۹-۳۲۰)۔
- ۱۶۔ حضرت خواجہ علاء الدین محمد عطار بن محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰ رجب ۸۰۲ھ/۱۷ مارچ ۱۴۰۰ء)۔ خواجہ بہاء الدین نقشبند کے خلیفہ و جانشین اور داماد تھے۔ تاجکستان کے شہر چغانیان میں آپ کا مقبرہ ہے۔ (دیکھئے: فحاشات الانس، ص ۲۶۹، رشحات عین الحیات، ص ۹۲)۔
- ۱۷۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۳۲ھ/۶۵۳ء) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی ہیں جن کو صاحب نعلین اور سواک کہا جاتا ہے۔ جنہوں نے مکہ مکرمہ میں کفار کے سامنے علانیہ قرآن کریم بلند آواز میں تلاوت فرمایا اور غزوہ بدر میں ابو جہل (م ۲ھ/۶۲۳ء) کی گردن کاٹی (دیکھئے: الاستیعاب ۳: ۱۱۰-۱۱۶)۔
- ۱۸۔ حدیث کامل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (ملا علی قاری)۔ مکتبہ امدادیہ ملتان، ص ۴۶۰، جلد ۱۱، باب ذکر الیمن والشام و ذکر اویس قرنی رضی اللہ عنہ، میں اس طرح آئی ہے: عن عبد اللہ بن مسعود مرفوعاً ان اللہ خلق ثلاثاً نفس قلوبہم علی قلب آدم و لہ اربعون قلوبہم علی قلب موسیٰ و لہ سبعة قلوبہم علی قلب ابراہیم و لہ خمسة قلوبہم علی قلب جبرئیل و لہ ثلاث قلوبہم علی قلب میکائیل و لہ واحد قلوبہم علی قلب اسرافیل کلما مات الواحد ابدل اللہ مکانہ من الثلاثة و کلما مات واحد من الثلاثة ابدل اللہ مکانہ من الخمسة و کلما مات من الخمسة واحد ابدل اللہ

مكانه من سبعة و كلمات واحد من السبعة ابدل الله مكانه من الاربعة و
 كلمات واحد من الاربعة ابدل الله مكانه من الثمات و كلمات واحد
 من الثمات ابدل الله مكانه من العامة بهم يدفع البلاء عن هذا الامة. ابن
 عساکر نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے جس کے آخر میں
 درج ذیل اضافہ ہے: ابدل اللہ مكانه من العامة فبهم يحيى ويميت ويمطر و
 ينسب و يدفع البلاء۔ یعنی ان تین سو چھپن اولیاء کے ذریعہ سے خلق کی حیات، موت، مینہ کا
 برسنہ، نباتات کا اگانا اور بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔

۱۹۔ حضرت حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور صاحب ستر الرسول
 کے لقب سے مشہور ہیں۔ محرم ۳۶ھ / ۶۵۷ء میں وفات پائی۔ ان کا مزار مدائن میں ایوان کی
 بیڑھیوں کے پاس موجود ہے اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔ دجلہ کے کنارے دریا کی امواج
 نے ان کی قبر کو نقصان پہنچایا تو ۱۹۳۳ء میں اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر کے نزدیک
 خشکی پر منتقل کر دیا گیا اور اس پر ایک عمارت تعمیر ہوئی (دیکھئے: الاستیعاب ۲: ۳۹۳-۳۹۴)۔

۲۰۔ حضرت شیخ رکن الدین ابوالکارم احمد بن محمد بن احمد سمنانی بیاباکی کا لقب علاء الدین تھا۔ ذی الحجہ
 ۶۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے کے مشہور عالم اور عارف باللہ تھے۔ ۷۷۷ برس کی عمر میں جمعہ
 کی رات ۲۲ رجب ۷۳۷ھ میں وفات پائی اور صوفی آباد، سمنان (ایران) میں مدفون
 ہوئے۔ انہوں نے تین سو سے زیادہ کتابیں تصنیف و تالیف کیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) بیان الاحسان لابل العرفان۔ (۲) سر بال البال فی اطوار سلوک اہل الحال

(۳) فوائد العقائد (۴) لابل الخلوۃ والجلوۃ۔

(۵) عروۃ الوثقی۔ (۶) آداب السفر

(۷) اخلاق (۸) ارشاد المؤمن۔

(۹) ارشاد نامہ (۱۰) اقبالیہ۔

(۱۱) چہل مجلس۔ (۱۲) ختام المسلك

(۱۳) سرسماع (۱۴) سکوت العاشقین۔

(۱۵) شرح حدیث ارواح المؤمنین۔ (۱۶) شرح فصوص الحکم

(۱۷) فتح لبین لابل الیقین۔ (۱۸) نامہ ہا۔

- (۱۹) نقطہ (۲۰) وصیت
- (۲۱) فرحۃ العالمین و فرجۃ الکالمین۔ (۲۲) لمعات
- (۲۳) مجالس۔ (دیکھئے: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۶۵-۲۶۷)۔
- ۲۱۔ کلیات شمس، جلد ۵: ۱۳۷۔
- ۲۲۔ مثنوی معنوی (ترجمہ قاضی سجاد)، جلد اول، ص ۱۲۰
- ۲۳۔ مثنوی معنوی، جلد اول، ص ۵۸۔
- ۲۴۔ مثنوی معنوی، جلد اول، ص ۱۲۰۔
- ۲۵۔ محمد بن طیفور غزنوی سجاد ندوی (م ۵۶۰ھ / ۱۱۶۵ء)۔ ان کے آثار میں سے ہیں: علل القرأت فی عدۃ مجلدات، عین المعانی فی تفسیر سبع المثانی، والوقف والابتداء (دیکھئے: معجم المؤلفین، جلد ۱۰: ۱۱۴)۔
- ۲۶۔ ترجمہ: اگر اللہ تمہارے ہاتھ سے کسی کو ہدایت کرے تو یہ ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج چمکتا ہے۔
- ۲۷۔ احادیث مثنوی، ص ۵۲، احیاء العلوم ۲۵۶: ۲۵۶۔ ترجمہ: اللہ نے خبر دی ہے کہ میری قبا کے نیچے میرے ایسے دوست ہیں، جن کو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا، یعنی انہیں کوئی نہیں جانتا، مگر تائید الہی سے۔
- ۲۸۔ تفسیر چرخی، ص ۱۷۴۔
- ۲۹۔ حضرت نجم الدین رازی المعروف دایہ (م ۶۱۸ھ / ۱۲۲۱ء) کی رباعی کا پہلا بیت ہے (دیکھئے: سیر تصوف در افغانستان، ص ۱۶۳)۔
- ۳۰۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۲۵۳۔ ترجمہ: یہ حضرات انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔
- ۳۱۔ سورۃ الاعراف، آیت ۴۳۔ ترجمہ: ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی، اگر اللہ تعالیٰ ہم کو یہاں تک نہ پہنچاتے۔
- ۳۲۔ حضرت اولیس قرنیٰ بن عامر بن جزء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ طائفہ بنی مراد سے تھے۔ ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے اور یمن کے رہنے والے تھے۔ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت اور عقیدت تھی، مگر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چشم ظاہر سے نہیں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں کئی احادیث منقول ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے:
- ”أُوَيْسُ الْقُرْنِيُّ خَيْرُ التَّابِعِينَ بِإِحْسَانٍ“، یعنی اولیس قرنیٰ بھلائی میں بہترین تابع ہیں۔

”اُوَيْسُ الْقُرْنِيُّ خَيْرُ التَّابِعِينَ بِإِحْسَانٍ“، یعنی اویس قرنی بھلائی میں بہترین تابع ہیں۔

آپؐ جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ (م ۴۰ھ/ ۶۶۱ء) کے ساتھ تھے اور اکثر مورخین کے مطابق اسی جنگ ۳۷ھ/ ۶۵۷ء میں شہید ہوئے۔ ابن بطوطہ نے دمشق میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر دیکھی تھی۔

(دیکھئے: لطائف نفیہ در مناقب و فضائل اویسیہ، تذکرۃ الاولیاء از عطاء نیشاپوریؒ، انوار اولیاء از رئیس احمد جعفری، لغت نامہ دھندہ ص ۱۰۔ ۵۱۰، الف بخش دوّم شمارهٔ مسلسل ۱۵۷)۔

۳۳۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۱۱: ۴۶۰، مجمع البحار، جلد ۳: ۳۸۰، مرآۃ المشوی، ص ۹۰۹۔ ترجمہ: بلاشبہ میں یمن کی

طرف سے حرم کی خوشبو پاتا ہوں۔ راویوں کے مطابق یہ حدیث حضرت اویس قرنیؓ کے بارے میں ہے۔

۳۴۔ حضرت سید شرافت نوشاہیؒ نے یہ شجرہ یوں لکھا ہے: بلیا المقلب بہ حضرت خضر بن ماکان بن فالغ

بن غابر الملقب ہو بن شالح بن ارشد بن سام بن حضرت نوحؑ (تاریخ عباسی۔ قلمی ص ۱۱۲)۔

۳۵۔ دیکھئے: فصل الخطاب لوصول الاحباب، خواجہ محمد پارساؒ (م ۸۲۲ھ/ ۱۴۱۹ء)، ص ۳۷۱ کہ یہ اشعار

لفظوں کے معمولی اختلاف کے ساتھ وہاں موجود ہیں۔ نیز رسالہ ابدالیہ کے دوسرے اہم

مندرجات کی تحریر کے دوران فصل الخطاب کی فصل سوم (مشاہدہ و معرفت) کے آخر کے

عنوانات: بیان الاقطاب والابدال والاوتاد وغیرہم (ص ۳۶۶-۳۷۰) اور تبدل طبقات (ص

۳۷۰-۳۷۳) کی سطور حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کے پیش نظر تھیں۔

مفہوم اشعار: آج جنگجو سپاہی برفروختہ تھے۔ دشمن کی فوج اپنے ظلم کے ہاتھوں اس اونٹ کی طرح گر

پڑی، جو اٹھ نہ سکے وہ جنگجو سورمے جن کا پیشہ ہی جنگ ہے خدا ان کے ساتھ ہے اور انہیں اجر عظیم ملے گا۔

۳۶۔ سورۃ الکہف، آیت ۶۵۔ ترجمہ: (سو وہاں پہنچ کر) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک

بندے کو پایا، جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت (یعنی مقبولیت) دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس

سے ایک خاص طور کا علم سکھایا تھا۔

۳۷۔ ترجمہ: نہیں کوئی مومن جو کہے صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ اس کی دل کی مدد فرماتا ہے اور اسے روشن

کر دیتا ہے۔

۳۸۔ ترجمہ: اے زندہ، اے (کارخانہ عالم کو) قائم رکھنے والے (اور) اے (وہ ذات پاک) کہ تیرے سوا

کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنے نور معرفت سے ہمارے دلوں کو ہمیشہ زندہ رکھ۔

۳۹۔ ترجمہ: (اے اللہ! تو) ہمیں اس کے ساتھ استقامت عطا فرما۔ رسالہ ابدالیہ ختم ہوا۔

محمد اور کاتبین و صحابہ کے عہد کرتے واسطے کی اس سے ہی لوح انسان کو کیا گویا
 کلمات کا علم حاصل ہو گیا۔ نبیوں اور ولیوں کو عقل کا وسیلہ بنا دیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو اس وسیلے میں عربی ارشاد کے ساتھ ان سب پر انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی امت کو بھی پھرین امت بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہی سے بعض کو
 ولایت نامہ کے ساتھ محمد رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری اور باطنی ہی ولی کی دلیل
 (یہ) ہاں کہ اقول ان کتبہم فہوون اللہ ان یغفرکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم
 والنسبہ شہود صحتہ (۱) اور اللہ علیہ وسلم کی حاجت کی سعادت
 سے روکائی کی اور باقی یہ حق کے واسطے پاک ہو گیا اس طرح ارشاد ہوا (یہ حق ہے) اقول
 اظہرو اللہ والرسول فان تو ابوا انیہ لا یحب الکافرین (۲) جس کو ولی ولایت
 نامہ کی نسبت سے شرف ہوا ہے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے واسطے

رسالہ پنجم

انسیہ

حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ

السروری الازال جملہ کتبہ منہ خود (انہ ان کا تصنیف ہی ان کے دادا کی طرح محمد
 علیہ السلام نے دیا کہ برت مصلوب (صلی اللہ علیہ وسلم) اور طریق سنیہ سے جو مولوی ہی خوشبو
 اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہ جہاں میں مشائخ و اولیاء کے لقب فرمایا ہوا
 والدین المعروفہ حضرت اللہ علیہ وسلم (۱۳) سے لکھی ہے اسے قید تحریر میں لائے، تاکہ اس کے
 فوائد سے نکل باقی رہیں اور احباب کی موت کا زہر نہیں۔ ان کے سلسلہ اور احوال عجیب کا ذکر
 بزرگ ہوا بعد شرفی اللہ وایام شریف الرحمن (اللہ میں اور انہی امی خوشنودی کے حصول کی
 سعادت عطا فرمائے) اس سے پھر نے پہلے ہی احوال بلند درجات میں کیا ہے اور یہاں ان
 کے سلسلہ اور شہر طور پر بیان کیا گیا ہے تاہم جو نسبت جذبہ سے تیب دیکھے گئے، وہ علم
 کے ذریعے ہی نہیں کے ہاں گئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد اور ثنا زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کی، جس نے بنی نوع انسان کو گونا گوں کمالات کا مظہر بنایا۔ رسولوں، نبیوں اور ولیوں کو تکمیل کا وسیلہ بنایا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سلسلے میں مزید ارشاد کے ساتھ ان سب پر فضیلت بخشی، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو بھی بہترین اُمت بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے بعض کو ولایت خاصہ کے ساتھ محفوظ رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری اور باطنی پیروی کی دلیل (یہ) بنائی کہ ”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمْ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ“ (۱) اور جس شخص نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی متابعت کی سعادت سے روگردانی کی، وہ ابدی بدبختی کے ذریعے ہلاک ہو گیا (جس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے): قُلْ اَطِیْعُوْا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ (۲)۔ پس جو کوئی ولایت خاصہ کی خلعت سے مشرف ہونا چاہے، اسے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

اس مطلب کی بنا پر فقیر حقیر یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمود الغزنوی ثم المجرنی (ثم السرزری) لا زال جَدَّہٗ کَجَدَّہٗ مَحْمُوْدًا (اللہ ان کا نصیب بھی ان کے دادا کی طرح محمود بنائے) نے چاہا کہ سیرت مصطفویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور طریق مستقیمہ سے جو تھوڑی سی خوشبو اسے حضرت مخدومی اسلام و مسلمانوں کے شیخ، جہانوں میں مشائخ و اولیاء کے قطب خواجہ بہاء الحق والدین المعروف یہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (۳) سے پہنچی ہے، اسے قید تحریر میں لائے، تاکہ اس کے فوائد زمانے میں باقی رہیں اور احباب کی محبت کا ذریعہ بنیں۔ ان کے سلسلہ اور احوال عجیبہ کا ذکر بزرگ بھائیوں شرفنا اللہ و ایاہم نبیل الرضوان (اللہ ہمیں اور انہیں اپنی خوشنودی کے حصول کی سعادت عطا فرمائے) میں سے بعض نے پہلے بھی انتہائی بلند درجات میں کیا ہے اور یہاں ان کے سلسلہ کا ذکر مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے، تاہم جو نسبت جذبہ سے ترتیب دیئے گئے تھے، وہ قلم کے ذریعے بیان نہیں کیے جاسکتے۔

جب عنایت بے علت اس فقیر کے لئے طلب کا سبب بنی اور فہل الہی کا راہنما ان (حضرت خواجہ نقشبندؒ) کی خدمت میں لے گیا تو میں بخارا میں ان کی خدمت کیا کرتا تھا اور لطف عام کی وجہ سے ان کی نظر عنایت پاتا تھا، یہاں تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے یقین ہو گیا کہ وہ خاص اولیاء اللہ میں سے ہیں اور کامل و مکمل ہیں۔ بہت سے غیبی اشاروں اور واقعات کے بعد میں نے کلام اللہ سے فال نکالی، یہ آیت سامنے آئی: **أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ أَقْتَدُهُ** (۴)۔

دن کے آخری حصے میں میں فتح آباد میں، جو اس فقیر کا مسکن تھا، شیخ عالم سیف الحق والدین الباخزری رحمۃ اللہ علیہ (۵) کے مزار کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا تھا کہ اچانک قبول الہی کا ایک قاصد آ پہنچا اور مجھ میں بیقراری پیدا ہوئی۔ میں نے ان کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ جب میں موضع قصر ہندوان (قصر عارفان) جو ان کی منزل تھی، پہنچا تو ان کو سر راہ منتظر پایا۔ وہ میرے ساتھ بڑے لطف و احسان سے پیش آئے۔

مغرب کی نماز کے بعد میں ان کی صحبت میں تھا اور ان کی ہیبت مجھ پر غالب آ چکی تھی اور مجھے بات کرنے کی مجال نہیں تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے: **”الْعِلْمُ عِلْمَانِ، عِلْمُ الْقَلْبِ فَذَٰلِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ لِلنَّبِيَّاءِ وَالْمُرْسَلِينَ. وَعِلْمُ اللِّسَانِ فَذَٰلِكَ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَىٰ ابْنِ آدَمَ“** (۶)۔ امید ہے کہ علم باطن سے کچھ تجھے ملے گا۔ (پھر) فرمایا کہ حدیث میں ہے: **”إِذَا جَالَسْتُمْ أَهْلَ الصَّدَقِ فَاجْلِسُوهُمْ بِالصَّدَقِ، فَإِنَّهُمْ جَوَاسِسُ الْقُلُوبِ يَدْخُلُونَ فِي قُلُوبِكُمْ وَيَنْظُرُونَ إِلَىٰ هَمَمِكُمْ وَيَنِّيَاتِكُمْ“** (۷)۔ اور ہم مامور ہیں آج رات دیکھیں گے کہ اشارہ کس کا ہوتا ہے، اس پر عمل کریں گے۔ جب صبح کی نماز ادا کر چکے تو فرمایا: ”مبارک ہو کہ اشارہ قبول کرنے کا ہوا ہے، ہم کسی کو قبول نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو دیر سے قبول کرتے ہیں، لیکن جس طرح کوئی آئے اور وقت جیسا ہو۔“ (پھر انہوں نے) اپنے مشائخ کا سلسلہ خواجہ عبدالحق عجد وانی رحمۃ اللہ علیہ (۸) تک بیان فرمایا اور اس فقیر کو وقفِ عدوی میں مشغول کیا اور فرمایا کہ یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے جو خواجہ عبدالحق عجد وانی کو پہنچا ہے اور وہ اس طرح کہ خواجہ عبدالحق گبرا میں سے مولانا صدر الدین کے پاس تفسیر پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے: **”ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ“** (۹) تو ان سے

پوچھا کہ یہ خفیہ جس کا حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے، کونسا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر تجھے حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ ارادت ہوئی تو معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے ایک خواجہ عبدالخالقؒ کے پاس پہنچے اور ان کو اس سبق کی تلقین کی۔ مشہور ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے وہ بزرگ آدمی خضر زادہ اللہ تعالیٰ علماً و حکمتاً (اللہ تعالیٰ ان کا علم و حکمت زیادہ فرمائے) تھے۔

اس کے بعد میں کچھ عرصہ ان کی خدمت میں تھا۔ پھر اس فقیر کو بخارا سے کوچ کرنے کی اجازت ملی۔ وقتِ رخصت انہوں نے فرمایا کہ ہم سے جو کچھ تجھے پہنچا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچاؤ، تاکہ سعادت کا سبب بنے۔ نیز پھر انہوں نے تین بار فرمایا کہ ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا۔ ان کی اس سپردگی سے بڑی امید ہے، کیونکہ حدیث میں ہے: ”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِذَا اسْتَوْذَعَ شَيْئًا حَفِظَهُ“ (۱۰)۔

میں بخارا سے چل کر کش کے شہر میں پہنچا اور کچھ عرصہ وہاں مقیم رہا۔ یہیں ان (خواجہ نقشبندؒ) کی وفات کی خبر ملی، طبیعت غمگین اور دکھی ہوئی اور بڑا خوف غالب ہوا کہ نعوذ باللہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوبارہ عالم مادی کی طرف میلان ہو جائے اور طلب کا ذریعہ نہ رہے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی روحانیت کو دیکھا کہ انہوں نے (حضرت) زید بن الحارثہ (۱۱) کا نام لیا اور یہ آیت پڑھی: ”وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ“ (۱۲)۔ چونکہ میں ان کی صحبت سے محروم ہو چکا تھا، لہذا خیال آیا کہ ایک دوسرے گروہ میں، جو ان کے درویشوں میں سے نہ تھے، شامل ہو جاؤں اور ان کے طریقے کو اپنالوں۔ دوبارہ خواجہ نقشبندؒ کی روحانیت کو دیکھا کہ فرماتے ہیں: ”قَالَ زَيْدُ بْنُ الْحَارِثَةِ الدِّينِيُّ وَاحِدٌ“ (۱۳)۔ میں نے سمجھ لیا کہ ایسا کرنے کی اجازت نہیں اور انہوں نے صحابہؓ میں سے حضرت زید بن حارثہ کو اس لئے مخصوص کیا، کیونکہ وہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متبئی تھے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے، اور ہمارے خواجگان قدس اللہ ارواحہم طالبوں کو فرزندگی میں قبول کرتے ہیں۔ پس ان کے اصحاب ان کے متبئی ہیں۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

میں نے دوبارہ خواجہ نقشبندؒ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ میں کل قیامت کے روز آپ کو کس ذریعے سے پاؤں گا؟ انہوں نے فرمایا: ”بتشرع“، یعنی شریعت پر عمل کرنے

سے۔ ان تین بشارتوں سے اس کی طرف اشارہ تھا جو اپنی زندگی میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کچھ پایا وہ فضل الہی، آیات قرآن اور حدیثِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کرنے کی برکت، اس عمل کا نتیجہ طلب کرنے، تقویٰ اور حدودِ شریعت کی پابندی عزیمت میں قدم رکھنے، سنت و جماعت پر عمل پیرا ہونے اور بدعت سے باز رہنے سے تھا۔

جب خواجہ نقشبندؒ مجھے بخارا سے جانے کی اجازت دے رہے تھے تو اس وقت مجھے خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ من الملک الجبار (۱۴) سے کسب فیض کے لئے بھیجا اور اشارہ سے ان کی متابعت کرنے کا حکم فرمایا۔ اس سپردگی کی وجہ سے چند سال میں خواجہ عطارؒ کی خدمت میں رہا۔ ہر آدمی پر ان کے لطف و کرم کی انتہا نہ تھی، بالخصوص اس فقیر پر۔ جب میں ان کی صحبت پاک سے بھی محروم ہو گیا تو خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل بقدر حال کرنا چاہی، جو انہوں نے فرمایا تھا کہ جو کچھ ہم سے تجھے پہنچا ہے دوسروں کو پہنچاؤ، حاضرین کو تقریر اور غائبین کو تحریر کے ذریعہ۔ یہ فقیر خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتا، مگر عقیدہ یہ ہے کہ اشارہ بے حکمت نہ ہوا ہوگا:

تو چشم خویش را دیدن میا موز

فلک را راست گردیدن میا موز

ترجمہ: تو اپنی آنکھ کو دیکھنا سکھا، آسمان کو صحیح بنا مت سکھا۔

میں ان (خواجہ نقشبندؒ) کے روح مقدس سے مستفید ہوتا تھا۔ ان امور سے جو فرمایا کرتے تھے، ایک بڑا کام ہمیشہ با وضو رہنا تھا۔ دوسرا قوف عدوی اور قوف قلبی کی ہیجنگی تھا۔ تیسرا صبح سے پہلے اور نماز مغرب کے بعد سبق باطن کے درس میں مشغول رہنا تھا اور چوتھا مبارک اوقات میں نقلی نمازوں کی طرف اشارہ تھا۔ کائنات کے پیدا کرنے والے کی مدد سے اس رسالے میں ان وصیتوں اور ان کے فوائد کو بیان کیا گیا ہے اور (اس کے علاوہ) بعض فوائد جو اس فقیر کو حضرت خواجہ نقشبندؒ اور ان کے خلیفہ خواجہ علاء الدین عطارؒ سے پہنچے ہیں، ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

جاننا چاہتے ہیں کہ ہمارے خواجہ (نقشبندؒ) قدس اللہ تعالیٰ کو طریقت میں شیخ طریقت خواجہ بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) کا فرزند ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ان کو حضرت خواجہ عزیز ان علی رامینیؒ (۱۶) کا، ان کو حضرت خواجہ محمود انجیر فغویؒ (۱۷) کا، ان کو حضرت عارف ریوگریؒ (۱۸) کا، ان کو حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانیؒ کا، ان کو حضرت شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانیؒ

(۱۹) کا، ان کو حضرت شیخ ابوعلی فارمدیؒ (۲۰) کا، جو شیخ امام غزالیؒ (۲۱) کے پیرومرشد تھے اور ان کو حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ (۲۲) کا، شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ کی تصوف میں نسبت تین واسطوں سے شیخ جنید بغدادیؒ (۲۳) تک پہنچتی ہے۔ شیخ ابوعلی فارمدیؒ کو دوسری نسبت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ (۲۴) سے تھی، ان کو سلطان العارفين بايزيد بسطامیؒ (۲۵) سے، ان کو امام جعفر صادقؒ (۲۶) سے ان کو اپنے والد محترم امام محمد باقرؒ (۲۷) سے، ان کو اپنے والد امام زین العابدینؒ (۲۸) سے، ان کو اپنے والد سید الشہد امیر المؤمنین حسینؒ (۲۹) سے، ان کو اپنے والد امیر المؤمنین امام المتقین علی بن ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ (۳۰) سے اور ان کو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم باطن میں دوسری نسبت اپنی والدہ (ماجده) کے باپ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۳۱) سے ہے، جو کبار تابعین میں سے ہوئے ہیں۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کو علم باطن میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (۳۲) سے نسبت ہے اور حضرت سلمانؒ کو رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانے کے باوجود علم باطن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۳۳) سے بھی نسبت تھی۔ پس ہمارے خواجہ (نقشبند) قدس اللہ تعالیٰ روحہ کو تصوف میں چار طرح کی نسبت ہے۔ ایک حضرت خواجہ خضر زادہ اللہ تعالیٰ علما و حکمۃ سے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، دوسری حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے، تیسری سلطان العارفين سلطان بايزيد بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور چوتھی امام جعفر صادق رضی اللہ علیہ سے حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک۔ اس مطلب کی بنا پر ان (خواجہ نقشبندؒ) کو نمکِ مشائخ کہتے ہیں۔

فصل: ہمیشہ با وضو رہنے کی فضیلت

ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیشہ با وضو رہنا چاہیے، کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "لَا يُحَافِظُ عَلَيَّ الْوُضُوءَ إِلَّا مُؤْمِنٌ" (۳۴)، یعنی ہمیشہ با وضو نہیں رہ سکتا مگر وہ آدمی جو کہ مومن ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ" (۳۵)۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں یا مسجد قبا میں ایسے آدمی ہیں جو دوست رکھتے ہیں کہ نجاست کو ڈھیلے سے صاف کر کے خود کو پاک کریں اور پھر پانی سے (بھی) دھوتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ آدمی دوست رکھتے ہیں کہ غسل کے ذریعے خود کو جنابت اور نجاست سے پاک کریں اور وہ رات کو (بحالت جنابت) سوتے نہیں اور خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو خود کو نجاست سے پاک کرتے ہیں۔ (اس طرح) معلوم ہوا کہ طہارت کرنے اور خود کو پاکیزہ رکھنے سے خدا تعالیٰ کی دوستی حاصل ہوتی ہے اور اس سے بڑی سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ بندہ خدا تعالیٰ کا دوست ہو!

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ عَمِلَتْ، يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ وَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشِيَهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ." (۳۶)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایماندار آدمی وضو کرتے وقت جب اپنے چہرے کو دھوئے تو جن گناہوں کی طرف آنکھوں سے نظر کی (وہ سب) وضو کے پانی کے ساتھ اس کے چہرے سے زائل ہو جاتے ہیں اور جب اپنے ہاتھوں کو دھوئے تو ہاتھوں سے کئے گئے گناہ پانی کے ساتھ ہی خارج ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ پانی کے ساتھ ہی بہ جاتے ہیں جن کی طرف وہ اپنے پاؤں سے چل کر گیا، حتیٰ کہ (وضو سے فارغ ہونے پر) وہ تمام گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔" (پس وہ) ظاہری طہارت کے ذریعے باطنی طہارت طلب کرے۔ ہر عضو کو دھوتے وقت کلمہء شہادت پڑھے، مسواک کو بلا وجہ ترک نہ کرے،

کیونکہ اس کا بڑا ثواب ہے۔ جب وضو ختم کرے تو پڑھے: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ" (۳۷)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی طہارت کرنے کے بعد یہ پڑھے، اس کے لئے بہشت کے آٹھ دروازے کھولے جاتے ہیں، تاکہ وہ جس دروازے سے چاہے اندر آئے۔ جب وضو ختم کرنے کے بعد کھڑا ہو تو وضو کے پانی سے تھوڑا سا پی لے اور پڑھے: "اللَّهُمَّ ذَوَانِي بِذَوَانِكَ وَأَشْفِينِي بِشَفَائِكَ وَأَعْصِمْنِي مِنَ الْوَهْلِ وَالْأَوْجَاعِ وَالْأَمْرَاضِ" (۳۸)۔ اس کے بعد دو رکعت نماز تہیت وضو پڑھے اور اس سے پہلے داڑھی کو کنگھی کرے اور اسے چہرے کے دائیں طرف سے شروع کرے۔ مفسرین میں سے بعض نے اس آیت کہ "يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ (عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ)" (۳۹) کے بارے میں کہا ہے کہ اس آرائش (زینت) سے مراد داڑھی کو کنگھی کرنا ہے۔ ان دو رکعت نماز میں اپنے ارادوں کی نفی کرے اور ظاہر و باطن میں اس نماز میں متوجہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وَضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" (۴۰)۔ یعنی جو مسلمان وضو کا ارادہ کرے، پس اپنا وضو اچھی طرح کرے، یعنی فرائض، سنن اور آداب بجالائے۔ پھر کھڑا ہو جائے اور دو رکعت نماز اپنی ظاہری و قلبی توجہ سے ادا کرے، اس کی جزا نہیں ہے مگر بہشت اس کے لئے واجب ہوگئی ہے۔ ہمارے خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس نماز میں خود کو ارکان و احکام نماز اور اذکار میں مشغول رکھے اور یہ مبتدی کی طرح ہو۔ نماز تہیت وضو میں بڑا ثواب ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (۴۱) نے کہا ہے کہ تمام اوقات میں پڑھے۔ شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ (۴۲) نے کہا ہے کہ اوقات مکروہ میں نہ پڑھے اور یہی ہمارے علماء کے مذہب کے موافق ہے۔ نماز کے بعد گناہوں سے توبہ کرنے کی نیت سے تین مرتبہ پڑھے: "أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" (۴۳)۔ (پھر) دعا مانگے، رات دن با وضو رہے اور با وضو ہی سوئے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مَا مِنْ مُؤْمِنٍ بَاتَ طَاهِرًا فَيُشَعَّرَ طَاهِرًا إِلَّا بَاتَ فِي شَعَارِهِ مَلَكٌ، فَلَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ

اَلْمَلِكُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ عَبْدَكَ فَلَانًا فَاِنَّهُ قَدْ بَاتَ طَاهِرًا“۔ یعنی: کوئی مومن پاک لباس میں طاہر و پاک نہیں سوتا جب تک کہ اس کے لباس میں فرشتہ نہ سوئے اور نہ رات کو کسی وقت بیدار ہوتا ہے جب تک فرشتہ نہ کہے کہ اے خداوند اپنے فلاں بندے کو بخش دے جو کہ پاک سویا ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اَلنَّائِمُ الطَّاهِرُ كَالْقَائِمِ الصَّائِمِ“ (۴۴)۔ یعنی جو آدمی باطہارت سوتا ہے اس کا ثواب اس طرح ہوتا ہے جس طرح روزہ دار اور رات کو عبادت کرنے والے کا ہوتا ہے۔ بلاوجہ حالت جب میں نہ سوئے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ الصُّوْرَةُ وَالْكَلْبُ وَالْجُنُبُ“ (۴۵)۔ یعنی رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا یا جنابی ہو۔ جب سونا چاہے تو بستر پر قبلے کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھے اور آیت الکرسی (۴۶) اور اَمِنْ الرَّسُوْلُ (۴۷) پڑھے۔ پھر تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، (۴۸) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (۴۹) اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (۵۰) پڑھے اور ہر بار پڑھنے کے بعد دونوں ہتھیلیوں پر دم کرے اور اپنے تمام اعضاء پر ملے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا ہے۔ اس کے بعد تین بار یہ پڑھے: ”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاتُوْبُ اِلَيْهِ“۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی سونے کے وقت تین مرتبہ استغفار کرے، حق سبحانہ و تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ ذکر میں مشغول رہے، یہاں تک کہ نیند اس پر غلبہ کرے۔ اس کے بعد دائیں پہلو پر قبلہ رو ہو کر لیٹ جائے اور دائیں ہتھیلی کو دائیں رخسار کے نیچے رکھے اور تین بار پڑھے: ”اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابِكَ يَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادِكَ“ (۵۱) اور پھر یہ پڑھے: ”اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجْهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَقَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَالْجَاثُ ظَهَرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنجَا اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ“ (۵۲) ”اَللّٰهُمَّ اَيْقِظْنِيْ فَيُ احَبَّ السَّاعَاتِ اِلَيْكَ وَاسْتَعْمَلْنِيْ بِاِحَبِّ الْاَعْمَالِ اِلَيْكَ الَّتِي تَقْرَبُنِيْ اِلَيْكَ زُلْفَى وَتَبْعِدُنِيْ مِنْ سَخِيْطِكَ بَعْدًا“ (۵۳) ”اَللّٰهُمَّ لَا تُؤْمِنِيْ مُكْرَمًا وَلَا تُؤَلِّمْنِيْ غَيْرَكَ وَلَا تُنْسِيْ ذِكْرَكَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ“ (۵۴)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرَجُلٌ يَأْتِي فَيَقُولُ يَا فُلَانُ إِذَا آوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ

(فتوضا وضوئک لِلصَّلْوَةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّكَ الْاَيْمَنِ) فَقُلْ ” اَللّٰهُمَّ
 اَسَلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ اِلٰى قَوْلِهِ اَرْسَلْتُ “ وَقَالَ فَاَنْ مِثُّ مِنْ لَيْلَتِكَ مِثُّ عَلٰى
 الْفِطْرَةِ، اَتٰى عَلٰى الدِّينِ الْحَقُّ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ خَيْرًا “ (۵۵) هَذَا حَدِيثٌ
 اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُ مِنَ الْاَيْمَةِ.

(یہ دعا پڑھنے کے بعد) ذکر میں مشغول ہو جائے، یہاں تک کہ سوجائے۔ جب بیدار ہو
 تو ذکر میں مشغول ہو جائے، یہاں تک کہ پھر سوجائے اور نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ (۵۶) اسی طرح کی
 نیند کی جانب اشارہ ہے، وَاللّٰهُ هُوَ الْوُفُوْقُ۔

فصل: مخصوص کیفیت میں ذکر خفی کی فضیلت

اس سبق کو ہمارے خواجہ (نقشبندؒ) وقوفِ عدی کہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں ہے: ”اجْتَمَعُوا وَضُوءَ كُمْ جَمَعَ اللَّهُ شَمْلَكُمْ“ (۵۷)۔ یعنی اپنے وضو کو جمع کرو، تاکہ حق تعالیٰ تمہاری پریشانیوں کو جمع کرے (یعنی دور کرے) اور وضو کے جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ ظاہر و باطن کی پاکیزگی حاصل کرے۔ اس کے کرنے سے تمام بُری صفات مثلاً: بغض، حسد، کینہ، خلقت سے عداوت، بخل سے پرہیز کرے اور مولیٰ تعالیٰ کی محبت کے سوا جس چیز کی محبت میں دل آرام پاتا ہے ان سے دور ہو جائے۔ جب دل بُری صفات سے پاک ہو جائے اور اچھی صفات سے آراستہ ہو جائے تو سالم ہو جاتا ہے۔ اس دنیا کی آفتوں سے چھٹکارا نہیں پایا جاسکتا، مگر سالم دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ اتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ“ (۵۸)۔ یعنی قیامت کے دن مال اور بیٹے کسی کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے، مگر جو آدمی قیامت میں سالم دل لے کر آئے گا، وہ اس قلبِ سلیم کے سبب رحمتِ حق کو پائے گا۔ سالم دل کی صفت یہ ہے جو کسی نے کہا ہے:

زغیرت خانہ دل را زغیرت کردہ ام خالی

کہ غیرت رانی شاید درین خلوت سرافتن (۵۹)

ترجمہ: غیرت کی بنا پر میں نے خانہ دل کو تیرے غیر سے خالی کر دیا ہے، کیونکہ تیرے سوا کسی اور کو اس خلوت سر میں جانا زیب نہیں دیتا۔

کہرانے کہا کہ تمام عبادتوں سے مقصود ذکر ہے۔ ذکر جان کی طرح ہے اور تمام عبادتیں دل کی مانند ہیں۔ اگر عبادتوں میں اللہ تعالیٰ سے غافل رہے تو ان سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ ہمارے خواجہ (نقشبندؒ) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس رباعی کا تعویذ لکھیں تو بیمار صحت پاتا ہے:

تا روئے ترا بدیم شمع طراز

نے کارکنم نہ روزہ دارم نہ نماز

تا با تو بوم مجاز من جملہ مجاز

چون بے تو بوم نماز من جملہ مجاز (۶۰)

ترجمہ: اے محبوب! جب تک تیرا چہرہ دیکھتا ہوں، میں نہ کام کرتا ہوں نہ روزہ رکھتا ہوں، نہ نماز پڑھتا ہوں۔ جب تیرے ساتھ ہوتا ہوں تو میرا مجاز سب نماز ہوتا ہے۔ جب تیرے بغیر ہوتا ہوں تو میری نماز سب مجاز ہوتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ اگر ذکر میں اخلاص نہ ہو تو اتنا فائدہ نہیں دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ." قِيلَ وَمَا إِخْلَاصُهَا؟ قَالَ أَنْ يُحْجَزَهُ عَنِ الْمَحَارِمِ" (۶۱)، یعنی جو آدمی اخلاص کے ساتھ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ" پڑھے، وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ پوچھا گیا کہ اس کلمے کا اخلاص کیا ہے؟ تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا کہ اس کا اخلاص یہ کہ پڑھنے والا خود کو حراموں سے باز رکھے۔ اس کلمہ کے پڑھنے کی برکت سے اس کا دل درست ہو جائے اور اس کے اقوال و افعال اور احوال میں استقامت ظاہر ہو جائے۔ جب ظاہری اور باطنی استقامت نصیب ہوتی ہے تو تمام سعادت ابدی حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا" (۶۲)۔ یعنی یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" پڑھنے کے بعد اس کی شرائط کے ساتھ ایمان لائے، پس وہ ظاہر اور باطناً درست ہو گئے اور ان کو اس کلمہ کے پڑھنے کا نتیجہ حاصل ہو گیا۔ یہ ظاہری استقامت ہے، یعنی حدود شرعیہ کی رعایت، اور باطنی استقامت ایمان حقیقی سے عبارت ہے۔ ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے تھے کہ اس سے مراد دل کا تمام ان فوائد اور نقصانات سے پاک کرنا ہے، جن سے وہ مشغول ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کی جزایہ ہوتی ہے کہ "تَنْزَلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ" (۶۳)۔ یعنی ان کے اس جہان سے جاتے وقت ان پر رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور یہ رحمت کے فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ "لَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا" (۶۴)، یعنی عذاب سے مت ڈرو اور اس جہان کی آسائشوں کے فوت ہونے پر غم مت کھاؤ۔ وَأَبَشِّرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (۶۵)۔ یعنی اور بشارت پائیے اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ فرشتے ان مومنوں سے کہتے ہیں: نَحْنُ أَوْلِيَاكُمْ فِي

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (۶۶)، یعنی اس جہاں اور اُس جہاں میں ہم تمہارے دوست ہیں اور وہ فرشتے ان مومنوں کو کہتے ہیں کہ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَىٰ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ نَزْلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (۶۷)۔ یعنی تمہارے لئے وہ کچھ ہے جو تمہارے دل چاہتے ہیں اور جس کی تم نے آرزو کی۔ یہ تمام نعمتیں تمہارے لئے اس بڑے بخشش والے اور بڑے رحم کرنے والے نے نازل کیں اور تمہارے لئے موجود چیزوں کے نازل کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ مہمان کے سامنے لا کر رکھیں اور اس کے بعد دوسرا تکلف کریں۔ جنت کی سب نعمتیں حاضر ہوں گی، جیسے کہ حضرت باری تعالیٰ کا دیدار۔

اگر ذکر اخلاص سے نہ کیا جائے تو اتنا فائدہ نہیں دیتا، بلکہ بہت بڑا خوف ہوتا ہے (کیونکہ روایت ہے) کہ: "مَنْ قَالَ اللَّهُ وَقَلْبُهُ غَافِلٌ عَنِ اللَّهِ فَخَصَمُهُ فِي الدَّارِ الْآخِرَةِ" یعنی جو شخص اللہ کہے اور اس کا دل احکام اللہ کی رعایت سے غافل ہو، پس دونوں جہانوں میں اس کا دشمن اللہ تعالیٰ ہے۔ ذکر کی فضیلت میں بہت سی آیات و احادیث موجود ہیں اور سب کا خلاصہ یہی ہے جو بیان کیا گیا ہے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

ذکر کا ہمہ وقت فائدہ تب حاصل ہوتا ہے، جب کسی آدمی سے اس کی تلقین لی جائے۔ ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ ارشاد و تلقین میں مشغول ہیں۔ تین قسم کے ہیں۔ کامل مکمل، کامل اور مقلد۔ کامل مکمل کے بارے میں خواجہ محمد بن علی حکیم ترمذی (۶۸) کی بعض تصنیفات میں آیا ہے کہ اسے ولایت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے چار دانگ نصیب ہیں اور کامل مکمل نورانی اور نور بخش ہے۔ کامل نورانی تو ہے، مگر نور بخش نہیں اور مقلد وہ ہے جو شیخ کی تلقین سے کام کرتا ہے۔

اگر (ذکر کی تلقین) شیخ کامل کے اذن سے ہو تو بھی اُمید ہوتی ہے، لیکن زیادہ فائدہ اس میں ہے کہ کامل مکمل سے تلقین ہو اور اس کا اتفاق کم ہوتا ہے۔ اس ضمن میں کہا گیا کہ مرشد قطب یا خلیفہ قطب ہونا چاہیے، جس حال میں بھی ہو، جیسے انہوں (مرشدوں) نے تلقین کی ہے اسی طرح ہمیشہ ذکر میں مشغول رہے۔ تمام اوقات میں خود کو ذکر میں مشغول رکھے، خاص کر صبح سے پہلے اور شام کے بعد جس طرح ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر کو فرمایا ہے۔ عارفِ رومی (۶۹) فرماتے ہیں، رباعی:

از ذکر بھی نور فزایدہ را
 در راہ حقیقت آورد گرہ را
 ہر صبح و نماز شام ورد خود ساز
 خوش گفتن لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ را (۷۰)

ترجمہ: ذکر کرنا چاند کے نور کو بڑھاتا ہے (اور) گمراہ کو سیدھے راستہ پر لے آتا ہے۔ تو صبح اور شام کی نماز میں اپنا ورد بنا لے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو خوب پڑھنا۔

جو آدمی صبح اور رات کے وقت ذکر میں مشغول رہے، وہ اس آیت کے حکم سے یقیناً غافلین میں سے نہیں، بلکہ ذاکرین میں سے ہے (آیت یہ ہے): ”وَإِذْ كُرِّرَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُؤْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ“ (۷۱)، یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کو گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے، دل میں یاد کیجئے اور صبح و شام کے وقت ایسی آواز سے جو کہ پکار کر بولنے سے کم ہو اور آپ بے خبر نہ رہیں۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ غدو اور آصال سے مراد رات اور دن ہے، یعنی صبح سویرے ذکر خفی میں مشغول رہیے اور بے خبر نہ رہیے۔

جاننا چاہیے کہ کسی آیت اور حدیث میں ذکر جبر کا حکم نہیں آیا ہے، بلکہ ذکر خفی کا حکم ہوا ہے۔ جس طرح کہ اس دوسری آیت میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً“ (۷۲)، یعنی یاد کرو اپنے پروردگار کو عاجزی اور تضرع اور نیچو آواز سے اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (۷۳)۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو حد سے تجاوز کریں اور آواز بلند کریں۔ تفسیر میں امام نجم الدین عمر صاحب (۷۴) اس آیت کے معنی میں ایک نظم لکھتے ہیں کہ (حضرت) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷۵) نے روایت کی ہے کہ صحابہ (کرامؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ جب ایک اونچی جگہ پر آئے تو انہوں نے تکبیر اور تہلیل کہی اور آواز بلند کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا عَلِيَّ أَنْفُسِكُمْ لَسْتُمْ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا وَهُوَ مَعَكُمْ“۔ یعنی اے لوگو! اپنی جانوں پر نگاہ رکھو، نعرہ نہ لگاؤ اور اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کو یاد کرو، تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو، بلکہ تم اس کو پکارتے ہو جو علم قدیم سے سننے والا اور تمہارے

قرب ہے۔

اس کے علاوہ بہت سے دلائل ہیں۔ اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ ذکر جہر خلاف دلیل ہے اور مشائخ نے کہا: ”ذکر خفی اولیٰ ہے“۔ عارف رومیؒ فرماتے ہیں:

نعرہ کم زن زانکہ نزدیک ست یار
کہ از نزدیکی گمان آید حصول

ترجمہ: نعرہ کم لگا کہ دوست نزدیک ہے، کیونکہ نزدیکی سے حصول (مراد) کا گمان ہوتا

ہے۔

ہمیشہ وقوفِ عددی میں مشغول رہنے سے دل جلدی ذاکر ہو جاتا ہے اور میں نے حضرت خواجہ (نقشبندؒ) سے سنا ہے کہ فرمایا کرتے تھے:

دل چو ماہی و ذکر چون آبست

زندگی دل بذکر وہاب ست

ترجمہ: دل مچھلی کی طرح اور ذکر پانی کی مانند ہے، دل کی زندگی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے

ہے۔

جب دل ذاکر ہو جائے اور اس کی علامات ظاہر ہو جائیں تو اس کے بعد وقوفِ قلبی میں

مشغول ہو جانا چاہیے۔ اب ہم اس کے فوائد بیان کرتے ہیں۔

فصل: فوائد و قوف قلبی و صحبت شیخ

جان لے کہ میں نے اپنے حضرت خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے: ”الذِّكْرُ اِزْتِفَاعُ الْعَفْلَةِ فَاِذَا اَزْتَفَعَتِ الْعَفْلَةُ فَانَّتْ ذَاكِرًا وَاِنْ سَكَّتْ“۔ یعنی ذکر سے مراد عفلت سے دور ہونا ہے، جب عفلت دور ہو جائے تو آدمی ذاکر ہو جاتا ہے، خواہ وہ خاموش ہو اور حضرت خواجہ فرمایا کرتے تھے کہ قوف قلبی کی رعایت تمام حالتوں میں نہایت ضروری ہے۔ یعنی کھاتے، سوتے، بولتے، چلتے، بیچتے، خریدتے، وضو کرتے، نماز پڑھتے، قرآن پڑھتے، کتابت کرتے، درس دیتے اور وعظ و نصیحت کرتے وقت۔ پلک جھپکنے کی دیر بھی غافل نہیں رہنا چاہیے، تاکہ مقصود مل جائے۔ کبرانے کہا ہے: ”مَنْ عَمَّضَ عَيْنَهُ عَنِ اللّٰهِ طَرْفَةً عَيْنٍ لَا يَصِلُ اِلَيْهِ طَوْلُ عُمْرِهِ“۔ یعنی جو شخص پلک جھپکنے کی دیر بھی اللہ تعالیٰ سے غافل ہوتا ہے وہ لمبی عمر میں بھی مقصود کو نہیں پہنچتا۔ باطن کو محفوظ رکھنا مشکل کام ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے خاص بندوں کی تربیت سے جلدی میسر ہو جاتا ہے، شعر:

بے عنایات حق و خاصان حق

گر ملک باشد سیاہستش ورق (۷۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے خاص بندوں کی عنایتوں کے بغیر، اگر فرشتہ (بھی) ہے تو

اس کا نامہ اعمال سیاہ ہے۔

(باطن کی حفاظت) خدا تعالیٰ کے دوستوں کی صحبت میں جو ہم سبق ہوں اور ایک دوسرے کے منکر نہ ہوں اور صحبت کی شرائط کے پابند ہوں، جلدی میسر ہوتی ہے۔ شیخ کامل مکمل کی ایک باطنی نگاہ سے باطن کی وہ صفائی حاصل ہو جاتی ہے، جو زیادہ ریاضتوں سے بھی میسر نہیں آتی۔ جیسا کہ عارفِ رومیؒ کہتے ہیں:

آنکہ بہ تمبریز دیدیک نظر شمس دین

طعنہ زند بردہ سحرہ کند بر چلہ (۷۷)

ترجمہ: جس نے شمس دین (مرشد کامل) کی زیارت کا شرف تمبریز میں حاصل کیا ہے، وہ

دس روزہ (خلوت گزینی) پر طعنہ زنی کرتا ہے اور چالیس روزہ چلہ کشی کا مذاق اڑاتا ہے۔

شیخ ابو یوسف ہمدانی قدس سرہ العزیز کا قول ہے: ”أَصْبَحُوا مَعَ اللَّهِ، فَإِنْ لَمْ تُطَيِّفُوا فَاصْبَحُوا مَعَ مَنْ يَصْحَبُ مَعَ اللَّهِ“ (۷۸)۔ یعنی خدا تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو اور اگر تم کو خدا تعالیٰ کی صحبت میسر نہ آئے تو اس شخص کے ساتھ صحبت رکھو، جو خدا تعالیٰ کا مصاحب ہو۔ خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ صحبت مع اللہ فنا کے بعد ہاتھ آتی ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ صحبت نہ رکھ سکو تو اہل فنا کے ساتھ صحبت رکھو۔ وہ اس حدیث: ”إِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِينُوا مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ“ (۷۹) کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اس میں اہل فنا کی صحبت کی جانب اشارہ ہے، لیکن اگر (یہ) ملامت کو دفع کرنے، اغراض فاسدہ، دنیا کو اکٹھا کرنے اور اہل دنیا کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ہو تو ایسی صحبت سے ڈرنا چاہیے۔ خواجہ عبدالحق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تو بیگانوں کی صحبت سے یوں گریز کر، جس طرح کہ شیر سے گریز کرتا ہے۔ اگر صحبت کرتے وقت باطن میں مشغول رہیں تو ظاہر میں بیہودہ چیزوں سے بھی ڈریں۔ جو صحبت مفید ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اس میں بندے کے دل کو فیض حقانی پہنچتا ہے اور وہ ماسویٰ اللہ سے نجات پاتا ہے، جس طرح کہ اس رباعی میں کہا گیا ہے:

باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت

وز تو زہید زحمت آب و گلگت

زنہار ازان قوم گریزان می باش

ورنہ کند روح عزیزان نکلت (۸۰)

ترجمہ: تو جس آدمی کے ساتھ بیٹھا اور (اس کی ہم نشینی سے) تیرے دل کو جمعیت

(سکون) میسر نہ آئی اور تجھ سے دنیا کی محبت اور (بری) بشری صفات زائل نہ ہوئیں۔ خبردار! ایسے

لوگوں (کی صحبت) سے دور ہو جا، ورنہ (خواجہ) عزیزان کی روح تجھے معاف نہیں کرے گی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک دوسرے کو کہا کرتے تھے: ”تَعَالَوْا نَجْلِسْ فَنُؤْمِنُ

سَاعَةً“ (۸۱)، یعنی آؤ تاکہ ہم بیٹھیں اور ایک گھڑی ایمان حقیقی جو نفی ماسویٰ ہے، سے مشرف

ہوں۔ خدا تعالیٰ کے دوستوں کی صحبت میں بڑے فائدے ہیں:

ابر گریان باغ را خندان کند

صحبت مردانت از مردان کند (۸۲)

ترجمہ: روتا ہوا بادل باغ کو ہنسا دیتا ہے، مردوں کی صحبت تجھے مرد بنا دے گی۔ جب (ذاکر) وقوف قلبی میں مشغول رہے تو ذکر میں جو خلاصہ ہے وہ حاصل ہو جاتا ہے، بصیرت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ دل کی بارگاہ غیروں کے کانٹوں سے خالی ہو جاتی ہے۔ ذاکر سحر فنا میں مہو ہو جاتا ہے۔ فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ (۸۳) کے مطلب کی بناء پر مذکورہ شرف سے مشرف ہو جاتا ہے اور لَا يَسْعَى اَرْضِيْ وَلَا سَمَانِيْ وَلٰكِنْ يَسْعَى قَلْبِ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ“ (۸۴) کے حکم سے سلطان الا اللہ کے جمال کی تجلی پاتا ہے۔ ذاکر سالم اسم سے مسمیٰ میں مشغول ہو جاتا ہے اور اسم سے بطریق رسم مشغول ہونا غفلت کا مقام ہے۔ ایک دن ہمارے خواجہ (نقشبند) قدس سرہ کی صحبت میں اصحاب سلوک میں سے ایک نے بلند آواز میں اللہ کہا، خواجہ نے فرمایا: ”یہ کیسی غفلت ہے؟ عَلِمَ مَنْ فَهِمَ وَ فَهِمَ مَنْ عَلِمَ“ (۸۵)۔

حقائق التفسیر (۸۶) میں آیا ہے کہ کبرا میں سے ایک کو پوچھا گیا کہ کیا بہشت میں ذکر ہو گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ غفلت نہ رہے، چونکہ بہشت میں غفلت نہیں ہوگی، لہذا سب (کچھ) ذکر ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اہل تحقیق کا قول ہے:

كَفَانِيْ حَوْبًا اِنْ اَنَا جِيكَ ذَائِبًا
كَانِيْ بَعِيْدًا وَ كَانِكَ غَائِبًا

ترجمہ: گناہ ہے کہ میں ذکر اور مناجات کے وقت تجھے زبان پر لاؤں (یعنی بے حضور رہوں)، کیونکہ میں تیری ذات کے علم سے دور نہیں ہوں اور تو غائب نہیں ہے۔ یہ اس آیت ”وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ“ (۸۷) کی طرف اشارہ ہے۔

وقوف عددی اور وقوف قلبی میں جان بوجھ کر آنکھیں اوپر نہ اٹھائے اور سر اور گردن کو نیچے نہ کرے کہ اس سے لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے اور ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸۸) سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا، جس نے اپنا سر اور گردن نیچے جھکا رکھی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ”يَا رَجُلُ اِرْفَعْ عُنُقَكَ“۔ یعنی اے مرد اپنی گردن اوپر اٹھاؤ۔ ذکر میں اس طرح رہنا چاہیے کہ اہل مجلس میں سے کوئی آدمی (ذاکر) کے حال کو نہ پائے۔ کبرا میں سے بعض کا کہنا ہے: ”الْصُّوْفِيُّ هُوَ الْكَائِنُ الْبَائِسُ“ (۸۹)۔ یعنی صوفی وہ آدمی ہے جو پنہاں اور ظاہر ہو، یعنی باطن میں حق سبحانو

تعالیٰ اور ظاہر میں لوگوں سے مشغول رہے اور ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے:

از دورن شو آشنا و از برون بیگانہ باش

این چنین زیباروش کم می بود اندر جہان (۹۰)

ترجمہ: تو اندر سے واقف رہ اور باہر سے ناواقف بن (یعنی دل میں خدا کی یاد رکھ اور

ظاہر میں بیگانہ رہ)، اس طرح کی خوبصورت مثال دنیا میں بہت کم ملتی ہے۔

مردان رهش بہمت و دیدہ روند

زان در رہ عشق ہیچ اثر پیدا نیست (۹۱)

ترجمہ: اس کے راستے پر چلنے والے لوگ ہمت و ہوش سے چلتے ہیں، کیونکہ اس کے

راستے میں اس کے نقش (پا) کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔

نیز (خواجہ نقشبند) فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک مدت دودقیق النظر دانشمندوں کی صحبت

میں رہا۔ انہوں نے باوجود کمال محبت مجھے نہ پہچانا، کیونکہ جب بندہ مقام بے صفتی پر پہنچتا ہے تو

اس کی شناخت مشکل ہو جاتی ہے، خاص طور پر اہل رسم کے لئے۔ اور ذکر خفی کی حقیقت وقوف قلبی

سے میسر ہوتی ہے (وقوف قلبی میں مشغول رہنے والا) ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ (اس کا) دل بھی

نہیں جانتا کہ وہ ذکر میں مشغول ہے۔ کبر کا قول ہے: ”اِذَا عَلِمَ الْقَلْبُ اَنَّهُ ذَاكِرٌ فَاعْلَمَ اَنَّهُ

غَافِلٌ“ (۹۲)۔ حقایق النفسیر میں اس آیت ”وَ اذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضُرُّ عَا وَّ

خِیْفَةً“ (۹۳) کے بارے میں آیا ہے: ”قَالَ الْحَسَنُ عَلَیْهِ لَا یُظْهَرُ ذِکْرُکَ لِنَفْسِکَ

فَطَلَبَ بِهٖ عَوْضًا وَّ اَفْضَلَ الذِّکْرِ مَا لَا یُشْرِفُ عَلَیْهِ اِلَّا الْحَقُّ“ (۹۴)۔ بعض کبرانے

کہا: ”ذِکْرُ اللِّسَانِ هَدِیَانٌ وَ ذِکْرُ الْقَلْبِ وَ سُوْسَةٌ“ (۹۵)۔ اور یہ منتہیوں (انتہا کو پہنچے

ہوئے) کے بارے میں ہے:

دلرا گفتم بیاد او شاد کنم

چومن ہمہ او شدم کرا یاد کنم

ترجمہ: میں نے دل سے کہا کہ اس کی یاد سے راحت پاؤں، جب میں سب وہی بن گیا تو

پھر کس کو یاد کروں۔

ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں کعبہ کے مبارک سفر سے واپس

ہوا تو طوس کے ملک میں پہنچا، خواجہ علاء الدین عطار اپنے اصحاب اور احباب کے ہمراہ بخارا سے میرے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ہرات کے والی ملک معز الدین حسین کی جانب سے ایک قاصد کے ذریعے ہمیں ایک مکتوب ملا، جس کا مضمون یہ تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی ملاقات کے شرف سے مشرف ہوں اور ہمارا آنا مشکل ہے۔ اگر عنان کرم ہماری طرف متوجہ فرمائیں تو سراسر بندہ نوازی ہوگی ”وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَهُ“ (۹۶) کے باعث اور ”يَا ذَاؤُدْ إِذَا رَأَيْتَ لِي طَالِبًا فَكُنْ لَهُ خَادِمًا“ (۹۷) کے مطلب کی بناء پر ہم ہرات کی طرف چل پڑے۔ جب ہم ملک معز الدین کے پاس پہنچے تو اس نے ہم سے پوچھا کہ پیری (ولایت) آپ کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملی ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں! اس نے پوچھا کہ کیا آپ سماع سنتے ہیں اور ذکر جہر کرتے ہیں اور خلوت میں بیٹھتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں! ملک معز الدین بولا: ”درویش تو یہ کام کرتے ہیں، کیا وجہ ہے کہ آپ ایسا نہیں کرتے؟“ میں نے کہا: ”حق سبحانہ تعالیٰ کا جذبہ مجھے ملا اور اس نے اپنے فضل سے مجھے کسی مجاہدہ کے بغیر قبول کیا۔ اس کے بعد میں خدا تعالیٰ کے اشارے سے خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا سے منسلک ہو گیا اور انہیں ایسی چیزوں سے بالکل شغف نہ تھا۔ ملک معز الدین نے کہا: ”ان کا کیا معمول تھا؟“ میں نے کہا: ”وہ ظاہر میں لوگوں سے میل جول رکھتے تھے اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے مشغول رہتے تھے۔“ ملک معز الدین بولا: ”ایسا ممکن ہے؟“ میں نے کہا: ”ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَجَاءَ لَاتُلْهِهِمْ تَجَارِبَۃً وَّ لَا بَيْعَ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ“ (۹۸)۔

ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ”خلوت شہر ہے اور شہر آفت ہے۔“ نیز ہمارے خواجگان قدس سرہم کا قول ہے: ”خلوت دراجمن، سفر در وطن، ہوش در ددم، نظر در قدم“۔ (ہمارے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے کہ ذکر جہر اور سماع سے جو حضوری اور ذوق حاصل ہوتا ہے، وہ ہمیشہ باقی نہیں رہتا۔ وقوف قلبی میں ہمیشہ مشغول رہنے سے جذبہ حاصل ہوتا ہے اور جذبہ سے مقصود مل جاتا ہے۔ مصرع:

گر می مجوئی آلا ز آتش درونی

ترجمہ: گرمی مت ڈھونڈ سوائے اندر کی آگ کے۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ الْمَوْفِقُ۔

فصل: نفل نمازوں کا بیان

ہمارے خواجہ حضرت (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ سے فرمایا تھا کہ صبح سے پہلے سبق باطن میں مشغول رہو اور یہ نماز تہجد کی طرف اشارہ تھا۔ کبرا میں سے بعض نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں صبح سے بیدار رہتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ شروع میں تہجد کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اور بعض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری عمر میں نماز تہجد فرض نہ رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نفل کر کے پڑھتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آخری عمر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا“ (۹۹)۔ یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ رات جاگتے رہیں۔ نماز میں قرآن پڑھنے سے جو آپ پر فرض ہے یا آپ کے لئے نفل ہے۔ شاید آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود میں کھڑا کر دے۔ جو نجلی ذاتی ہے یا اولین اور آخرین کی شفاعت کا مقام ہے۔ پس مقام محمود کا وعدہ معبود نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کو جاگنے اور سجدے کرنے کی بناء پر کیا ہے۔ نیز دوسری آیت میں فرمایا ہے: يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ الْقَلِيلُ اللَّيْلِ (۱۰۰)۔ یعنی اے کپڑے میں لپٹنے والے، رب قدیم کی عبادت کے لئے رات کو کھڑا رہ۔ رات کو جاگنے والوں کی قرآن میں بہت زیادہ تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ“ (۱۰۱)، یعنی یقیناً تمام پرہیزگار اس جہان میں ہوں گے کہ وہاں باغات اور چشمے جاری ہیں ”أَخْذِينَ مَا أَنَّهُمْ رُئِبُهُمْ“ (۱۰۲) اس چیز کو پانے والے ہوں گے جو ان کو ان کا پروردگار دے گا۔ ”إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُحْسِنِينَ“ (۱۰۳)۔ یقیناً یہ لوگ دنیا میں خدا ترس اور نیکی کرنے والے تھے اور بیان کیا (اللہ تعالیٰ نے) یہ کہ: ”كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ“ (۱۰۴)۔ یعنی یہ (لوگ ایسے تھے کہ) کہ رات کا تھوڑا حصہ سوتے اور زیادہ وقت بیدار رہتے تھے۔ ”وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ“ (۱۰۵) اور سحر کے وقت گناہوں کی بخشش طلب کرتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ سحر کے وقت زیادہ (یہ) پڑھنا چاہیے:

”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ“ (۱۰۶)۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے: "تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ" (۱۰۷)، یعنی خدا ترس مومنوں کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں، یعنی رات کو بیدار رہتے ہیں۔ پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو، خَوْفًا وَ طَمَعًا (۱۰۸) اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے، وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (۱۰۹) اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے انہیں دی ہیں راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں، فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ (۱۱۰) پس لوگوں میں سے کوئی نہیں جانتا، ان چیزوں کو جو چھپا دھری ہیں ان کے لئے، جو آنکھ کی روشنی میں سے ہیں، جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۱۱) اور یہ ان کے اعمال کی جزا کے درجے اور نعمتیں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: "عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَابُّ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّكُمْ إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَمُكَفِّرَةٌ لِلْسَيِّئَاتِ وَمِنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ" (۱۱۲)۔ یعنی تم پر لازم ہے کہ رات کو بیدار رہو۔ یعنی عبادت کرو اس لئے کہ یتیم سے پہلے صالحین کا طریقہ ہے۔ یعنی انبیاء و رسل اور اولیاء رات کو بیدار رہتے تھے، لہذا تم بھی شب بیداری اختیار کرو۔ یہ اللہ کی قربت اور رحمت (کا ذریعہ) ہے۔ گناہوں کے کفارہ کا سبب اور گناہوں سے روکنے والی (عبادت) ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللَّهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ"۔ یعنی لوگوں کا رحمت خدا کے نزدیک ہونے کا وقت نصف شب (یعنی رات کے آخری حصے کے درمیان) ہوتا ہے۔ جو صبح کے قریب ہے۔ اگر تو ان لوگوں میں شامل ہونا چاہتا ہے جو خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو اس وقت ان میں شامل ہو جا۔ رات کو بیدار رہنے والوں کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کے آداب کو بیان کرتے ہیں۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو پہلے مسواک کرتے، پھر وضو بناتے اور اس کے بعد اس آیت: "إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاجْتِذَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ" (۱۱۳) سے لے کر سورۃ الم اللہ (۱۱۴) کے آخر تک پڑھتے۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھتے: "اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قِيَمَ السَّمَوَاتِ

وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ
 الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَ
 وَعْدَكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ
 وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ. اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ
 وَإِلَيْكَ أُنِيتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ
 وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا
 أَنْتَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“ (۱۱۵)۔

پھر بارہ رکعت نماز چھ سلاموں کے ذریعے پڑھے اور اگر سورۃ یسین یاد ہو تو اسے تہجد میں
 پڑھے۔ حضرت خواجہ عزیزان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب تین دل جمع ہو جائیں تو مومن
 آدمی اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ یعنی رات کا دل، قرآن کا دل اور مومن کا دل۔ اگر وقت کم ہو تو آٹھ
 رکعت یا چار رکعت یا دو رکعت نماز تہجد پڑھے اور اس نماز کے بعد دعا مانگے۔ پھر سبق باطن میں
 مشغول ہو جائے، یہاں تک کو صبح ہو جائے۔ نماز فجر کی سنتیں گھر پر پڑھے۔ پہلی رکعت میں ”سورۃ
 فاتحہ“ کے بعد قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ (۱۱۶) اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَ اللَّهُ
 أَحَدٌ (۱۱۷) پڑھے۔ اس کے بعد ستر بار اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ
 وَاتُوبُ إِلَيْهِ (۱۱۸) پڑھے۔ اگر رات سحری کے نزدیک ہو تو نماز تہجد اور سبق باطن میں مشغول
 رہنے کے بعد تھوڑی دیر دائیں پہلو پر قبیلہ رخ ہو کر لیٹ جائے۔ اس کے بعد صبح کی نماز سنت اور
 فرض کے لئے نیا وضو کرے اور مسجد کے راستے میں پڑھے: ”اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْ جَمِيعِ مَا كَرِهَ
 اللَّهُ قَوْلًا وَفِعْلًا وَخَاطِرًا وَنَاطِرًا“ (۱۱۹)۔

جب مسجد میں داخل ہو تو دایاں پاؤں پہلے اندر رکھے اور پڑھے: ”السَّلَامُ عَلَيَّ أَهْلِ
 بَيْتِ اللَّهِ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ“ (۱۲۰) اور اپنے سلام کا جواب یہ کہے:
 ”السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ“ (۱۲۱)۔ جب صبح کی نماز ادا کر چکے تو اپنی جگہ
 پر بیٹھا رہے اور سبق باطن میں مشغول ہو جائے، یہاں تک کہ سورج نکل آئے۔ اس کے بعد دو
 رکعت نماز پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ بِجَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ بِذِكْرِ اللَّهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى

رَكَعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَامَةٍ تَامَةٍ“ (۱۲۲)۔ یعنی جو شخص صبح کی نماز باجماعت ادا کر کے بیٹھ جائے اور یاد خدا میں مصروف رہے، حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔ پھر دو رکعت نماز ادا کرے تو اس کا ثواب حج اور عمرے کی مانند ہے۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تاکیداً) فرمایا پورے حج و عمرے کا، پورے حج و عمرے کا، پورے حج و عمرے کا ثواب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عَنِ اللَّهِ تَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ إِذْ كَع لِي أَرَبَع رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفَكَ آخِرَهُ“ (۱۲۳)۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اولادِ آدم! میرے لئے دن کے اول حصہ میں چار رکعتیں ادا کر لے، تیرے لئے دن کے آخری حصہ تک کافی ہو جائیں گی اور: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى يُسَبِّحَ رَكَعَتِي الصُّحْحَى لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ (۱۲۴)۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے مصلى پر ہی بیٹھ جائے، حتیٰ کہ دو رکعت نماز اشراق ادا کرے۔ اس دوران خیر (یعنی اچھی بات) کے سوا کچھ نہ کہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ مفسرین میں سے بعض نے اس آیت: ”وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى“ (۱۲۵)، یعنی ابراہیم پیغمبر علیہ السلام نے وفا کی، کی تفسیر میں کہا ہے (کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے نماز اشراق کو ترک نہ کیا۔

جب دو رکعت نماز ادا کر چکے تو دس مرتبہ پڑھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۱۲۶)۔

اس ذکر کی تلقین فقیر کو حضرت سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت کی، جب میں ان کے مزار کی طرف متوجہ رہتا تھا۔ اس کے بعد دعائے مانگے اور حق تعالیٰ سے نیکی کی توفیق مانگے۔ جب مسجد سے باہر آئے تو یہ دعا پڑھے: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (۱۲۷) اور گھر پہنچنے تک اسے پڑھتا جائے۔ اس کے بعد اگر قرآن پڑھتا ہو تو مصحف کو اپنے سامنے رکھے اور جتنا ہو سکے، تلاوت کرے۔ پھر اگر طالب علم ہو تو اپنے سبق میں مشغول ہو جائے، اگر کاسب (کام کرنے والا) ہو تو اپنے کام میں مشغول ہو جائے اور اگر سالک ہو تو ذکر و مراقبہ میں مشغول ہو جائے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔

جب زمین گرم ہو جائے تو نمازِ چاشت پڑھے۔ نمازِ چاشت بارہ رکعت آئی ہے: 'قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ صَلَّى الضُّحَى اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ قَصْرًا مِنَ الذَّهَبِ فِي الْجَنَّةِ' (۱۲۸)۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بارہ رکعتیں نمازِ چاشت پڑھے، حق تعالیٰ بہشت میں اس کے لئے سونے کا محل تعمیر کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ (نمازِ چاشت) آٹھ (رکعتیں) بھی آئی ہیں۔ چار رکعتیں اور دو رکعتیں بھی آئی ہیں۔ مفسرین میں سے بعض نے اس آیت: 'فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا' (۱۲۹)۔ یعنی یقیناً خدا تعالیٰ نے اوّابین کو، یعنی وہ لوگ جنہوں نے گناہوں سے توبہ کر لی ہے، اچھی طرح بخش دیا ہے، کے بارے میں کہا ہے کہ اوّابین سے مراد وہ لوگ ہیں جو نمازِ چاشت ادا کریں۔ حدیث میں ہے: 'قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَوَةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمِضُ الْفِصَالُ' (۱۳۰)۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اوّابین (اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں) کی نماز (یعنی نمازِ چاشت) اس وقت تک پڑھی جاسکتی ہے (اس وقت) تک ہے جب سنگریزہ سورج کی گرمی سے گرم ہو جائے اور اونٹ کے بچے کے پاؤں زمین پر لگیں تو گرمی سے جلنے لگیں (یعنی ڈیڑھ پہر تک اس کا وقت ہے کیونکہ عرب کی ریت جلد گرم ہو جاتی ہے)۔ مفسرین میں سے بعض نے کہا ہے کہ چھ رکعت نمازِ اوّابین کا وقت مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان ہے، لہذا اگر ممکن ہو تو مغرب کی نماز سے لے کر عشاء کی نماز تک مسجد میں بیٹھا رہے اور سبقِ باطن میں مشغول رہے، کیونکہ اس کا بڑا ثواب ہے۔ حضرت خواجہ (نقشبندؒ) نے اس فقیر کو اسی طرح فرمایا ہے، وَاللَّهُ تَعَالَى الْمُؤَفَّقُ۔

خاتمہ: خواجہ نقشبندؒ اور خواجہ علاء الدین عطارؒ کے فوائد

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بعض فوائد جو اس فقیر کو حضرت خواجہ (نقشبندؒ) اور آپ کے خلیفہ خواجہ علاء الدین عطارؒ سے پہنچے ہیں، وہ بیان کیے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ (نقشبندؒ) نے فرمایا ہے کہ میرے (شیخ) امیر (کلال) نے ایک مرتبہ مجھے کہا کہ جب تک رزق حلال نہ ہو، مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا ہے کہ ہم دریا ہو چکے ہیں، لہذا ہمارے لئے یہ نقصان دہ نہیں ہے۔ انہوں نے جھوٹ کہا ہے، بلکہ وہ نجاست کا دریا ہو گئے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرہیز فرمایا اور غصب کی ہوئی بھیڑ کا کھنا ہوا گوشت نہیں کھایا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ“ (۱۳۱)۔ یعنی اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ، یعنی اس طریقے سے جس کا شریعت نے حکم نہیں دیا۔ صحابہ (کرام) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نماز اور روزے میں اس طرح زیادتی کا اہتمام نہیں کیا جس طرح کہ رزق حلال میں کیا ہے۔ ہمارے خواجہ (نقشبندؒ) فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں ہے: ”الْعِبَادَةُ عَشْرَةٌ أَجْزَاءُ تَسَعَةٌ مِنْهَا طَلَبُ الْحَلَالِ“ (۱۳۲)۔ یعنی خدا تعالیٰ کی عبادت کے دس حصے ہیں، ان میں سے نورزق حلال طلب کرنا ہے۔

(خواجہ نقشبندؒ) فرمایا کرتے تھے، درویش کو عالی ہمت ہونا چاہیے۔ اسے ماسوائے خدا تعالیٰ سے محبت نہیں رکھنی چاہیے اور واقعات سے مغرور نہ ہو، کیونکہ یہ قبولیت اطاعت کی دلیل نہیں ہے:

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

نہ شمم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم (۱۳۳)

ترجمہ: جب میں سورج کا غلام ہوں (تو) سب کچھ سورج سے کہتا ہوں، نہ رات ہوں

اور نہ ہی رات کا پجاری ہوں کہ خواب کی بات کروں۔

اسے قبض اور بطن کا مظہر بننے کی کوشش کرنی چاہیے، تاکہ اسے وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا

تُبْصِرُونَ (۱۳۴) کا راز معلوم ہو جائے اور وہ ”الْقَبْضُ وَالْبَسْطُ فِي الْوَلِيِّ كَالْوَجْهِ

لَلنَّبِيِّ“ (۱۳۵) کے نقطہ کو پالے۔

ہمارے خواجہ (نقشبندؒ) فرمایا کرتے تھے: ”ہم نے جو کچھ پایا وہ ہمت کی بلندی سے پایا۔“ جس وقت انہوں نے اس فقیر کو اپنی کلاہ مبارک دی تو اس وقت فرمایا: ”اسے محفوظ رکھو اور جس جگہ اسے دیکھو ہمیں یاد کرنا اور جب ہمیں یاد کرو گے تو ہمیں پاؤ گے اور اس کی برکت تمہارے خاندان میں رہے گی۔“

ایک دن خواجہ علاء الدین عطارؒ باہر آئے اور میں غمگین تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ افسردہ کیوں ہو؟ میں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں! انہوں نے فرمایا: ”اس بات کا کیا مطلب ہے؟“

ما ذات نہادہ در صفا تیم ہمہ
موصوف صفت سخرہ ذاتیم ہمہ
تا در صفتیم جملہ ماتیم ہمہ
چون رفت صفت عین حیاتیم ہمہ (۱۳۶)

ترجمہ: ہم نے ذات کو مکمل طور پر صفات میں رکھا ہے، ہم موصوف صفت بن کر ذات کے فرمانبردار ہو گئے ہیں۔

جب تک ہم صفت ہیں، بالکل مردہ ہیں، جب صفت جاتی رہی تو ہم عین حیات ہو گئے ہیں۔

یہ حکیم غزنوی سنائی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۷) کا قول ہے۔ (حاضرین مجلس میں سے) ہر آدمی نے اس کے معنی بیان کئے۔ آخر آپ (خواجہ عطارؒ) نے بندہ سے پوچھا کہ تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ یہ تجلی ذات کی طرف اشارہ ہے، جیسے (آیت) وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (۱۳۸) میں بیان ہے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا: ”پھر غم کس کا ہے؟“ مصرع:

جانا تو کجا و ما کجا نیم

ترجمہ: اے محبوب! تو کہاں اور ہم کہاں ہیں۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ کو فرمایا: ”جہاں تک ہو سکے اس حدیث پر عمل کرو: صَلِّ مَنْ قَطَعَكَ وَاَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ وَاغْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ (۱۳۹)، کیونکہ اس میں بڑی سعادت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو تجھ سے قطع تعلقی کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر اور جو

تجھے محروم کرے، تو اسے عطا کر اور ظلم کرنے والے سے تو درگزر کر۔ یہ سب خواہشات نفس کے خلاف ہے اور اس حدیث میں بڑے فائدے ہیں۔

(حضرت خواجہؒ) فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں ہے: ”الْفُقْرَاءُ الصُّبْرُهُمْ جُلَسَاءُ اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَيْ الْمُقْرَبُونَ غَايَةَ الْقُرْبِ“۔ یعنی: صبر کرنے والے فقیر قیامت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہم نشین ہیں، یعنی اس کی رحمت کے انتہائی قریب ہیں۔ (حضرت خواجہؒ) نے فرمایا ہے کہ فقر و قسم کا ہے، اختیاری اور اضطراری۔ اضطراری افضل ہے، کیونکہ اختیاری بندے کی نسبت حق ہے۔ (حضرت خواجہؒ) فرمایا کرتے تھے کہ ظاہری اور باطنی فقر کے بغیر مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام قرآن مجید نفی و جود کی طرف اشارہ ہے اور متابعت سنت کی حقیقت مخالفت طبیعت ہے۔ جب تک بندہ مقام فنا کو نہ پہنچے، طبیعت سے چھٹکارا مشکل ہے۔ اس شعر میں اسی طرف اشارہ ہے:

ازان مادر کہ من زادم دگر بارہ شدم منتفش
از انم گبر میخوانند کہ با ما در زنا کردم

یعنی: جس ماں سے میں جنا گیا ہوں، دو بارہ اس سے جفت ہوا ہوں، اس وجہ سے مجھے گبر کہتے ہیں کہ میں نے ماں سے زنا کیا ہے۔

اس ماں سے مراد طبیعت ہے۔ بندہ اپنے اختیار کے ترک کر دینے اور جزئیات و کلیات کو خدا کے سپرد کرنے سے مقام ”بِي يَنْطِقُ وَبِي يَنْصُرُ“ (۱۴۰) کو پالیتا ہے۔ اس قول: حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقْرَبِينَ (۱۴۱) سے مراد دید طاعت ہے جو ابرار کے نزدیک نیکی اور مقربین کے نزدیک گناہ ہے۔ نظم:

مذہب زاہد غرور اندر غرور

مذہب عارف خراب اندر خراب

ترجمہ: زاہد کا مذہب غرور ہی غرور (اور) عارف کا مذہب خراب ہی خراب ہے۔
فرمایا کرتے تھے کہ راہ چلنے والے (سالمک) دو قسم کے ہیں۔ بعض ریاضتیں اور مجاہدے کرتے ہیں اور ان کے نتائج کو طلب کرتے ہیں۔ انہیں یہ نتائج ملتے ہیں اور وہ مقصد کو پالیتے

ہیں۔ بعض فضلی ہیں، خدا تعالیٰ کے فضل کے سوا کوئی چیز نہیں دیکھتے اور اطاعت و مجاہدات کی توفیق کو بھی اس کے فضل سے دیکھتے ہیں۔ وہ عمل کو ملاحظہ نہیں کرتے اور اس کے باوجود اسے ترک بھی نہیں کرتے۔ یہ گروہ بہت جلد مقصود کو پہنچتا ہے: ”الْحَقِيقَةُ تَرَكَ مَلَا حِظَّةَ الْعَمَلِ لَا تَرَكَ الْعَمَلِ“ (۱۴۲)۔ پیرھروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۳) فرماتے ہیں کہ عمل کو مت چھوڑ، بلکہ اس کو گراں بہا کر۔ ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم فضلی ہیں۔ ہم دوسو آدمی تھے جنہوں نے کوئے طلب میں قدم رکھا۔ حق تعالیٰ کا فضل مجھ پر ہوا۔ یعنی مقام قطب مجھے نصیب ہوا، فرمایا کرتے تھے کہ میں بیس سال سے بفضل الہی مقام بے صفتی سے مشرف ہوا ہوں۔ جس طرح کہ اس شعر میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے:

ما ذات نہادہ در صفاتیم ہمہ

موصوف صفت سخرہ ذاتیم ہمہ

تا در صفتیم جملہ ماتیم ہمہ

چون رفت صفت عین حیاتیم ہمہ (۱۴۴)

ترجمہ: ہم نے ذات کو مکمل طور پر صفات میں رکھا ہے، ہم موصوف صفت بن کر ذات کے فرمانبردار ہو گئے ہیں۔

جب تک ہم صفت ہیں، بالکل مردہ ہیں، جب صفت جاتی رہی تو ہم عین حیات ہو گئے

ہیں۔

میں نے خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ سے سنا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا ہے کہ اس مجذوب سے مراد، جس کا ذکر حضرت خواجہ محمد بن علی حکیم ترمذی نے اپنی بعض تصانیف میں کیا کہ بخارا میں ایک مجذوب پیدا ہوگا، جسے ولایت بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے چار دانگ نصیب ہوگی۔ وہ میں ہوں اور فرمایا کرتے تھے کہ میں دوسرے مرتبہ جواز تک گیا، ایسا آدمی نہیں پایا، جس میں میرے مرتبہ کی قابلیت ہو۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت میں جو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: ”رَبِّ اَرِنِي كَيْفَ تُخِي الْمَوْتِي قَالَ اَوْلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَّلٰكِنْ لَّيَطْمِئِنَّ قَلْبِي“ (۱۴۵)، اس اطمینان قلب سے مراد یہی تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صفات احوالی کے مظہر ہو جائیں۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیات اَلَّا تَسْحَابُوا وَلَا تَحْزَنُوا (۱۴۶) اور

آلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۱۳۷) اس آیت: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ (۱۳۸) کے مخالف نہیں ہیں، کیونکہ ان آیات میں اولیاء اللہ سے خوف و حزن کا دور کرنا وعدہ الوہیت اور حق کی صفت جمالی کی وجہ سے ہے اور اس آیت میں ان کے دلوں کا ڈر جانا، بشریت اور جلال حق کی وجہ سے ہے اور آیت: فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ (۱۳۹) میں طاغوت سے مراد مسوائے حق سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا روزہ مسوا کی نفی ہے اور ہماری نماز ”کَانَكَ تَرَاهُ“ (۱۵۰) ہے۔ یہ شعر اس فقیر کو ان سے پہنچے ہیں:

تاروئے تو دیدہ ام اے شمع طراز
نے کارنم نہ روزہ دارم نہ نماز
تابا تو بوم مجاز من جملہ نماز
چون بے تو بوم نماز من جملہ مجاز (۱۵۱)

ترجمہ: اے محبوب! جب تک تیرا چہرہ دیکھتا ہوں، میں نہ کام کرتا ہوں، نہ روزہ رکھتا ہوں، نہ نماز پڑھتا ہوں۔

جب تیرے بغیر ہوتا ہوں تو میری نماز مجاز ہوتی ہے۔ جب تیرے ساتھ ہوتا ہوں تو میرا مجاز سب نماز ہوتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حصول شہود اور مقصد کو پانے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ جو اطاعت حق سبحانہ و تعالیٰ کے لائق ہے، وہ نہیں بجالائی جاسکتی، جیسا کہ ”وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ“ (۱۵۲)۔ اِنِّى مَا عَظَّمُوا اللَّهَ حَقَّ عَظْمِهِ (۱۵۳) سے ظاہر ہے۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ اگر تو بے عیب یا رچا ہوتا ہے تو بے یار اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

بندۂ حلقہ بگوش ار نوازی برود
لطف کن لطف کن کہ بیگانہ شو و حلقہ بگوش

ترجمہ: اگر تو نہ نوازے تو حلقہ بگوش غلام بھی (تجھ سے) بھاگ جائے گا۔ مہربانی کر، نوازش کر کہ (یوں) بیگانہ بھی تیرا غلام ہو جائے گا۔

نیز فرمایا کرتے تھے کہ اخلاص کی حقیقت فنا کے بعد ہاتھ آتی ہے۔ جب تک بشریت

غالب ہے وہ میسر نہیں ہوتی اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

ساقی قدحی کہ نیم مستم
مخمور صبحی استم
مارا تو بمامان کہ تاما
با خوشنیم بت پرستم

ترجمہ: اے ساقی ایک پیالہ کہ ہم نیم مست ہیں، ہم است کی صراحی کے (نشہ میں) مخمور ہیں۔

تو ہمیں اپنے ساتھ (ہی) رکھ کہ جب تک ہم اپنے تن کے ساتھ ہیں (اس وقت تک) ہم بت پرست ہیں۔

لَكَ الْحَمْدُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ عَلَى التَّوْفِيقِ لِلْإِتْمَامِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْكِرَامِ. وَكَانَ زَمَانُ إِتْمَامِهِ
وَقْتُ الظُّهْرِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ عَاشِرُ شَهْرِ رَمَضَانَ الْمُبَارِكِ سَنَةِ تِسْعٍ وَتِسْعِمِائَةٍ
(۹۰۹) وَأَنَا الْعَبْدُ جَلَالَ غَفَرَلَهُ (۱۵۳)۔

حواشی

- ۱- سورۃ آل عمران، آیت ۳۱۔ ترجمہ: آپ فرمادیں کہ اگر تم خدائے تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو، خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔
- ۲- سورۃ آل عمران، آیت ۳۲۔ ترجمہ: آپ یہ بھی فرمادیں کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی۔ پھر (اس پر بھی) اگر وہ لوگ اعراض کریں سو (سن رکھیں) کہ اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے۔
- ۳- حضرت خواجہ محمد بن محمد النجاری، ملقب بہ بہاء الحق والدین، المعروف بہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، محرم ۱۸ھ میں قصر عارفان (بخارا) میں پیدا ہوئے اور سوموار ۱۳ ربیع الاول ۹۱ھ/ یکم مارچ ۱۳۸۹ء کو وہیں رحلت فرمائی۔ (دیکھئے: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۷۳-۲۷۴)۔
- ۴- سورۃ الانعام، آیت ۹۰۔ ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت بخشی۔
- ۵- ابوالمعالی سیف الدین سعید بن مطہر باخرزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۹ھ/ ۱۲۶۱ء) خراسان کے محدث و شیخ تھے۔ باخرز نیشاپور کے نواح میں ہے (دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ، جلد ۴: ۱۳۵۱)۔
- ۶- ترجمہ: ”علم دو ہیں، ایک قلب کا علم جو نفع بخش ہے اور یہ نبیوں اور رسولوں کا علم ہے، دوسرا زبان کا علم جو نبی آدم پر حجت ہے۔“ (اتحاف السادة المتقين، جلد ۱: ۳۳۹، ۷: ۵۹۵، رشحات عین الحیات ص ۸۷ و رسالہ قدسیہ ص ۱۰۸ بحوالہ کنز الہدیات و تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰)۔
- ۷- ترجمہ: ”جب تم اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو، کیونکہ وہ دلوں کے بھید جانتے ہیں۔ وہ تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمہارے ارادوں اور نیتوں کو دیکھ لیتے ہیں۔“ (رشحات ص ۸۷ و تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰)۔
- ۸- حضرت خواجہ عبدالخالق بن خواجہ عبد الجلیل رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ/ ۱۷ اگست ۱۱۷۹ء میں غجدوان میں فوت ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء، ج اول، ص ۵۳۲)
- ۹- سورۃ الاعراف، پارہ ۸، آیت ۵۵۔ ترجمہ: پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے۔ بیشک وہ حد

سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

۱۰۔ مسند احمد بن حنبلؒ ۲: ۸۷۔ ترجمہ: بے شک جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے سپرد کی جائے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

۱۱۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (م ۸ھ/ ۲۶۹ء) مشہور صحابی ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے: الاستیعاب، جلد ۲: ۱۱۳-۱۱۹)۔

۱۲۔ سورۃ آل عمران: آیت ۱۴۴۔ ترجمہ: اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو بس ایک رسول ہی ہیں، آپ سے قبل اور بھی رسول گزر چکے ہیں، سو اگر آپ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم اٹلے پاؤں واپس چلے جاؤ گے؟

۱۳۔ ترجمہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دین ایک ہی ہے۔

۱۴۔ حضرت خواجہ علاء الدین محمد عطار بن محمد البخاری رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ رجب ۸۰۲ھ/ ۱۷ مارچ ۱۴۰۰ء میں چغانیان میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے: نفحات الانس، ص ۲۶۹-۲۷۱)۔

۱۵۔ حضرت خواجہ محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ جمادی الثانی ۵۵ھ/ ۲ جولائی ۱۳۵۴ء کو ساس میں فوت ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء ج ۱، ص ۵۴۵)۔

۱۶۔ حضرت خواجہ عزیز ان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ رامیتن (بخارا) میں پیدا ہوئے اور ۲۸ ذیقعدہ ۷۱۵ھ/ ۱۰ فروری ۱۳۱۶ء میں خوارم میں فوت ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء ج اول، ص ۵۴۳)۔

۱۷۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغوی رحمۃ اللہ علیہ انجیر فغہ (بخارا) میں پیدا ہوئے اور ۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ/ ۶ جون ۱۳۱۷ء میں واکنہ میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۸۵)۔

۱۸۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ ریوگر (بخارا) میں پیدا ہوئے اور ۶۱۶ھ/ ۱۶۱۹ء میں ریوگر ہی میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۸۴)۔

۱۹۔ حضرت شیخ ابویقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ۴۳۰ھ/ ۱۰۴۸ء میں بوزنجد میں پیدا ہوئے اور بروز سوموار ۲۷ رجب ۵۳۵ھ/ ۷ مارچ ۱۱۴۱ء میں مرو میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ

مشائخ نقشبندیہ، ص ۷۱)۔

۲۰۔ حضرت شیخ ابوعلی فضل بن محمد بن علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۷ھ/ ۱۰۱۶ء فارمد میں پیدا ہوئے اور

۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ/ ۱۱ جولائی ۱۰۸۴ء میں طوس میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ

نقشبندیہ، ص ۶۸)۔

۲۱۔ حضرت امام محمد بن محمد بن احمد غزالی طوسی رحمۃ اللہ علیہ، کنیت ابو حامد، القاب حجة الاسلام اور زین

الدین تھے۔ ۳۵۰ھ/۱۰۵۸ء میں غزال (طوس) میں پیدا ہوئے اور ۱۴ جمادی الآخرہ ۵۰۵ھ/

۱۸ دسمبر ۱۱۱۱ء میں طوس میں فوت ہوئے۔ (تاریخ نظم و نثر در ایران و دزبان فارسی، ج ۱، ص

۶۶)۔

۲۲۔ حضرت شیخ ابوالقاسم علی گرگانی رحمۃ اللہ علیہ ۳۵۰ھ/۱۰۵۸ء میں فوت ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء،

ج ۲، ص ۷)۔

۲۳۔ حضرت محمد بن جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوقاسم، القاب سید الطایفہ اور طاووس العلماء

تھے۔ بروز ہفتہ ۱۷ رجب ۲۹۲ھ/۱۴ جون ۹۰۳ء میں بغداد میں فوت ہوئے۔ (خزینۃ

الاصفیاء، ج ۱، ص ۸۱)۔

۲۴۔ حضرت شیخ ابوالحسن علی بن جعفر خرقاتی رحمۃ اللہ علیہ بروز عاشور ۲۲۵ھ/۱۱ دسمبر ۱۰۳۳ء خرقان میں

فوت ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۵۸)۔

۲۵۔ حضرت بایزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی بن آدم بن سروشان رحمۃ اللہ علیہ کا لقب سلطان العارفین

تھا۔ ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ/۲۵ مئی ۸۷۵ء کو بسطام میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،

ص ۵۱)۔

۲۶۔ حضرت امام جعفر صادق ابن محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو

اسماعیل اور لقب صادق تھا۔ ۱۵ رجب ۱۲۸ھ/۶ ستمبر ۶۷۵ء کو مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی اور

جنت البقیع میں مدفون ہوئے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۳۶)۔

۲۷۔ حضرت محمد باقر بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کنیت ابو جعفر اور لقب باقر تھا۔ بروز جمعہ صفر

۵۷ھ/۶۷۶ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور بروز سوموار ۱۷ ذی الحجہ ۱۱۳ھ/۲۸ جنوری

۳۳ھ کو مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء، ج ۱،

ص ۳۵)۔

۲۸۔ حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو محمد، ابوالحسن اور ابو بکر، القاب

سجاد اور زین العابدین تھے۔ ۳۶ یا ۳۸ھ/۵۸-۶۵ء میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی اور

۱۸/ محرم ۹۴ھ/ ۵ نومبر ۱۷۷۱ء میں فوت ہوئے (خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۳۰)۔

۲۹- حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابی عبد اللہ اور ابوالائمہ، القاب شہید،

سید اور سید الشہداء ہیں۔ بروز منگل ۳/ شعبان ۴۳ یا ۳۴ھ/ ۶۲۵ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور

۱۰/ محرم ۶۱ھ/ ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ء میں کربلا معلیٰ میں شہید ہوئے (خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۲۸)۔

۳۰- حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب، القاب مرتضیٰ، اسد اللہ، حیدر، صفدر اور کرار

ہیں۔ واقعہ فیل کے ۳۰ سال بعد بروز جمعہ ۱۳/ رجب، بمقام مکہ مکرمہ ولادت ہوئی اور ۲۱/

رمضان المبارک ۴۰ھ/ ۲۸ جنوری ۶۶۱ء میں کوفہ میں شہید ہوئے اور نجف اشرف میں مدفون

ہوئے (خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۱۵)۔

۳۱- حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم بمقام قرید (درمیان مکہ مکرمہ و مدینہ

منورہ) پیدا ہوئے اور ۲۳/ جمادی الاول ۱۰۶ھ یا ۱۰۷ھ/ ۵ نومبر ۲۳ یا ۲۵ء میں فوت

ہوئے اور بمقام مشلل مدفون ہوئے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۴۵)۔

۳۲- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب سلمان الخیر تھا۔ ۱۰/ رجب

۳۳ھ/ ۳ فروری ۲۵۴ء کوفہ میں مدفون ہوئے اور مدائن میں مدفون ہوئے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص

۴۲)۔

۳۳- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبد اللہ بن ابوقحافہ عثمان، کنیت ابو بکر، القاب صدیق

اور عتیق تھے۔ واقعہ فیل کے اڑھائی سال بعد مکہ مکرمہ میں ولادت ہوئی اور بروز منگل ۲۲/

جمادی الثانی ۱۳ھ/ ۲۳/ اگست ۶۳۳ء مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اور مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ

وسلم) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں مدفون ہوئے (اردو انسائیکلو پیڈیا، ص ۵۳،

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۲۵)۔

۳۴- مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۹

۳۵- سورۃ التوبہ، آیت ۱۰۸

۳۶- صحیح مسلم، جلد ۱: ۲۸-۱۳۹

۳۷- جامع ترمذی ص ۹، ومنیۃ المصلیٰ، ص ۱۱- ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت

کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے خاص بندے اور اس

کے رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں اور ان لوگوں میں داخل کر دے جو طہارت حاصل کرتے ہیں اور اپنے ان بندوں سے بنا دے جو صالح ہیں۔

۳۸۔ منیۃ المصلی، ص ۱۱۔ ترجمہ: اے اللہ اپنی دواؤں سے میرا علاج کر، اپنی شفاء سے مجھے شفاء عطا کر اور مجھے ڈرانے والی چیزوں اور مرضوں اور دردوں سے بچالے۔

۳۹۔ سورة اعراف، آیت ۳۱۔ ترجمہ: اے اولاد آدم! اپنی زینت ہر نماز کے وقت اختیار کرو۔

۴۰۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۹

۴۱۔ حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن عبداللہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۲ھ / ۱۲۳۳ء)، سلسلہ سہروردیہ کے معروف بزرگ اور عوارف المعارف کے مصنف ہیں (دیکھیے: خزینۃ الاصفیاء، جلد ۲: ۱۳)۔

۴۲۔ شیخ ابو بکر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۸ھ / ۱۲۳۰ء) شہرہ آفاق بزرگ ہیں۔ (دیکھیے: خزینۃ الاصفیاء، جلد ۱: ۱۱۲)۔

۴۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۵، بحوالہ ابوداؤد۔ ترجمہ: بخشش طلب کرتا ہوں میں اس اللہ سے جس کے بغیر کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور توانا ہے اور اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

۴۴۔ احیاء علوم الدین (امام غزالی) میں بعض حصہ اور مکمل ”المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء، جلد اول، ص ۱۳۱

۴۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۰

۴۶۔ سورة البقرہ، آیت ۲۵۵

۴۷۔ سورة البقرہ، آیت ۲۸۵

۴۸۔ سورة اخلاص

۴۹۔ سورة الفلق

۵۰۔ سورة الناس

۵۱۔ ابن ابی شیبہ۔ ترجمہ: اے اللہ مجھے دور رکھا اپنے عذاب سے جس روز تیرے بندوں کا حشر ہوگا۔

۵۲۔ یہاں تک صحیح بخاری، حدیث نمبر ۶۲۱۵، کتاب الدعوات، باب النوم علی الشق الایمن صحیح مسلم و

دیگر صحاح ستہ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۹۔

۵۳۔ یہاں تک: احیاء علوم الدین، جلد اول، ص ۳۳۷۔

۵۴۔ ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنی جان تجھے سونپ دی اور اپنا رخ تیری طرف کر دیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف رکھ دی، تیری رغبت اور خوف سے، سوائے تیرے کوئی ٹھکانا اور پناہ نہیں۔ میں تیری اس کتاب پر جو تو نے نازل کی ہے ایمان لایا اور تیرے اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جس کو تو نے بھیجا (مشکوٰۃ) اے اللہ! مجھے بیدار کر ان گھڑیوں میں جو تجھے سب سے پیاری ہیں، اور اپنے محبوب ترین کام کرنے کی توفیق دے (ایسے کام) جو تیرے قریب کر دیں مجھے، بہت قریب اور دور کر دیں مجھے تیرے عذاب سے بہت دور (احیاء علوم الدین) اے اللہ مجھے اپنی سزا سے بے خوف نہ کر اور اپنے سوا کسی اور کے سپرد نہ کر اور اپنی یاد سے مجھے نہ بھلا اور مجھے غافلوں سے نہ بنا۔

۵۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۹۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر دراز ہوتے تو دائیں طرف لیٹتے اور یہ دعا پڑھتے: "اللَّهُمَّ اسَلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَ وَجْهْتُ وَ جَهِي إِلَيْكَ وَ فَوَضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَ أَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَ رَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَ لَا مُنْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ اللَّهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي اَنْزَلْتَ وَ نَبِيِّكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ"

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جو یہ (دعا) پڑھ کر سوائے اور فوت ہو جائے تو وہ اسلام پر فوت ہوا (مشکوٰۃ ایضاً)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ اے فلاں! جب تو اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو وضو کر نماز کی طرح کا وضو، پھر دہنی کروٹ لیٹ جا، پھر کہہ: نفسی الیک سے لے کر اسلسلے تک جو کہ اوپر کی روایت میں مکمل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اپنی اس رات (جس میں یہ دعا پڑھی) مر گیا تو فطرت پر مرے گا، یعنی دین اسلام پر فوت ہوگا اور اگر تو نے صبح کی توجیح کرے گا بھلائی کے ساتھ۔

۵۶۔ احادیث مشنوی، ص ۴۲، بحوالہ کنز الحقائق، ص ۱۳۰۔ ترجمہ: عالم کی نیند عبادت ہے۔

۵۷۔ اتحاف السادة المتقين، جلد ۵: ۲۳۰

- ۵۸۔ سورۃ الشعراء، آیت ۸۸-۸۹
- ۵۹۔ تفسیر چرخی، ص ۱۵۱
- ۶۰۔ سرودہ ابوسعید ابوالخیر، دیکھئے: تاریخ تصوف در اسلام، ص ۶۰۴
- ۶۱۔ ترغیب، جلد ۲: ۴۱۲ (رواہ الطبرانی فی الاوسط و فی الکبیر)۔
- ۶۲ سے ۶۳۔ سورۃ حم السجدۃ، آیت ۳۰
- ۶۵ و ۶۶۔ سورۃ حم السجدۃ، آیت ۳۱
- ۶۷۔ سورۃ حم السجدۃ، آیت ۳۲
- ۶۸۔ (م ۲۵۵ھ / ۸۶۹ء)، دیکھئے: کشف الظنون، جلد ۲: ۱۹۷
- ۶۹۔ مولانا جلال الدین محمد رومی (م ۶۷۲ھ / ۱۲۷۳ء)، دیکھئے: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۳۷-۲۳۹
- ۷۰۔ تفسیر چرخی، ص ۱۳۸۔ کلیات شمس، جلد ۸ (مشمول بر رباعیات) مطبوعہ دانشگاه تہران، ۱۳۳۲ ش
میں یہ رباعی درج نہیں ہے۔
- ۷۱۔ سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۵
- ۷۲ و ۷۳۔ سورۃ الاعراف، آیت ۵۵
- ۷۴۔ حضرت عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن علی بن لقمان نسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۳۷ھ / ۱۱۳۲)
کی کنیت ابو حفص اور لقب نجم الدین ہے۔ سمرقند میں مدفون ہیں (دیکھئے: فہرست ہائے خطی
فارسی، جلد ۱، ص ۱۹)۔
- ۷۵۔ (م ۶۶۲ھ / ۱۲۶۲ء)، دیکھئے: الاستیعاب، جلد ۴: ۳۲۶-۳۲۸
- ۷۶۔ مثنوی معنوی (اردو ترجمہ)، جلد ۱: ۲۰۷، شرح دیباچہ مثنوی (نائیہ)، ص ۷۷
- ۷۷۔ کلیات شمس، جلد ۵: ۱۷۱، تفسیر چرخی، ص ۱۵۲، شرح دیباچہ مثنوی (نائیہ)، ص ۷۷
- ۷۸۔ فقرات، ص ۱۵۸
- ۷۹۔ کشف الخفاء، جلد ۱: ۸۸۔ ترجمہ: جب تم اپنے کاموں میں پریشان ہو جاؤ تو قبر والوں سے مدد
طلب کرو۔
- ۸۰۔ مولانا جامی (م ۸۹۸ھ) نے اپنی کتاب سلسلۃ الذهب (دفتر اول، ص ۳۱) میں اس رباعی کی

تشریح کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ رباعی خواجگان ماوراء النہر کے خاندانوں کے ایک سلسلہ کی طرف منسوب ہے، لیکن رشحات میں (ص ۲۲ پر) لکھا ہے کہ یہ رباعی حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ کی جانب منسوب ہے۔ نیز دیکھئے: تفسیر چرخی، ص ۲۱ و ۳۳۹

۸۱۔ اجلس بناء فنو من ساعة: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۶، اور تعال نو من بربنا ساعة: مسند احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۲۶۵۔

۸۲۔ تفسیر چرخی، ص ۱۶۶، ۲۱۰

۸۳۔ سورة البقرہ، آیت ۱۵۲۔ ترجمہ: سو تم مجھے یاد رکھو، میں یاد رکھوں تم کو۔

۸۴۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۹، ص ۳۹۲۔ ترجمہ: میں زمین اور میرے آسمان میں نہیں سا سکتا، لیکن میں ایمان دار بندے کے دل میں سا سکتا ہوں۔

۸۵۔ ترجمہ: جس نے جان لیا، اس نے سمجھ لے (اور) جس نے سمجھ لیا، اس نے جان لیا۔

۸۶۔ الحقائق فی التفسیر از شیخ ابی عبدالرحمن محمد بن حسین سلمی نیشاپوریؒ (م ۴۱۲ھ/ ۱۰۲۱ء)۔ بہ اسلوب عرفانی (دیکھئے: معجم المؤلفین، جلد ۹: ۲۵۸-۲۵۹)۔

۸۷۔ سورة ق، آیت ۱۶۔ ترجمہ: اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ۔

۸۸۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (م ۲۳ھ/ ۶۳۴ء) کی کنیت ابو حفص اور لقب فاروق اعظم ہے۔ واقعہ فیل کے تیرہ برس بعد مکہ مکرمہ میں ولادت ہوئی۔ یکم محرم کو مدینہ منورہ میں جام شہادت نوش فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک میں مسجد نبویؐ میں محو استراحت ہوئے۔ دیکھئے: الاستیعاب، جلد ۳: ۲۳۵-۲۳۴

۸۹۔ مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، ص ۹۲ پر یوں آیا ہے: الصوفی کائن و بائن، یعنی کائن فی الخلق بحسب الظاہر و بائن عن الخلق بحسب الباطن (مفہوم: صوفی ظاہر المخلوق میں موجود رہتا ہے اور باطن، یعنی قلبی طور پر مخلوق سے دور ہوتا ہے)۔

۹۰۔ قدسیہ، ص ۹۰، خزینۃ الاصفیاء، ص ۵۵۰، شرح دیباچہ (ناسیہ)، ص ۱۱۸

۹۱۔ شرح دیباچہ (ناسیہ)، ص ۱۱۸

۹۲۔ ترجمہ: جب دل سمجھے کہ وہ ذاکر ہے تو آدمی سمجھے کہ وہ غافل ہے۔

۹۳۔ سورة الاعراف، پارہ ۹، آیت ۵-۲۔ ترجمہ: اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا ہوا

اور ڈرتا ہوا۔

۹۴۔ ترجمہ: حسن (بصری) نے کہا: جب تیرا ذکر تیرے نفس پر ظاہر نہ ہو تو اس کا تبادلہ طلب کرے اور افضل ذکر وہ ہے جس کا بدلہ سوائے حق (اللہ تعالیٰ) کے کچھ نہ لیا جائے۔

۹۵۔ ترجمہ: زبان کا ذکر ہذیان اور دل کا ذکر وسوسہ ہے۔

۹۶۔ سورۃ الضحیٰ، آیت ۱۰۔ ترجمہ: اور جو مانگتا ہو اس کو مت جھڑکیں۔

۹۷۔ اے داؤد (علیہ السلام) جب تو میرا طالب دیکھے تو اس کے لئے خادم بن جا۔

۹۸۔ سورۃ النور، آیت ۳۷۔ ترجمہ: وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سو ادا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد

سے۔

۹۹۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۹

۱۰۰۔ سورۃ مزمل، آیت ۲۱

۱۰۱ سے ۱۰۵۔ سورۃ الذاریات، آیت ۱۵-۱۸

۱۰۶۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۶، ۱۲۸۔ ترجمہ: اے اللہ! ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور ہمارے حال پر توجہ فرما اور بے شک تو ہی ہے توجہ فرمانے والا، مہربانی فرمانے والا ہے۔

۱۰۷ سے ۱۱۱۔ سورۃ السجدۃ، آیت ۱۶-۱۷

۱۱۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۰۹ (بروایت الترمذی)۔

۱۱۳۔ سورۃ آل عمران، آیت ۱۹۰۔ ترجمہ: بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات کے اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے۔

۱۱۴۔ یعنی سورۃ آل عمران کی آیت ۱۹۰-۲۰۰

۱۱۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۰۷-۱۰۸ (بہ نقل از صحاح ستہ)۔ ترجمہ: اے اللہ تیرے ہی لئے سب

تعریفیں ہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سب کا سنبھالنے والا ہے، اور (اے اللہ) تیرے لئے سب تعریفیں ہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جتنی چیزیں ان میں ہیں سب کا کار و شن کر نیو والا ہے، اور تیرے لئے سب تعریفیں ہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سب کا مالک ہے، اور تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں، تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا ہے، تجھ سے ملنا برحق ہے، تیرا فرمان حق ہے، جنت حق، دوزخ حق ہے اور انبیاء کرام سچے ہیں، اور حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ برحق نبی ہیں، اور قیامت برحق ہے۔ اے اللہ! میں نے تیرے آگے گردن بٹھکا دی اور تجھ پر ایمان لایا ہوں، اور تجھی پر بھروسہ کیا ہے، اور تیری طرف رجوع کیا ہے، اور تیرے ہی بل پر جھکڑا کرتا ہوں، اور تیری ہی طرف فریاد لاتا ہوں۔ پس تو مجھے (یعنی میری اُمت کو) بخش دے جو کچھ پہلے کیا اور جو کچھ بعد میں کیا، جو کچھ پوشیدہ کیا اور جو کچھ علانیہ کیا اور اس کو بھی جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی سب سے آگے بڑھانے والا، اور تو ہی سب سے پیچھے ہٹانے والا ہے، تو ہی میرا معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

۱۱۶۔ سورۃ الکافرون، آیت ۱۔

۱۱۷۔ سورۃ الاخلاص، آیت ۱۔

۱۱۸۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۵، بحوالہ سنن ابوداؤد۔

۱۱۹۔ ترجمہ: میں خدا سے کہنے، کرنے، سوچنے اور دیکھنے کے تمام کمزوریاں سے بخشش طلب کرتا ہوں۔

۱۲۰۔ سنن ابن ماجہ، ص ۵۶ (مسجد میں داخل ہونے کی دعا)۔ ترجمہ: اللہ کے گھر میں رہنے والوں پر

(یعنی اہل مسجد پر) سلامتی ہو، اے اللہ! میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔

۱۲۱۔ ترجمہ: سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

۱۲۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۸۹ (رواہ الترمذی)۔

۱۲۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶ (رواہ ابوداؤد)۔

۱۲۴۔ سنن ابی داؤد، جلد ۱: ۱۸۴، (حدیث نمبر ۱۲۸۷)، مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶۔

۱۲۵۔ سورۃ النجم، آیت ۳۷۔ ترجمہ: اور نیز ابراہیم (علیہ السلام) کے (صحیفوں میں) جنھوں نے

احکام کی پوری بجا آوری کی۔

۱۲۶۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۱۰۔ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک

نہیں، اسی کی سلطنت ہے، اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۲۷۔ سنن ابن ماجہ، ص ۵۶۔ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

۱۲۸۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶ (رواہ ابن ماجہ)۔

۱۲۹۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۲۵۔

۱۳۰۔ ترجمہ: مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶، مسلم شریف، حدیث نمبر ۱۷۲۶۔

- ۱۳۱۔ سورۃ النساء، آیت ۲۹
- ۱۳۲۔ اتحاف السادة المتقين، جلد ۲: ۸، کنز العمال، جلد ۳، نمبر ۶۸۹۱، رسالہ قدسیہ، ص ۲۹
- ۱۳۳۔ نائیہ، ص ۱۰۷
- ۱۳۴۔ سورۃ الذاریات، آیت ۶۱۔ ترجمہ: اور خود تمہاری ذات میں بھی (بہت سی نشانیاں ہیں) اور کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا۔
- ۱۳۵۔ شرح دیباچہ مشنوی (نائیہ)، ص ۷۱، نائیہ (فارسی)، ص ۱۱۱۔ ترجمہ: قبض اور بربط ولی کے لئے ایسے ہی ہے، جیسے نبی کے لئے وحی ہے۔
- ۱۳۶۔ دیوان حکیم سنائی، ص ۶۱۲
- ۱۳۷۔ حضرت مجدد و دین آدم سنائی غزنوی (م ۱۱ شعبان ۵۲۵ھ / ۹ جولائی ۱۱۳۱ء) کی کنیت ابوالمجد اور لقب مجدد الدین ہے۔ دیکھئے: تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی، جلد ۱: ۷۶۔
- ۱۳۸۔ سورۃ الحجر، آیت ۲۹۔ ترجمہ: اور اس میں اپنی (طرف سے) جان ڈال دوں۔
- ۱۳۹۔ مسند احمد بن حنبل، جلد ۴: ۱۵۸، تفسیر چرخ، ص ۵۳
- ۱۴۰۔ یعنی: مجھ سے بولتا ہے اور مجھ سے سنتا ہے۔ دراصل یہ اس حدیث کا مفہوم ہے: ”ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی اجبۃ فکنت سمعہ الذی بصر بہ ویدہ الی یتطش ورجلہ الی یمشی بہا“ (دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح، باب ذکر اللہ، ص ۱۹۷)۔
- ۱۴۱۔ یعنی نیکوں کی نیکیاں، مقربین کا گناہ ہے۔ یہ شیخ لبوابخر از رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۸۰ھ / ۸۹۳ء) کا قول ہے (دیکھئے: ماہنامہ مرفاران، فروری ۱۹۷۸ء، ص ۱۷: ”نا معتبر روایات از مولانا عبد القدوس ہاشمی“۔
- ۱۴۲۔ یعنی: حقیقت عمل کی دید کو ترک کر دینے کا نام ہے، نہ کہ عمل کو ترک کر دینا۔ یہ حضرت امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۶۵ھ / ۱۰۷۳ء) کا قول ہے۔ دیکھئے: تفسیر چرخ، ص ۹۸۔
- ۱۴۳۔ حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۸۱ھ / ۱۰۸۹ء)، دیکھئے: مجسم المؤمنین، جلد ۶: ۶۔
- ۱۴۴۔ دیکھئے نمبر شمار ۱۳۵ (قبل ازیں)۔ (۶۰۷)۔
- ۱۴۵۔ سورۃ بقرہ، آیت ۲۶۰۔ ترجمہ: (جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا:) اے میرے پروردگار!

مجھ کو دکھلا دیجئے کہ آپ مردوں کو کیسی کیفیت سے زندہ کریں گے؟ ارشاد فرمایا کہ کیا تم یقین نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کیا، یقین کیوں نہ لاتا، لیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو یقین ہو جائے۔

۱۴۶۔ سورۃ حم السجدہ، آیت ۳۰۔ ترجمہ: تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو۔

۱۴۷۔ سورۃ یونس، آیت ۶۲۔ ترجمہ: یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ (ناک واقعہ پڑنے والا) ہے اور نہ وہ (کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں۔

۱۴۸۔ سورۃ انفال، آیت ۲۱۔ ترجمہ: بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔

۱۴۹۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۶۔ ترجمہ: سو جو شخص شیطان سے بد اعتقاد ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو، یعنی اسلام قبول کرے۔

۱۵۰۔ مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ کے صفحہ ۹۶ پر یہ حدیث اس طرح آئی ہے: ”ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ، یراک“، یعنی: تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر کے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ پس اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یوں سمجھ کہ اسے دیکھ رہا ہے تو وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے۔

۱۵۱۔ دیکھئے: نمبر ۶۰ (قبل ازیں)۔

۱۵۲۔ سورۃ الانعام، آیت ۹۱۔ ترجمہ: اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچانا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی۔

۱۵۳۔ یعنی نہ تعظیم کی (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی) ایسے، جیسے اس کی تعظیم کرنے کا حق تھا۔ (روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، والسبع المثانی، جلد ۷، ص ۲۱۸)۔

۱۵۴۔ یہ کاتب کا ترجمہ ہے۔ یعنی: اے صاحب عظمت احسان کرنے والے! تیری ہی تعریف ہے، اس (رسالہ کی کتابت) کے خاتمہ کی توفیق پر۔ اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل (اطہار) اور صحابہ کرام پر۔ اس رسالہ (کی کتابت) کے خاتمہ کا وقت بروز منگل ۱۰ رمضان المبارک ۹۰۹ھ (۱۵۰۴ء) ہے اور بندہ (کا نام) جلال (اللہ اس کی بخشش فرمائے) ہے۔

فہرست مندرجات (فارسی)

رسالہ اوّل: شرح اسماء الحسنیٰ

رسالہ دوّم: حورائے

رسالہ سوّم: طریقہ ختم احزاب

رسالہ چہارم: ابدالیہ

رسالہ پنجم: انسیہ

الحسن بالله الذي نزل للزب الأرياء صفات اسمائه الحسنی و صفاته
العلیاء و جعلها مظاهر حقایق الاسماء والصفات و السلام علی رسولہ
الفضلی و علی جمیع الانبیاء و علی اله و اصفیاءه بجرم الامتداد و بقدره
می گوید: بنده راجی از خداوند قوی العفو الرحیم ذی العزیز بن عثمان بن
محمد بن محمود بن محمد بن محمود الفزوی ثم الجرجی ثم السرری بقدره الله
تعالی یا یارب نسیه و جعل هذه خیراً من اسمه که باری تعالی را از صفات یا
سزا و یاد کردن او تعالی با اسماء حسنی واجب است چنانکه حق جل و علا
فرمود: **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (۱) الْحَسَنُ الْحَسْبُ مَا (۲)**

رسالة اول

شرح اسماء الحسنی

و عرسى منه اطریق الطاب، از فرایند ایشان جمع کرده شد این کتاب بر سبیل
ایجاز بنا حسی قانع آن بخواهی که عوام الناس و اعلی گردد و وجه و اقل است
بمحضرت عزت جلست فرموده که او بنده را و شوقند را بطلب و کرده از
حقیقت نقلیه بابروه که حضرت فرمود: **و الله تعالی عظم و عرا السعان و عا**
السكان لذا قال زمزم الله عز وجل: **الحسن الحسب** و جعل الجنة که احتمال است
معنی دارد هر که شعور کند آن اسم را یعنی کلمه (هه) کلمه بطریق شمار و
بعضی تمام بگوید زیاده و کم نگویید. **الحسن الرحیم الطلک** گوید: نی یا
رحمن یا رحیم یا ملک در پوشش هر آید و این معنی مناسب عوام است و
باهر که معانی اسماء الله را بداند و اعتماد کند آن را، اخصاء مشق از حفاة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَوَّرَ قُلُوبَ الْأَوْلِيَاءِ بِتَجَلِّيَاتِ أَسْمَائِهِ الْحُسْنَى وَصِفَاتِهِ
الْعُلْيَا وَجَعَلَهَا مَظَاهِرَ حَقَائِقِ الْأَسْمَاءِ وَالصَّلَوةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُولِهِ
الْمُصْطَفَى ﷺ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ نُجُومِ الْإِهْتِدَا. وَبَعْدَهُ
می گوید بنده راجی از خداوند قوی للعفو الرجی (۱) یعقوب بن عثمان بن
محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثم الجرحی ثم السَّرْرَزِيُّ بَصْرَةَ اللَّهِ
تَعَالَى بِعُيُوبِ نَفْسِهِ وَجَعَلَ غَدَهُ خَيْرًا مِنْ أَمْسِهِ كه باری تعالی را از صفات با
سزا و یاد کردن او تعالی با اسماء حسنی واجب است. چنانکه حق جل و علا
فرمود: سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى. (۲) "وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا." (۳)
و آن اسماء الحسنی نود و نه است. چنانکه اشاره محمد مصطفی ﷺ
بدان وارد است که: "إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ أَسْمَاءً مِنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ
الْجَنَّةَ." (۴)

علماء شریعت (و) عظماء طریقت شرح اسماء الله کرده اند، پبارسی
و عربی (به) طریق اطباب، از فواید ایشان جمع کرده شد این کتاب بر سبیل
ایجاز پبارسی تا نفع آن بخواص و عوام اناس واصل گردد و رجاء واثق است
بحضرت عزت جلّت قدرته که نویسنده را و شنونده را بلطف و کرم از
حضیض تقلید بذروه تحقیق برد. وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ
التَّكْلَانُ. كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ" که احتمال سه
معنی دارد. هر که شمار کند آن اسما را یعنی کلمه (به) کلمه بطریق شمار و
بتعظیم تمام بگوید زیاده و کم نگوید. الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ گوید. نی، یا
رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا مَلِكُ. در بهشت در آید و این معنی مناسب عوام است. و
یاهر که معانی اسماء الله را بدانند و اعتقاد کند آن را، أَحْصَاءُ مشتق از حِصَاة

باشد و هی الفصل و این معنی لایق علماء است. و یا هر که طاقت آرد عمل کردن باین اَسْمَاء، و بر موجب هر اسمی قیام نماید. کَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَاسْمُهُ. "عِلْمٌ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ" (۵) "أَيُّ لَنْ تُطِيفُوهُ".

زیرا که هر معنی را حقیقتی است و هر حقیقتی را حقی است. چون الله گوید معنی آن بدانند، دل او و اله غیر حضرت او نشود. و از غیر او نترسد. و بدل و جان عبادت او کند. و این معنی را از حضرت قطب المشایخ شیخ ابن فقیر خواجه بهاء الحق و الدین البخاری المعروف به نقشبند رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ (۶) سماع دارم و بطریق تمثیل می فرمودند که چون "الرَّزَاقُ" گوید، غم روزی در دلش نماند اگر چه دز زمین یک علف نروید.

و همچنین از هر اسمی به نصیبی از مسمی مخصوص گردد. بآن عمل کند تا مظهر آن شود. و بعلم لدنی که آن علم وراثت است، نه علم دراست. قال النبی ﷺ: "مَنْ عَمَلَ بِمَا عِلْمٌ وَرَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى عِلْمٌ مَا لَا يَعْلَمُ" (۷) مشرف گردد. و بمجرد خواندن اسم قناعت نکند، چنانکه رئیس الواصلین قدوة العارفین مولانا جلال الدین رومی عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ مِنَ الرَّبِّ الْعَالَمِينَ، (۸) می فرموند:

از هواها کی رهی بی جام هو	ای زهو قانع شده با نام هو
از صفت و زنام چه زاید خیال	وان خیالش هست دلال وصال
دیده دلال بی مدلول هیچ	تا نباشد جاده نبود غول هیچ
هیچ نامی بی حقیقت دیده	یا زگاف و لام گل گل چیده
اسم خواندی، رو، مسمی را بجو	مه بیالا دان، نه اندر آبجو
گرز نام و حرف خواهی بگذری	پاک کن خود را از خود هین یکسری
خویش را صافی کن از اوصاف خود	تابه بینی ذات پاک صاف خود
بینی اندر دل علوم انبیاء	بی کتاب و بی معید و اوستا
بی صحیحین و احادیث و روای	بلک اندر مشرب آب حیات (۹)

وسخن شیخ محقق رئیس الطایفه شیخ جنید است رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ (۱۰) که "إِقْطِعِ الْقَارِئِينَ وَصَلِ الصُّوفِيْنَ". و از حضرت خواجه بهاء الحق والذین البخاری المعروف به نقشبند رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ پرسیدند، از معنی این سخن که قاری کیست؟ و صوفی کیست؟ جواب فرموده اند که قاری آنست که با اسم مشغول گردد. و صوفی آنکه بسمی متوجه بود. پس چون بمسمی مشغول گردد از خدا خوانی به خدا دانی رسد. و در بهشت معرفت در آید، در حال، چنانکه بعضی از کبرا گفته اند:

"إِنَّ فِي الدُّنْيَا جَنَّةً مَنْ دَخَلَ فِيهَا لَمْ يَشْتَقْ إِلَى الْجَنَّةِ وَهِيَ مَعْرِفَةُ اللَّهِ تَعَالَى". (۱۱)

همه کس طالب بهشت باشند و بهشت طالب او. کَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الْجَنَّةُ أَشْوَقُ إِلَى سَلْمَانَ مِنْ سَلْمَانَ إِلَى الْجَنَّةِ". (۱۲) و این معنی مناسب عرفاء است و در هر اسمی باین معنی اشارت کرده شود، بِتَوْفِيقِ اللَّهِ تَعَالَى، تا هر کس نصیب خود برگردد. "قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ". (۱۳)

"هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ". (۱۴) اوست خدای که نیست سزاوار بندگی مگر او را. هر که هر روز هزار بار بگوید "الله" صاحب یقین شود. اِسْمُ الْأَوَّلِ.

"الرَّحْمَنُ". اوست آن بزرگ بخشش که دشمن و دوست پرورده نعمت عام و کرم تام اوست. هر که بعد از نمازی صد بار بگوید، غفلت فراموشی و سختی از دل او برود.

"الرَّحِيمُ". آن بسیار بخشایش بر مؤمنان بدادن ایمان و بهشت جاودان. هر که هر روز صد بار بگوید مشفق و مهربان گردد.

نصیب عارف آنست که ازین دو اسم بدل و جسم متوجه او گردد، دل را بذکر و تن را بعبادت او مشغول کند و بر بندگان او رحم کند. مظلوم را از ظالم و ظالم را از مظلوم باز دارد. و بر عاصیان و دور افتادگان به بخشاید و

بطریق و عظم و نصیحت ایشان را براه راست خواند. و تحمل رنج ایشان بکند و حاجت محتاجان بر آرد.

”الْمَلِكُ“. آن بادشاهی که دنیا و آخرت مُلک و مِلک اوست. و گردن هر که ملک دارست، شکسته قهر و غیرت اوست. هر که هر روز صد بار بخواند، روشن دل شود.

و نصیب عارف آن است که ارباب مُلک و مِلک عاجز داند و بایشان التفات ننماید و بعبادت حضرت او روی آرد، تاملوک مجازی خدام وی شوند و بفرمان او روند.

”الْقُدُّوسُ“. پاکیزه و پاک از چیزهای ناپاک و از دریافتن کنه ذات او را سگان خاک و قطن افلاک عاجز، هر کس هر روز بوقت زوال صدبار بگوید دل او پاک شود.

نصیب عارف آنست که دل را پاک سازد از تعلقات بشریه و هوا و هوس نفسانیه و وساوس شیطانیه و ظاهر بمتابعت شریعت بیاراید تادر جناب قدس اُنس یابد و محبوب او گردد، که ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ“. (۱۵)

”السَّلَامُ“. بی عیب و آفت و بخشنده سلامتی و رساننده سلام باهل اکرام در سرای نعیم ”سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ الرَّحِيمِ“ (۱۶). هر که هر روز صد و پانزده بار از برای دفع بیماری بگوید بصحت بدل گردد.

نصیب عارف آنست که خود را از صفات ذمیمه متخلی و بصفات حمیده متجلی گرداند. و بامنشاء سلام باهل اسلام اقدام نماید.

”الْمُؤْمِنُ“. امان دهنده بندگان از عذاب و آرام دهنده دل دوستان در روز حساب. هر که این نام را با خود دارد یا بخواند از غارت ظاهر و باطن امان یابد. عوان شیطان بروی قادر نشود.

نصیب عارف آنست که امان دهد اهل حق را از انکار و سایر خلق را از

اعتراض و اعتذار.

”الْمُهَيِّمُنُ“. نیک نگه بان کردار بندگان و نیک پناه و امان دهنده تر سندگان. هر که صد بار بعد از غسل این نام را بگوید با شرف باطن مشرف شود.

نصیب عارف آنست که نگاه بان اقوال و افعال و احوال خود باشد تا برخلاف رضای او نرود.

”الْعَزِيزُ“. غالب بر همه چیز که میسر نشود از وی گریز. هر که چهل روز بعد از (نماز) بامداد چهل و یکبار بگوید، بهیچ کس در دنیا و آخرت محتاج نشود.

نصیب عارف آنست که بطاعت او در آید و از مخالفت او حذر کند و در کفایت حوایج عباد کوشد.

”الْجَبَّارُ“. بزرگ وار و بصلاح و فلاح آورنده کار. هر که بعد از ”سبعات عشر“ بیست و یک بار بگوید ”الْجَبَّارُ“ بردست ظالمی گرفتار نگردد.

نصیب عارف آنست که نفس خود و غیر را بصلاح و فلاح دارد. ”الْمُتَكَبِّرُ“. آنکه بزرگی و بزرگواری بحقیقت غیر او را نیست. هر که در بستر حلال پیش از دخول ده بار بگوید. ”الْمُتَكَبِّرُ“ فرزند خدائی ترس آید.

نصیب عارف آنست که خود را حقیر بیند و علو همّت بلدت های دنیا و عقبی جز بمولی الفت نگیرد. و حضرت شیخ مَارْحَمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ بَسِيَار می گفتند، بیت:

بلدّت های جسمانی غمت را کی فروشم من

که دادن ابلهی باشد بسیری من و سلوی را (۱۷)

”الْخَالِقُ“. اندازه دهنده هر چیزی بحکمت.

”الْبَارِي“ . پیدا آورنده آفرینش هر چیز بقدرت.

”الْمُصَوِّرُ“ . نگارنده صورت هر مخلوق در خوربى آلت.

نصیب عارف آنست که ازین سه اسم از مصنوع بصانع انتقال کند. و دیگر بمصنوع اشتغال ننماید، تادر و بال نماند.

”الْعَفَّارُ“ . پوشنده گناه، اگرچه بسیار باشد و آمر زنده گناه گار هر چند سخت بد کردار بود. هر که بعد از نماز جمعه صد بار بگوید ”يَا عَفَّارُ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي“ از آمر زیدگان گردد.

نصیب عارف آنست که عیب های خلق را بپوشد و در نصیحت ایشان بکوشد.

”الْقَهَّارُ“ . شکننده گردن متمردان و براندازنده رسم ایشان. هر که صد بار گوید حاجتش روا شود.

نصیب عارف آنست که نفس آماره را به تیغ مخالفت، و شیاطین جن و انس را بقهر از مملکت دل بیرون کند و فساق را بسیاست شریعت منکوب گرداند.

”الْوَهَّابُ“ . بسیار بخش بی عوض و بسیار کرم بی غرض. هر که بعد از نماز چاشت سر بسجده نهد و هفت بار ”يَا وَهَّابُ“ گوید، مستغنی گردد از خلاق، و اگر حاجتی باشد در جای کشاده دست بر دارد.

و نصیب عارف آنست که از و جوید جمیع حوائج را و بانچه کفایت سازد امور اهل حاجت را.

”الرَّزَّاقُ“ . دهنده روزی جمیع آفریده شدگان بی طمع نفع ازیشان. هر که در بامداد پیش از نماز صبح در چهار کنج خانه خود در هر کنج ده بار ”يَا رَزَّاقُ“ بگوید، آغاز از دست راست بکند روی سوی قبله، از بینوائی خلاص یابد. این نامی ست که فرشتگان بر کشتهامی خوانند، ببرکت این نام دانه در خوشه پیدا میشود.

نصیب عارف آنست که حاجت بغیر او نبرد و غم روزی نخورد. از مرزوق مختلفه آنچه دارد باز ندارد.

”الْفَتْاحُ“. حکم کننده میان بندگان و گشاینده کارهای فروماندگان.

این نامی ست که کشایش کارهای آسمان و زمین ببرکت اوست. هر که بعد از نماز بامدام هفتاد بار بگوید ”يَفْتَأُحُ“ تیرگی از دل او برود.

نصیب عارف آنست که سعی کند، در دفع ظلم ظالمان و نصرت مظلومان و بر آوردن حاجت بیکسان بلطف و احسان.

”الْعَلِيمُ“. نیک دانای آشکار و نهان و احوال این جهان و آن جهان.

و این از صفات ذات است. هر که در دل بسیار بگوید ”يَاعَلِيمُ“ معرفت حق تعالی یابد.

نصیب عارف آنست که بتحصيل علوم ظاهره و باطنه قیام نماید و از

مخالفت او حذر کند که می داند (و) می بیند.

”الْقَابِضُ“. نیک گیرنده روزی بندگان و احوال کل ایشان. این نامی

ست که ملک الموت ارواح را ببرکت این نام قبض می کند. هر که این نام را بر چهل لقمه نان بنویسد و چهل روز بخورد از عذاب گرسنگی ایمن شود.

”الْبَاسِطُ“. فراخ کننده روزی بندگان و دل عارفان. این نامی ست که

میکائیل (علیه السلام) باران هارا ببرکت این نامی می فرستد. هر که در سحرگاه دست بر آرد (و) ده بار بگوید و بر روی بمالد هر گز بسؤال محتاج نشود.

نصیب عارف آنست که صبر کند در تنگی و شکر گوید در فراخ و در

قبض جلال او بیند و در بسط جمال او مشاهده کند. حضرت مَارْحَمَةُ اللَّهِ

عَلَيْهِ در قبض باستغفار امر می کردند و در بسط بشکر می فرمودند. و می

گفتند که رعایت کردن این دو حال از وقف زمانی ست. و می فرمودند که

درویش باید که بواقعات چندان التفات ننماید که آن دلیل قبول طاعت بیش

نیست و باید که در آن کوشد که صاحب قبض و بسط شود تا سر "وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ". (۱۸) معلوم وی شود. و بخاطر این فقیر می آید، درین آیت فیض هدایت که "وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا." (۱۹) "وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ"، اشارت برین دو حال باشد. پس انشراح صدور و انقباض او ازو باید دید. چنانکه عارف رومی گوید، بیت:

اگر پنهان شوی از من همه تاریکی و کفرم

و گر پیدا شوی بر من مسلمانم بجان تو (۲۰)

و بعضی از کبراء گفته اند: "قبض و بسط در ولی همچو وحی است بر

نبی". (۲۱)

"الْخَافِضُ". پست گرداننده عاصیان و کافران. این نامی ست که

حضرت ابراهیم و حضرت موسی عَلَیْهِمَا السَّلَام از دشمنان ببرکت این نام خلاصی یافتند. هر که به نیت دفع دشمن هفتاد هزار بار گوید، کفایت شود.

"الرَّافِعُ". بلند گرداننده مطیعان و اهل ایمان. این نامی ست که همه

ملوک ببرکت این نام بملک رسیدند و قیام آسمان های بی ستون ببرکت این نامی است. هر که صد بار بگوید "يَا رَافِعُ" در نیم شب یا در نیم روز، برگزیده شود.

نصیب عارف آنست که بلند کند اولیای حق را بنصرت و پست کند

اعدای او را بقهر و هیبت.

"الْمُعِزُّ". عزیز کننده بایمان و طاعت. هر که چهل و یکبار "يَا مُعِزُّ"

بگوید، دو و شنبه و جمعه بعد از شام، میان خلق با هیبت شود.

"الْمُذِلُّ". خوار کننده بکفر و معصیت. هر که از ظالمی بترسد هفتاد

و پنج بار بگوید "يَا مُذِلُّ" بعده سجده کند و نام دشمن را بگوید. و بگوید یا الهی مرا از دشمن امان ده، امان یابد.

نصیب عارف آنست که عزت از حضرت او بجوید با آوردن طاعت و

خواری ازو بیند در ارتکاب معصیت و اهل طاعت را عزیز دارد(و) اهل معصیت را ذلیل کند.

”السَّمِيعُ“. شنونده آوازه‌ها نه بگوش و برآرنده حاجت هر مدهوش. هر که هر روز پنجشنبه بعد از نماز چاشت پانصد بار بگوید ”السَّمِيعُ“ و سخن نگوید، هر دعای که کند مستجاب شود.

”الْبَصِيرُ“. بینا، نه بچشم. و این هر دو اسم از صفات ذات است. و این نامی ست که انبیاء صَلَوَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ برکت این معراج یافتند و اولیاء بعظمت این مقرب شدند. هر که باعتقاد درست میان سنت و فریضة جمعه صد بار بگوید، مخصوص بنظر عنایت الهی گردد، و محرم اسرار شود.

نصیب عارف آنست که مراقب احوال و افعال و اقوال خود باشد و از مخالفت اجتناب نماید.

”الْحَكْمُ“. حکم کننده بر راستی و درستی. هر که در نیم شب چندان بگوید که بیخود شود، محرم اسرار شود. نصیب عارف آنست که حکم او را قبول کند بدل و جان و دور باشد از رسم باطل اهل طغیان.

”الْعَدْلُ“. نیک دهنده داد. هر که در شب جمعه بر بیست لقمه نان بنویسد و بخورد جمله خلاق مسخر او گردد.

نصیب عارف آن است که رضا در قضا نهد و بنیادش در اظهار بند او گردد.

”الطَّيْفُ“. دانا بکارهای پنهان و رساننده نیکی به بندگان. هر کرا دشواری پیش آید، بعد از تحیت وضو صد بار بگوید ”يَا طَيْفُ“ مهم کفایت شود.

و نصیب عارف آن است که باطن را پاک دارد از رذایل ظاهر، و نیکی کند بر اصغر و اکابر.

”الْخَيْرُ“. آگاه به همه چیزها و خبر کننده بآن. هر که بنفس بد خود

گرفتار شده این نام را بسیار بگوید خلاص یابد.

نصیب عارف آن است که حذر کند از عصیان تا در نماند در خسران.

”الْحَلِيمُ“. بردبار در گذار و فرصت دهنده بد کردار.

نصیب عارف آن است که از غضب دور باشد و چشم فرو خورد و در

انتقام کینه تعجیل نکند. هر که کشتی بکار دریا و نهری نشاند، این نام را بگوید.

”الْعَظِيمُ“. بزرگ بی شریک که عقل در نیا بد کنه او را. هر که بدل

بسیار بگوید ”يَا عَظِيمُ“ بر همه خلق عزیز گردد.

نصیب عارف آن است که خود را حقیر و ذلیل بیند و کبریائی حضرت

را بی نهایت تصور کند.

”الْغَفُورُ“. نیک پوشنده گناه بد کردار و آمرزنده گنهگار. هر که

بسیار بگوید ”يَا غَفُورُ“ سیاهی دل او برود.

نصیب عارف آن است که از گناه گار در گذرد و بعفوی بی نهایت حواله

دارد. بیت:

پیش جوش عفو بیحد تو، شاه

عذر از جمله کسان آمد گناه

”الشُّكُورُ“. جزا دهنده نیکو کارش از انتظار.

نصیب عارف آن است که شکر حق را و خلق را بجا آرد. و دقیقه از او

فرو نگذازد. و هر که را چشم تاریک شود، چهل و یک بار ”يَا شُكُورُ“ بگوید

و دست در آب زند و بر چشم بمالد شفا یابد.

”الْعَلِيُّ“. برتر از آنکه ذات او را، چنانکه اوست، جز او کس بداند.

هر که این نام پیوسته بخواند و یا بخود دارد و اگر فقیر بود، غنی شود و اگر

غریب باشد، بامقصد بشهر خود برسد.

نصیب عارف آن است که نفس خود را در انقیاد فرمانهای (او) خوار

گرداند.

“الْكَبِيرُ”. بزرگ در ملک و ملکوت و جبروت. این نامی ست که همه مخلوقات مقهور او باشند.

نصیب عارف آن است که کبریا عظمت را مخصوص حضرت او داند، به نیستی و مسکنت، نصیب خود ستاند.

“الْحَفِيظُ”. نیک نگاهدارنده بندگان در لیالی و ایام و اعمال ایشان از بهر جزا در روز قیامت. این نامی ست که حضرت نوح عَلَيْهِ السَّلَام ببرکت این نام خلاص یافت. هر که را ترسی باشد از آب و آتش و دیو و غیر آن و از نظر بر عورت نامحرم، این نام بنویسد و بر بازوی بر بندد، ایمن شود.

نصیب عارف آن است که نگاهدارد خود را از هوای نفس و شهوات و غضب و صولت در مهمات.

“الْمُقِيْتُ”. آفریننده قوتها. هر که صبر نتواند کرد، در مصائب بآنچه گریان دارد، این نام هفت بار بر کوزه خالی، بخواند و آب پر کند و بخورد، کار کفایت شود.

نصیب عارف آن است که نفع رساند بنفوس خلائق به بدل طعام و بار و بارواح ایشان بارشاد اسلام.

“الْحَسِيْبُ”. بسنده بنده گان درین جهان و در آن جهان و نیک حساب کننده ایشان. هر که را ترسی باشد از کسی، در هر صبح و شام، در یک هفته هفت بار بگوید “حَسْبِيَ اللَّهُ الْحَسِيْبُ” (۲۲)، کار کفایت شود. باید که از پنجشنبه آغاز کند.

نصیب عارف آنست که در کفایت مهمات خلق سعی جمیل نماید و حساب خود کند پیش از روز حساب و تدبیر آن بکند و بتوبه و ادای حقوق بارباب آن. كَمَا وَقَعَتْ إِلَيْهِ الْأَشَارَاتِ النَّبَوِيَّةِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ): “حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا كِبْرًا” (۲۲) بعد از نماز دیگر هر روز بمحاسبه

اشتغال بنماید.

”الْجَلِيلُ“. بزرگوار که دل‌های طالبان را بگدازد بمکاشفه جلال، باز می‌نوازد بمطالعه جمال. هر که را بزرگی در میان خلق باید، این نام را بمشک و زعفران بنویسد و بخورد در میان خلق بزرگ گردد.

نصیب عارف آن است که سعی نماید تامظهر هر دو صفت گردد.

حضرت مخدومی خواجه ما خواجه بهاء الحق والذین البخاری المعروف به نقشبند رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى می‌فرمودند که: ”مرشد باید مسترشد را بهر دو صفت تربیت کند، تا جمال او را جلال و جلال او را جمال ببند.“
 و از حضرت خلیفه خواجه ما خواجه علاء الدین العطار عَلَيهِمَا الرَّحْمَةُ وَرِضْوَانُ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ (۲۳) سماع دارم که می‌گفتند: ”اگر جمالش نبود، جلالش جهان را بسوختی و اگر جلالش نبود، جمالش جهان را برافروختی.“

”الْكَرِيمُ“. آنکه بدهد بی سؤال چندانکه ننگد در وهم و خیال و بردارد از عاصی عذاب و نکال. هر که در بستر خواب ”يَا كَرِيمُ“ بگوید تا بخواب رود فرشتگان دعا کنندش، وی را بگویند ”اَكْرَمَكَ اللَّهُ“.

نصیب عارف آن است که عطا دهد بی منت و در گذرد باقدرت.

”الرَّقِيبُ“. نگاه بان بر باطن بندگان و ظاهر شان. هر که این نام هفت بار بگوید بر مال و اهل خود بدمد، سلامت بماند.

نصیب عارف آن است که نگاه دارد دل را از وساوس شیطان و نفس اماره را از عصیان.

”الْمُجِيبُ“. جواب دهنده جویندگان و بخشنده خواهندگان. ببرکت این نام اسماعیل (عَلَيْهِ السَّلَامُ) از کارد تیز خلاص یافت.

نصیب عارف آن است که فرمان حضرت او را قبول کند، بدل و جان تا مشرف شود بیافتن مراد هر دو جهان.

”الْوَاسِعُ“. فراز رسانندهٔ بهمهٔ چیزها بعلم قدیم و دهندهٔ نعمت بکرم عمیم. هر کرا به چیزی قناعت و کفایت نباشد. این نام را بسیار بگویند، قناعت و کفایت یابد.

نصیب عارف آن است که سعی کند در فراخی انعام بخواص و عوام.
”الْحَكِيمُ“. استوار کار و درست کردار. هر کرا کار مشکل پیش آید، بسیار گویند ”یا حَکِیْمُ“ کفایت شود.

نصیب عارف آن است که هر چند بیند و داند همه راست بیند و بموجب حکم اعتقاد کند، اگر بکنه حکمت او نرسد ”رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا“ (۲۴) برخواند، نظم:

هر آن نقشی که در عالم نهادیم

تو زیبا بین که خوش زیبا نهادیم

”الْوَدُودُ“. دوست دارندهٔ نیکی بهمه خلق و دوست دلهای بحق. از برای دوستی میان زن و شوهر، هزار و یک بار بخواند و بر چیزی دمد و بخورند بایک دیگر دوست شوند.

نصیب عارف آن است که حضرت او را دوست دارد و نیکی بدوستان او رساند.

”الْمَجِيدُ“. سزاوار بزرگی ها و دهندهٔ همه نیکی ها. هر که را بیم برص و خوره باشد، در ایام بیض روزه دارد و در وقت افطار بگوید ”یا مَجِیدُ“ شفا یابد.

نصیب (عارف) آن است که بزرگی از سر بنهد و نیکی بخلق رساند.
”الْبَاعِثُ“. زنده کنندهٔ تن مرده گان بروح و دل مشتاقان بفتوح.
نصیب عارف آن است که (در) تدبیر معاد و استعداد آن سعی نماید و دلهای مرده را بارشاد بحق زنده گرداند. هر که در وقت خواب رفتن دست بر سینه نهد و صد بار بگوید ”یا بَاعِثُ“، دل مرده او زنده شود.

”الشَّهِيدُ“. گواه راست بر بندگان و دانای احوال ایشان. هر که را فرزند فرمان بردار نشود، در هر صبحگاه روی سوی آسمان کند و یک بار ”یا شَهِيدُ“ گوید، فرزند فرمان بردار شود.

نصیب عارف آن است که از معاصی احتراز کند و براستی مداومت نماید.

”الْحَقُّ“. راست و درست بهستی و سزاوار بزرگی. این اسم از صفات ذات است. هر کرا چیز گم شود، بر چهار سوی کاغذ این را بنویسد و در میان نام او بنویسد و در نیم شب بردست نهد و بسوی آسمان نظر کند، یافت شود.

نصیب عارف آن است که حضرت او را بعزت و بقا و غیر او را بعجز و فنا اعتقاد کند و متوجه حق گردد. و جزاء او را مجاز داند تا بایمان حقیقی موصوف گردد.

”الْوَكِيلُ“. کارگذار آنکه کار باو گذارند و نگاهدار آنکه خود را باو سپارند. در ترس ها هر که این نام را ورد خود سازد، ایمن شود. نصیب عارف آن است که تسلیم او شود. و تفویض امور باو کند. و طمع از غیر او ندارد. وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

”الْقَوِيُّ“. خداوند توانا.

”الْمَتِينُ“. استوار بی همتا.

هر دو اسم از صفات ذاتست.

نصیب عارف آن است که خود را عاجز و ضعیف و فرومانده و نحیف بیند. و قوت و قدرت از وجود.

”الْوَلِيُّ“. دوست و یاری کننده دوستان.

نصیب عارف آن است که حضرت او را و دوستان او را دوست دارد. و از یاری کردن دوستان او دقیقه فرونگذارد. دوست او را بر دیده دارد و

دیده را بر دوست.

”الْحَمِيدُ“. صفت کرده شده همه نیکی ها، بزبان همه اشیا.

نصیب عارف آنست که در اکتساب صفات حمیده و ازاله صفات

ذمیمه سعی نماید.

”الْمُحْصِي“. دانای همه شمارها و توانای همه کردارها.

نصیب عارف آن است که بشمار نعمت های ظاهره و باطنه و بشکر

آن بقدر طاقت بکوشد.

ای شکر نعمتهای تو چند آنکه نعمتهای تو (۲۵)

”الْمُبْدِي“. آغاز نهنده هستی همه هست کردها.

”الْمُعِيدُ“. باز گرداننده همه نیست شده ها بعد از نیست شدن.

نصیب عارف آن است که تدبیر احوال معاد را بر معاش ترجیح نهد.

”الْمُحْيِي“. زنده کننده تن بجان و دل بایمان. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

”الْمُؤْمِتُ“. میراننده تنها بقضای مرگ و جانها با اختیار کفر و

عصیان.

نصیب عارف آن است که باستقامت فیوض الهیه دل رازنده کند و

بازالت خصال ذمیمه سعی جمیل نماید تا بتائید الهی و جذبات قیومی که دل

های مرده رازنده کند، مملکت سینه مسترشد را بنظر قهاری از ماسوی

حضرت باری خالی سازد.

”الْحَيُّ“. زنده که او را بجان حاجت نی و از مرگ آفت نی.

نصیب عارف آن است که زنده شود بایمان حقیقی و علوم لدنی.

”الْقَيُّومُ“. پاینده همیشه و دارنده ملک بی اندیشه که همه محتاج باو

باشند و او محتاج بهیچ چیز نباشد. ”الْقَائِمُ بِدَاتِهِ، الْمَقْوَمُ لِغَيْرِهِ“.

نصیب عارف آن است که از غیر او اعراض کند و در جمیع اوقات

توجه تام بوجه مخصوص بحضرت او کند و باستقامت قیام نماید. و دور

افتادگان را باستقامت رساند.

”الْوَجِدُ“. توانگر و دانا و خواهنده و یابنده آنچه خواهد، بسزاوار
”مِنَ الْوَجِدِ وَالْوَجْدَانِ“.

نصیب عارف آن است که خود را محتاج و مقهور او داند.

”الْمَاجِدُ“. سزاوار خداوندی و بزرگواری.

نصیب عارف آن است که خود را ذلیل و حقیر شناسد.

”الْوَاحِدُ“. یکی بذات خویش بعدد.

”الْأَحَدُ“. یگانه در صفات خویش بحد.

نصیب عارف است علی حسب مراتب، توحید تقلیدی و برهانی و

شهودی.

”الْصَّمَدُ“. دهنده حاجت ها که او را بهیچ حاجت نیست.

نصیب عارف آن است که بداند جز حضرت او مقصد و ملجا نیست.

”الْقَادِرُ“. توانا بر همه چیزها.

”الْمُقْتَدِرُ“. نیک نیک توانا بر جمیع اشیا.

نصیب عارف آن است که بداند توانائی بتحقیق غیر حضرت او را

نیست. خود را و غیر او را اسیر قدرت او بیند.

”الْمُقَدِّمُ“. پیش گرداننده مطیعان.

”الْمُؤَخَّرُ“. پس گرداننده عاصیان.

نصیب عارف آن است که عزت و حرمت ازوبیند، بطاعت و مذلت و

خواری ازوشناسد، بسبب معصیت.

”الْأَوَّلُ“. آنکه همیشه بود، و بود او را بدایت نی.

”الْآخِرُ“. آنکه همیشه باشد و بود او را نهایت نی.

نصیب عارف آن است که بقا و فنا همه اشیا باوبیند. ”فَمِنَهُ الْوُجُودُ

وَالْكَوْنُ إِلَيْهِ يُعُودُ“.

”الظَّاهِرُ“. آشکارا بدلائیل در آسمان و زمین.

”الْبَاطِنُ“. پنهان بذات خود که کنه او را در نتواند یافت، بعقل و

گمان.

نصیب عارف آن است که در جمیع ذرات عالم دلایل وجود او ببیند و

قیام همه مخلوقات باوداند.

”الْوَالِيُّ“. جهاندار بحق.

”الْمُتَعَالُ“. دور تر از پندار و گفتار خلق.

نصیب عارف آن است که محکوم و ذلیل فرمان او گردد تا عزیز دو

جهان گردد.

”الْبِرُّ“. نیکوکار.

نصیب عارف آن است که بر خلق احسان کند تا آنکه تواند.

”التَّوَّابُ“. قبول کننده توبه گناهگار.

نصیب عارف آن است که عذر بدکردار را قبول کند و به بسیاری گنه

از رحمت او نومید نشود.

”الْمُنْتَقِمُ“. عقوبت کننده عاصیان و کافران و دشمنان.

نصیب عارف آن است که بجهاد اکبر و اصغر قیام نماید.

”الْعَفُوُّ“. پاک کننده دل های توبه کنندگان از گناه.

نصیب عارف آن است که تا تواند عفو کند از بدکاران و ستم کاران و

عنایت نظر کند بر جمیع خلق جهان.

”الرَّوْفُ“. نیک مهربان.

نصیب عارف آن است که بشفقت و عنایت نظر کند، بر جمیع خلق

جهان.

”مَالِكُ الْمُلْكِ“. ملک دار و ملک بخش که ملک دنیا دشمنان

را بداد و آخرت دوستان را.

نصیب عارف آن است که دنیا و عقبی را ازو جوید.

”ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“. آن خداوندی که بزرگی بزرگواری وی

راست و درین اشارت باشد بصفات ثبوتی و سلبی. نَصِيْبُهُ مَأْمَرٌ بِهٖ اِنْفَاءً.

”الْمُقْسِطُ“. داد دهنده بحق.

نصیب عارف آن است که راستی را شعار خود سازد.

”الْجَامِعُ“. جمع کننده خلق در روز جزا.

نصیب عارف آن است که استعداد کند بحسن عمل از بهر عقبی.

”الْغِنِيُّ“. بی نیاز از همه چیزها و همه کس.

”الْمَغْنِيُّ“. توانگر گرداننده بردرویش بی زحمت و تشویش.

نصیب عارف آن است که طمع از غیر او بردارد و همه را فقیر و

محتاج داند.

”الْمَانِعُ“. باز دارنده بلا و عطا از هر کس که خواهد بحکمت و

قدرت و قضا.

نصیب عارف آن است ازو جوید عطا، باو (پناه) گیرند در بلا.

”الضَّارُّ“. آنکه زیانهای دهد.

”النَّافِعُ“. آنکه سودهای رساند.

نصیب عارف آن است که نفع و ضرر ازو داند، اسباب آن اعراض

نماید. پس چون خلیل (عَلَيْهِ السَّلَامُ) بر آتش رود، نسوزد و چون کلیم (عَلَيْهِ

السَّلَامُ) در آب در آید غرق نشود.

”النُّورُ“. جهان آرای دلگشای.

نصیب عارف آن است که نور و حضور دل در طاعت ازو جوید.

”الْهَادِيُّ“. راه نمای.

نصیب عارف آن است که بعلم و ارشاد جاهلان را راه نماید و بار او

بگشاید.

”الْبَدِيعُ“. نوکننده آرایشهای آسمان و زمین و دل های مؤمنان بنور

یقین.

نصیب عارف آن است که حسن ها و جمال ها از او داند و خلق را بشناسد و بخالق متوجه گردد تا در عذاب نماند.

”الْبَاقِيُ“. آنکه هستی او را فنا نیست.

نصیب عارف آن است که او را دوست دارد و دل را از غیر او بردارد. باو باقی و از غیر او فانی شود.

”الْوَارِثُ“. آنکه همه خلق، ملکها و ملکها باو گذارند.

نصیب عارف آن است که چیزی را ملک و ملک خود نداند و همه را بدست خود عاریت شناسد.

”الرَّشِيدُ“. آنکه راست او نماید. آنکه تقریر راست و درست او کند.

”الصَّبُورُ“. باز دارنده عذاب از بندگان گناه کار.

نصیب عارف آن است که در کارها صبر کند و در تعذیر و تعذیب گناه کار تعجیل ننماید. الذی ”لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ“ (۲۶) آنکه نیست مانند او هیچ چیز و اوست شنونده همه آوازه ها نه بگوش و بیننده همه چیزها نه بچشم. و درین کلام نفی اعتقاد اهل تشبیه و تعطیل است. وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ الطَّيِّبِينَ

الطَّاهِرِينَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

تَمَّتْ تَمَامٌ شُدُّ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله...
اولياءه و ائمته و اصحابه و جناته و ملائكته و رسله و انبياءه و صلواته و سلامه و قدوة
و تامل كردن و محبت عظام او كه "يوم القيمة" اندوز خست و مغفرت
بر جميع عتقند و اولياء امت او، عموماً و خصوصاً بر كطب الواسلين مطلى
العقارين و آيت عظيم السنناتين شيخ ابن قتيب خواجه بهاء الحق و الدين
البحار، المنصور به نقشبند، زاهد و عتقاء عظام و بر احباب و اصحاب
او ائمه الير يوم القاد.

رسالة دوّم

حورائيه

و بعد ميگوييد...
البحار عن حضوره الله تعالى و قوله عليه السلام...
التعظيم كونه كذا بيان كونه كونه...
الافطاب قدوة اولي الالاب...
كاشف الاسرار الالوهية...
(۱) التماس او را قبول كردند و ابن جنه منظر نوشته شد بر عيال ايجاز
و بالله التواقي و جنة الاستغناء...
حورا استظارة لنگارم حفرزد
و عيون زلفيت كلف حود بر كلف و
آن حال سبه بران زحمان مطرف زد
البدال زيبه چنگ بر صحف زد (۲)

بناكده كبرين و عاصي اشارت بصفيت جمال و جلال حق تعالى كرده شده
است و اشارت بامعني "لانه از (۳) است. و دروي سرى است كه هر كه بر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد بیحد و ثنای فوق العدمر واجب الوجودی را که قلوب انبیاء و اولیاء را مظاهر صفات جلالیه و جمالیه گردانید و صلوة و سلام بر قدوة رسل و انبیاء و هادی اقوم سبل و ضوء اصفیاء (حضرت) محمد مصطفی ﷺ و بر آل کرام و صحب عظام او که "نُجُومُ اهْتَدَى" اند و رحمت و مغفرت بر جمیع علماء و اولیاء امت او، عموماً و خصوصاً بر قطب الواصلین مقتدی العارفین وارث علوم المحققین شیخ ابن فقیر خواجه بهاء الحق والدين البخاری المعروف به نقشبند. (۱) و خلفاء عظام و بر احباب و اصحاب اوباد، اِلَى يَوْمِ النِّقَادِ.

و بعد میگوید بنده راجی للعفو الرجی یعقوب بن عثمان الغزنوی ثم الجرحی بَصْرَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِعُيُوبِ نَفْسِهِ که درویشی صادق و دوستی موافق التماس کرد که بیان کرده شود معنی رباعی که منسوب بحضرت قطب الاقطاب قدوة اولی الالباب مرشد الخلائق الی الحقایق مظهر الصفات الربانیة کاشف الاسرار الالوهیة ابی سعید بن ابی الخیر قَدَسَ اللَّهُ تَعَالَى سِرَّهُ الْعَزِيزُ، (۲) التماس او را قبول کرده شد و این چند سطر نوشته شد بر سبیل ایجاز. وَ بِاللَّهِ التَّوْفِيقِ وَ مِنْهُ الْاِسْتَعَانَةُ. رباعی:

حورا بنظارة نگارم صف زد

رضوان زتعجب کف خود بر کف زد

آن خال سیه بران رخان مطرف زد

ابدال ز بیم چنگ در مصحف زد (۳)

بدانکه درین رباعی اشارت بصفتم جمال و جلال حق تعالی کرده شده است و اشارت بمعنی "فاتحه" (۴) است. و در وی سرّی ست که هر که بر

سر بیماری بخواند بشرایط صحت یابد. **إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.**

بدانکه صفات الله اگرچه بسیار است. مرجع آن همه جمال و جلال است که **ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ** اشارت بآن است و **سورة فاتحه** مشتمل بدین دو صفت است:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. (۵) همه سپاس و ستایش مر پروردگار عالم و جهانیان راست که دشمن همچون دوست پرورده کرم اوست. **الرَّحْمَنُ:** (۶) بزرگ بخشایش درین جهان بر مؤمنان و کافران. **الرَّحِيمُ.** (۷) همیشه بخشا ینده در آن جهان بدوستان به بهشت جاودان. **مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ.** (۸): بادشاه روز جزا، دوستان را دهد رزق و جنان و دشمنان را گذارد بحرمان و نیران.

”حورا بنظاره نگارم صف زد“ یعنی حوران باچنان جمالی که ایشان راحق تعالی داده است و صفت ایشان کرده است که **”فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ“** (۹) یعنی خوش خویان نیکو رویان. و در نقل از (حضرت) مصطفی ﷺ چنین است که اگر مقدار قلابه، یعنی زیادتی ناخن که بریده شود، ازان پکی از حوران را در شب تاریک درین جهان بیارند، همه عالم روشن شود، باوجود این چنین حسن و جمال وقتی که مشاهده ذره از تجلیات حضرت عزت جل جلاله بکنند، متحیر و حیران بمانند و بیهوش و مدهوش گردند، باوجود آنکه ایشان مظاهر انوارند:

ای تابش نور از تو وای نازش حور از تو (۱۰)

ورضوان که مالک جنت است و دایماً بمطالعه حوران و ریاحین و بساتین جنان مشرف است، در وقت ظهور آن نور متعجب و متحیر بماند. و در حدیث (حضرت) مصطفی ﷺ آمده است که: **”حِجَابُهُ النُّورُ وَلَوْ كَشَفَ حِجَابَهُ لَا حُتِرَقْتُ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ.“** (۱۱) یعنی حجاب حضرت الله تعالی نور است که سُبْحَانَ مَنْ اِحْتَجَبَ بِالنُّورِ عَنِ الظُّهُورِ.

وَالظُّهُورِ عَنِ الظُّهُورِ. بیت:

غرق آیم و آب می طلیم

در و صالحیم و بی خیر ز وصال (۱۲)

اگر آن حجاب نورانی را کشف کرده شود بهر چیزی ظهور و نور جمال برسد، بسوزد. پس چون حوران و رضوان مشاهده ذره از آن نور بکنند حال ایشان این باشد، فاما اگر بکمال راه یابند مجموع بسوزند، چنانکه اشارت مصطفویه (صلی الله علیه و سلم) رفته است. فاما جماعتی از خواص انبیاء که بآن جمال باکمال بعنایت از لیه مشرف شده اند، بیخود بوده اند و از ایشان جز اسمی بر ایشان نبود، ایشان فانی فی الله و باقی بالله بودند. و این معنی جز جنس انس را دست ندهد که مشرف به "وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي". (۱۳) گشته اند. "وَلَا تَحْمَلُ عَطَا يَا الْمَلِكِ إِلَّا مَطَايَا الْمَلِكِ". (۱۴) چنانکه عارف رومی (۱۵) گوید، بیت:

چون روح در نظاره فنا گشت این بگفت

"نظاره جمال خدا جز خدا نکرد." (۱۶)

ع نامی ست زمن بر من و باقی همه اوست (۱۷)

و این مصرع، یعنی: "حورا بنظاره نگارم صف زد" اشارت بمعنی "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" (۱۸) باشد. وَاللَّهُ أَعْلَمُ. "آن خال سیه بران رخ خوبان ظهور کرد، با وجود قلت این و کثرت آن، چنانکه در حدیث قدسی وارد است که "سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي". (۱۹) و این اشارت بمعنی "مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ" (۲۰) است که در ضمن وی فهم می شود و لطف بردوستان و قهر بر دشمنان و این صفت جلال اندک است، به نسبت صفات جمال که در ضمن آن چهار اسم فهم می شود: "اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" است.

ابدال که رجال اللّٰه اند، که بشریت ایشان بملکیت و ناسوتیت بدل گشته از بیم آن صفت جلال باوجود قلت آن، بعالم تقلید گریختند و استقامت ظاهره شعار خود ساختند، بعد از مکاشفات و مشاهدات و تشریف "آلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ"، (۲۱) و از صفت نفس اماره بالسوء که مظهر قهر الوهیت است، برهیدند و تمسک "بجبل متین" که آن قرآن مجید است کردند و قرآن را مقتدای مطلق و راه نمای بحق دانستند. حکیم سنائی (غزنوی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ (۲۲) می فرماید، بیت:

اول و آخر قرآن زجه "بی" آمد و "سین"

یعنی اندر ره دین رهبر تو قرآن بس (۲۳)

متابعت کتاب و سنت را ملازم بودند و بیان فرمودند. و نیز حکیم

سنائی گوید، بیت:

گرد قرآن گرد زیرا هر که در قرآن گریخت

آن جهان رست از عقوبت این جهان رست از فتن

گرد نعل اسپ سلطان شریعت سر مه کن

تا شود نور الهی باد و چشمت مقترن

مژه در چشم سنائی چون سنائی بادتیز

گر زمانی زندگی خواهد سنائی بی سنن (۲۴)

"ابدال زبیم چنگ در مصحف زد". اشارت بمعنی "إِيَّاكَ نَعْبُدُ"

(۲۵) تا آخر سوره فاتحه باشد. "وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ". یعنی: ما بندگان تو می کنیم و

از تو یاری می خواهیم و پس از مکاشفات و مشاهدات و مظاهر بودن صفات دم

نمی زنیم و اقتدا بسید رسل می کنیم که عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ گفت: کمال عبودیت را

شعار خود ساختن هر چند الطاف حضرت بیحد بود، مقتضای ادب است، کَمَا

قِيلَ: "كُنْ عَبْدَ رَبِّ وَلَا تَكُنْ رَبَّ عَبْدٍ" (۲۶)

چون تمسک بعروه و ثقی کتاب و سنت کرده شود، از اعداء ظاهره و

باطنه ترس و همی نباشد. "وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ" (۲۷) رباعیه:

ز آنجا که جمال و جاه جانانه ماست

عالم همه در پناه جانانه ماست

مارا چه از آنکه عالمی خصم شوند

پیش و پس ما سپاه جانانه ماست (۲۸)

"لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ" (۲۹)، اشارت

باین است. "إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ": (۳۰) بنمای ما را راه راست، یعنی

بدار ما را و پائنداری ده در راهی که نمودی، چون بعنایت بی علت ما را

برگزیدی و عزیز گردانیدی خوار مگردان.

قَالَ شَمْسُ الْعَارِفِينَ الْغَزَنَوِيُّ ثُمَّ السَّجَاوَنْدِيُّ. (۳۱) صَاحِبِ وَقُوفِ

قُرْآنِ عَيْنِ الْمُعَانِي قُدَسَ سِرُّهُ فِي مَعْنَى "إِهْدِنَا" أَيْ إِهْدِ قُلُوبَنَا إِلَيْكَ وَأَقِمْ

هَمَمَنَا بَيْنَ يَدَيْكَ وَكُنْ دَلِيلَنَا مِنْكَ عَلَيْنَا."

"صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ": (۳۲) راه آنانکه نیکوئی کرده بر ایشان

بدادن قرآن و ایمان و عرفان و متابعت سرور رسولان و محبت یاران و باقی

صالحان و نعمت این جهان و آن جهان. "غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ": (۳۳) نه

خشم گرفته شده بر ایشان بعد از یافتن راه راست، همچون جهودان.

"وَالضَّالِّينَ": (۳۴) گمراهان و بی راهان، همچون ترسایان، بعد از وجدان

رضوان و وصول بعالم ایقان و مشاهدات صفات رَحِيمٍ وَرَحْمَنِ. "آمِينَ":

همچنین باد، یعنی آنچه خواستیم بده و بر آن ثابت قدم دار، تا برسیم بچنان

تربیت و رحمت در قیامت و توفیق عبادت و استقامت و وجدان هدایت و

استقامت بر آن و حذر کردن از غضب و ضلالت و خدلان، جز از حضرت

صمدیت تو میسر نشود، زیرا که همه از تو است، ما را مطلوب مابده بواطن

ما، و از برکت ذکر "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" هوا جس نفسانیه و وساوس شیطانیه را دور

گردان که مطلوب همه عارفان اینست. حکیم سنائی غزنوی فرماید، بیت:

بر در میدانِ اِلَّا اللّٰهُ تِيغِ لَا اِلٰهَ
 هِر قَرِيْنِيْ كَانْ غَيْرَ اللّٰهُ قَرْبَانْ دَاشْتَنْ
 چُونْ جَمَالْ زَخْمْ چُوْ گَانْ دِيْدَهْ شُدْ دَرْ دَسْتْ دُوسْتْ
 خُوِيْشْتَنْ رَا پَايْ كُوبَانْ، گُويْ مِيْدَانْ دَاشْتَنْ
 چُونْ زَدَسْتْ دُوسْتْ خُورْدِيْ يَكْ مَزَاقْ اَزْ جَامْ جَانْ
 لَقْمَهْ بِلْ رَا وِ حَلُوهَا هِرْ دُوْ يَكْسَانْ دَاشْتَنْ (۳۵)
 تَمَّتِ الرَّسَالَةُ الْجَمَالِيَّةُ بِعَوْنِ اللَّهِ تَعَالَى ذِي الْفَضْلِ وَالْعَظَمَةِ.

بخط مولوی یعقوب چرخسی
پندیدیم نسخه از "ختم احزاب"
ولسی آن واقف اسرار بسیاری
گوشم (۳) نقل کردم این روایت
که (۵) پیغمبر به گاه ختم قرآن
بروز (۶) چیده خواندی از "الف لام"
بشبهه راول "انصار" خواندی
زبکشیده و "یونس" با حلاوت
پلوشته (۸) "طه" کردی آنگاه
نه شبهه "عنکبوت" خواندی آن (۹) سرقرن
بروز (۱۰) چیده خواندی از "سجده" تا آخر "صافات"

رسالة سوم طریقه ختم احزاب

پندیدیم نسخه از "ختم احزاب"
که روشن شد از پیغمبر به اصحاب
باین ترتیب قرآن را سر اسیر
ز قید خود و هم آزاد گردد (۱۵)
موقف شدیم باین ترتیب آیات
مرا از خویشین را بی شکلی یافت

مسرور میدان الا السلسله اربع لا الیه
 هر قسریستی کمان غیر الیه البرهان داشتن
 چون جمال و اسم چو گان دیده شد تو هست دوست
 عیونین و ایهای کبریا در نگری میدان داشتن
 چون ز دست دوست عیونین یک سوزان جام جان
 لقمه بل و از حلوا هر دو یکسان داشتن (۱۵)
 نلت الریالیة الختالیة بقون اللہ تعالی ذی الفضل والعمرة

وقته ثالث
 بانها امتن مقیبه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بخط مولوی یعقوب چرخ‌ی بدیدیم نسخه‌ از "ختم احزاب" ولی آن واقف اسرار باری گرفتم (۳) نقل کردم این روایت که (۵) پیغمبر به گاه ختم قرآن بروز (۶) جمعه خواندی از "الف لام" بشنبه ز اول "انعام" خواندی زیکشنبه ز "یونس" باحلاوت بدوشنبه ز (۸) "طه" کردی آغاز سه شنبه "عنکبوت" او کرد بنیاد بروز (۱۰) چهار شنبه از "زمر" خواند بروز (۱۱) پنجشنبه شاه دوران بدین ترتیب دانی "ختم احزاب" بهر (۱۳) نیت که خوانی ای برادر برآید حاجت دل شاد گردد (۱۴) بِحَمْدِ اللَّهِ (۱۶) جمیل از بهر حاجات بهر نیت که باین ختم بشتافت

که (۱) شیخی بود چون معروف کرخی زخطش نقل (۲) کردم بهر احباب زخط حافظ الدین بخاری سند (۴) دارم از ان پیرهدایت باین ترتیب خواندی ای سخندان رساندی ختم خود را تا به (۷) "انعام" ولی تا آخر "توبه" رساندی رساندی تا سر "طه" تلاوت "قصص" را نیز خواندی آن (۹) سرافراز رساندی ختم خود تا آخر "صاد" طریق ختم را این نوع میراند بخواند از (۱۲) "واقعه" تا آخر "صاد" که روشن شد ز پیغمبر به اصحاب باین ترتیب قرآن را سراسر زقید درد و غم آزاد گردد (۱۵) موقف شد باین ترتیب آیات مراد خویشان را بی شکی یافت

۹ لوجہ قائلین

ہیاء اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي زَيَّنَ السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ وَجَعَلَهَا رُجُومًا
لِلشَّيَاطِينِ، وَزَيَّنَ الْأَرْضَ بِالرُّسُلِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَجَعَلَهُمْ حُجَجًا
وَبَرَاهِينَ، يَرْفَعُ بِهِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّكُوكَ مِنَ الْعَلَمِينَ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى
سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَالتَّابِعِينَ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ
وَرَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى أَسْتَاذِنَا وَمَشَائِخِنَا وَأَسْلَافِنَا وَأَوْلَادِنَا وَأَصْحَابِنَا وَجَمِيعِ
الْمُؤْمِنِينَ. اَمَّا بَعْدُ، مَي گويد بنده ضعيف راجي للرفو الرحمن يعقوب بن
عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوي ثم الجرخي ثم السررزي
غفر الله تعالى له ولهم ولجميع المؤمنين، كه بعد از رسل و انبياء اولياء الله اند
كه مرشدان خلائق اند. بعضی را بحكمت الوهيت و بعضی را بو عظ و
نصيحت و بعضی را باقامت حجج قاطعه براه حق می خوانند. اِمْتِثَالًا لِأَمْرِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ وَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ ﷺ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ". (۱) ایشان اند كه رحم می
كنند بر جن و انس و جميع سگان روى زمين از مسلمين و كافرين، نظم:

بر همه كفار مارا رحمتست گرچه جان جمله كافر ز حمست
زان بياورد اولياء را بر زمين تا كند شان رحمة للعالمين
رحمت جزوى بود مرعام را رحمت كلّى بود همام را (۲)
واين اولياء الله بوده اند و هستند و خواهند بود لا تطلق النصوص، قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى: "وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا. (۳) (الاية)، وَقَالَ
اللَّهُ تَعَالَى: "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ. (۴) وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "الْإِنِّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ". (۵)

این فقیر خواست که درین رساله صفت اولیاء اللہ را بیان کند، بقدر حال. به امید آنکه حق سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ وی را از ایشان گرداند. چونکه محبت ایشان داده است، بیت:

گر نریم مردان ره را هیچ کس وصف ایشان کرده ام اینم نه بس
 گر نریم ز ایشان از ایشان گفته ام خوش دلم کین قصه از جان گفته ام (۶)
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ". (۷) وَقَالَ: "الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ". (۸) "اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ أَوْلِيَاءِ نِكَ تَوْفِئِي مُسْلِمًا وَالْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ".

فصل

بدانکه شیخ عالم عارف مجاهد قدوه اهل الطریقه کاشف اسرار الحقیقه ابوالحسن بن عثمان الغزنوی (۹) که برادر طریقت شیخ ابو سعید ابی الخیر قَدَسَ سِرُّهُ (۱۰) بوده است و بکرامات و مقامات مشهور است، رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا، در کتاب کَشْفُ الْمَحْجُوبِ لِأَرْبَابِ الْقُلُوبِ آورده است که؛ خداوند تَعَالَىٰ رَا جَلَّ جَلَالُهُ اولیاء اند که والیان ملک اند که همت شان جزوی نی، و انس ایشان جزبوی نی. پیش از ما بوده اند و اکنون هستند و خواهند بود تا قیام قیامت. و معتزلیان و حشویان گویند که بوده اند، فاما حالا نیستند. و این سخن خطا است. زیرا که برهان نبوی (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) با ایشان است، از بهر آنکه کرامت ولی معجزه نبی است. چنانکه برهان نقلی و عقلی موجود است. و نیز برهان عینی موجود است.

فصل

این فقیر گوید که معنی این سخن آن است که علماء در اعصار و امصار دلایل عقلی و نقلی دارند که الزام خصوم بآن می کنند. اما دلیل عینی که بمعاینه و مشاهده از شخص معین و جوّد گیرد که مقوی شریعت باشد، مظهر آن اولیاء الله اند که کرامات عجیبه و خوارق عادات از ایشان ظهور می کند. و ایشان مظاهر صفات حق شده اند. چنانکه عارف رومی^(۱۱) می فرماید، مثنوی:

گفت بهلول آن یکی درویش را	چونی ای درویش واقف کن مرا
گفت چون باشد کسی که جاودان	بر مراد او رود کار جهان
سیل و جوها بر مراد او رود	اختران زان سانکه خواهد آن شود
زندگی و مرگ سر هنگان او	بر مراد او روانه کوبکو
هر کجا خواهد فرستد تهیت	هر کجا خواهد فرستد تعزیت
سالکان راه هم برگام او	ماندگان از راه هم بردام او
گفت ای شه راست گفتمی همچنین	در فرسیمای تو پیداست این (۱۲)

و چنانکه منقول است از همین شیخ بزرگ که در وقت سلطان محمود غازی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ (۱۳) که سبب فتح هند ایشان بوده اند، از هند حکیمی آمد بطریق رسالت از سلاطین هند بغرنی و گفت که دین اهل هند بر حق است. کسی منی باید که با او مباحثه کرده شود و حرفی میان من و او برود. و حقیقت دین ما با دین اسلام ظاهر شود، یعنی بی دلیل عقلی و نقلی حق را قبول کنیم. سلطان محمود و جمیع ارکان دولت او از علماء و امرا و اشراف حاضر شدند و هیچ کس را مجال این نوع مباحثه نبود. (حضرت) شیخ ابوالحسن غزنوی^(۱۴) بالهام ربّانی در آن مجلس حاضر شدند. و بآن حکیم

هندی در آن مجلس مدتی خاموش نشستند. بعده آن حکیم از شیخ پرسید که سیر من تا کجا بود؟ شیخ فرمود: "تابسر اندیپ بود". گفت: "نشانی می باید". شیخ فرمودند: "در آن موضع جماعتی پلپل سبزی می چیدند و در نزدیک ایشان پیلان بودند". حکیم گفت: "راست می گوئید". شیخ فرمودند که مرا و ترا راستی معلوم شد، می باید که سلطان و اکابر و اعیان را نیز روشن شود. حکیم متحیر و عاجز شد. شیخ از خرقه دست بیرون آوردند و پاره پلپل سبز بدست گرفته بود و گفت: "بخورید! که من از آن مردم خواسته ام". حکیم متحیر شد، و گفت مرا مجال این نوع تصرف نیست. باز شیخ فرمودند که تو در عالم سفلی سیر کردی و من نیز باتو موافقت کردم، بیاتا بعالم علوی سیر کنیم. حکیم گفت: "مرا مجال این نیست و آن باسلام میسر می شود". حکیم مسلمان شد و بهند رفت. و از آن فتوح بسیار روی نمود مرا سلام را. و امثال این بسیار ظهور کرده است از مشائخ کبار، علی الخصوص از حضرت شیخ قطب الواصلین خواجه بهاء الحق والدین البخاری المعروف بنقشبند (۱۴) و از خلیفه ایشان خواجه علاء للمدین عطار (۱۵) رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا که آن مشاهده ما و اهل زمان ایشان شده است. در قصه اجتماع علماء بخارا در تفحص احوال خواجه ما. و التفات حضرت خواجه بمولانا حمیدالدین شاشی (۱۶) که اعلم علما بوده است و دست نهادن خواجه ما برزانوی ایشان و مشاهده کردن مولانا مر افلاک را و تسلیم آمدن علماء بی قیل و قال. و قصه بحث معتزلی در خوارزم بسنی و سنی شدن معتزلی در مجلس (حضرت) خواجه علاء الحق و الدین بی قیل و قال.

فصل

بدانکه شیخ ابوالحسن الغزنوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ می فرماید که اولیاء الله که وایان عالم اند، از آسمان باران ببر کات اقدام ایشان می بارد، و از زمین نباتات بصفای احوال ایشان می روید و چهار هزار اند که مکتومان اند، مر یکدیگر رانمی شناسند و خود را نیز نمی شناسند. و اخبار برین وارد است و سخن اولیاء برین ناطق است و این امر عیان است. فاما آنچه اهل حل و عقد اند، و تدبیر عالم مفوض بایشان است، سیصد کس اند که ایشان را اخبار گویند. و چهل دیگر را ابدال گویند. و هفت دیگر را ابرار گویند. و پنج دیگر را اوتاد گویند. و سه دیگر را نقباء گویند، خاصان خدا اند. و یکی دیگر را قطب گویند، و غوث نیز گویند. و این مجموع مر یکدیگر را بشناسند و در امور باذن یکدیگر محتاج باشند. و برین اخبار ناطق است. و اولیاء باین مجتمع اند.

فصل

عبدالله بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ (١٤) روایت می کند، از رسول ﷺ که: **اِنَّ لِلّٰهِ ثَلَاثِمِائَةِ نَفْسٍ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ اٰدَمَ صَلَوَاتِ الرَّحْمٰنِ عَلَيْهِ وَ لَهُ اَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ لَهُ سَبْعَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ اِبْرٰهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ لَهُ خَمْسَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ جِبْرِئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ لَهُ ثَلَاثَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ مِيكائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ لَهُ وَاحِدٌ قَلْبُهُ عَلٰى قَلْبِ اِسْرَافِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.** (١٨)

یعنی سیصد بنده برگزیده است مر حضرت خدای تعالی را که دل‌های ایشان همچون دل آدم است علیه السلام و چهل دیگر همچون دل موسی

است عَلَيْهِ السَّلَامُ و هفت دیگر همچون دل ابراهیم است عَلَيْهِ السَّلَامُ و پنج دیگر همچون دل جبرئیل است عَلَيْهِ السَّلَامُ و سه دیگر همچون دل میکائیل است عَلَيْهِ السَّلَامُ و یکی دیگر همچون دل اسرافیل است عَلَيْهِ السَّلَامُ. چون آن یگانه بمیرد بدل او از سه گانه گرفته شود. و اگر از سه یکی بمیرد بدل او از پنج گرفته شود. و اگر از پنج یکی بمیرد بدل او هفت گرفته شود. و اگر از هفت یکی بمیرد بدل او از چهار گرفته شود. و اگر از چهار یکی بمیرد بدل او از سیصد گرفته شود و اگر از سیصد یکی بمیرد بدل او از عامه خلق گرفته شود. و ببرکت ایشان حق تَعَالَى بلارا از این امت دور می کند.

یقین است مرا بوجود ایشان یقیناً عیناً. و از ایشان کرامات مشاهده افتاده است. چون طی ارض و گذشتن بر دریا بی پل و کشتی و پنهان بودن از چشم مردم و همه رفتار ایشان همچون دل صفای صوفیان است. و ایشان بیک کس ازین امت صحبت می دارند و در وقت رسول الله ﷺ می آمدند و صحبت می داشتند. و نماز جمعه بجماعت می گذاردند، و علم شریعت می آموختند. و غیر رسول الله ﷺ و حذیفه بن یمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ (۱۹) کسی دیگر نمی شناخت ایشان را. و حذیفه صاحب سر رسول بود ﷺ و رسول ﷺ احوال منافقان را بوری گفتی و بس. و طبقات ایشان هفت است و مرتبه هفتم از آن قطب است و آن را قطب الابدال گویند و ایشان را عزلیتان گویند وَاللَّهُ تَعَالَى اَعْلَمُ.

فصل

شیخ المشائخ علاء الدوله (سمنانی) قدس سرّه (۲۰) یکی از کبراء
طریقت گفته اند که مشاهده کردم در غیب جماعتی پاکان را. سلام کردم بر
ایشان (وایشان) مرا جواب نیکو گفتند. از ایشان پرسیدم که شمارا چه
نسبت است. گفتند: "ما صوفیا نیم و طبقات ماهفت است.
الطالین، المریدین، السالکین، السائرین، الطاهرین، الواصلین، و مرتبه هفتم از
آن قطب است. و وی یکی است در هر وقتی. و دل وی همچون دل
(حضرت) محمد رسول الله ﷺ است. و وی قطب الارشاد است و قطب
الابدال، دل وی همچون دل اسرافیل است عَلَيْهِ السَّلَام. و این صوفیان را
عشرتیان گویند. و ایشان را عروسان باشند و فرزندان باشند. و اموال و املاک
و دشمنان و دوستان باشند. و ایشان خلفای انبیاء اند، در خواندن خلق
بحق. و ایشان را کسی نمی شناسد. حق شناخت ایشان را مگر کسی که موید
بنور الله باشد و از مریدین بود و هر که قطب الارشاد را شناسد و یا خلفای
وی را بداند آنکس از طبقه مریدین باشد."

فصل

این فقیر می گوید که آنچه گفتند که در هر وقت قطب یکی باشد، چنین است که مولانا جلال الدین رومی می گوید، نظم:

از برای صوفیان پاک بزم آراسته و انگهان آن صوفیان را الصلا آموخته
از میان صوفیان آن صوفی محبوب را سر محبوبی مطلق در خلا آموخته
پس امام حی قایم آن ولی است خواه از نسل عمر خواه از علی است
مهدی و هادی وی ست ای نیک خوی هم نهان و هم نشسته روبروی
خاک شد جان و نشانیهای او هست بر خاکش نشان پای او
خاکپایش شو برای این نشان تاشوی تاج سرگردن کشان
جمله عالم زین سبب گمراه شد کم کسی زا ابدال حق آگاه شد
ای بساکس را که صورت راه زد قصد صورت کرد و بر الله زد
تا که نفریبد شمارا شکل او نقل او شاید به پیش از نقل او (۲۱)
طایفه اول را عزلتتان گویند و طایفه دوم را عشرتیان گویند و قطب

الارشاد از عشرتیان است و او افضل است از قطب الابدال. در تفسیر عین المعانی شمس العارفین الغزنوی السجاوندی صاحب وقوف قرآن رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ (۲۲) آورده است که عزلتیان از یک وجه افضل اند از عشرتیان و عشرتیان از وجه دیگر. یعنی بینها عموم و خصوص من وجه است. و عزلتیان بمنزله ندمای ملوک اند و عشرتیان بمنزله وزراء اند. ظاهر بخلق و باطن بحق اند. و اگر از عزلتتان کسی گناهی کند، عذر او را قطب عشرتی خواهد تواند خواست تا عفو شود. و ارشاد مرشدان بایشان مفوض است و دلیل طالبان ایشان اند. هر کجا که طالب صادق باشد ارشاد وی حواله بایشان است. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَا يَهْدِي اللَّهُ بِيَدِكَ وَاحِدًا خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ

الشَّمْسِ“. و آنکه گفته اند؛ هر کس ایشان را نمی شناسد الی آخره چنین است. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ”خَبَرَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْلِيَانِي تَحْتَ قُبَابِي لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي أَيْ لَا يَعْرِفُهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِتَأْيِيدِ الْهَيْبِ“. (۲۳) و آنکه گفت که از مریدان باشد، یعنی از طالبان حق باشد و این دولت هر کس را ندهند. نظم:

جوینده از آن نه که جویاء تو نیست

و رجویانی دان که ترا جویان است (۲۴)

منشور غمش بهر دل و جان ندهند

ملک طلبش بهر سلیمان ندهند (۲۵)

به بعضی از انبیاء و وحی آمد که ما دنیا و عقبی را بکسی بدهیم، آن منت نه نهمیم که کسی را کلید در سپارم دوست خود نمایم. این فقیر می گوید که اَلْحَمْدُ لِلَّهِ که ما را توفیق داد حق تَعَالَى تا قطب الارشاد را دانستیم و نظر مبارک ایشان دریا فتمیم. و آن حضرت مخدومی خواجه بهاء الدین و الدین البخاری المعروف بنقشبند رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ بودند و می گفتند که بیست سال است که بی علت خدمت این خلعت را حق سُبْحَانَهُ بمن ارزانی داشته است. چهارصد کس بودند از طالبان، این عنایت بفضل باری تَعَالَى بمن رسید. و بعد از ایشان خلیفه ایشان قطب الوقت بود، یعنی خواجه علاء الدین عَطَّار رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ. و دلیل برین مدعا آنست که قطب را علامات است و علامات اقطاب در ایشان موجود بود و عزلتیان پیش ایشان می آمدند و در پیش اصحاب ما رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِم ظاهر بود و از ایشان استر شادمی نمودند. چون عزلتی را خطای افتد، قطب عزلتی آنرا عذر نتواند خواست. قطب عشرتی می خواهد تا عفو شود.

و این فقیر را تردّد بود که خواجه علاء الدین عَطَّار رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ قطب هستندیانی؟ و مرتبه خواجه ما بایشان رسیده است یانی؟ روزی نماز بامداد ادا کرده شد. قرائت در نماز ”تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ“ (۲۶)

اتفاق افتاد. چون از مسجد بجماعت خانه رفتیم. حضرت خواجه علاء الدین ازین فقیر پرسیدند که این نوع تفضیل که در میان انبیاء است، در میان اولیاء نیز باشدیانی؟ گفتم: ”آری.“ و فرمودند: ”که اگر کسی سگ این درگاه باشد، مبارک بود. آنچه که تو گمان می بری هست.“

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدانا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِي لَوْلَا اَنْ هَدانا اللهُ.“ (۲۷)

فصل

یکی از کبراء گفته اند که در آسمان دو قطب اند. قطب جنوبی و قطب شمالی. در زمین نیز دو قطب اند، قطب الابدال و قطب الارشاد. و اولیاء عزلیان همیشه بوده اند و هستند و خواهند بود، پیش از ظهور (حضرت مصطفی) ﷺ و قبر ایشان بزمین برابر است و ناپیداست و در وقت ظهور (حضرت) محمد مصطفی ﷺ قطب الابدال اعتصام قرنی بوده است که عم او یس قرنی (۲۸) باشد. و مظهر رحمان بوده. از بهر آن فرموده (حضرت) مصطفی ﷺ: اِنِّي لَا جِدُنَفْسِي الرَّحْمَنِ مِنْ قَبْلِ الْيَمَنِ“. (۲۹) و آن ابدالان مثل ما، در اکل و شرب اشتغال می نمایند و بخلاگاه می روند و بیمار می شوند و دارو می کینند. و نگاهداشت بعد از بیمار شدن سنت های (حضرت) مصطفی ﷺ می نمایند. و در منزل بیشتر نمی باشند مگر بیمار شوند و در حمام می در آیند و مزد حمام می دهند. اما قطب ایشان ثابت است در مقام خود و عمر وی دراز است. و خواجه خضر و خواجه الیاس علیهما السلام مصاحب این قطب باشند. در اوقات متفرقه صحبت بسیار دارند وی را و در نماز بوی اقتدا می کنند.

فصل

یکی از اکبراء گفته اند که کمال جهل است آنکه کسی وجود خواجه خضر و خواجه الیاس را منکر باشد. از بهر آنکه ایشان باولیاء عشرتی می باشند. و بسیاری از مشایخ و علماء ایشان را دریافته اند. این فقیر می گوید که در ابتدای حال در منزل خود در چرخ بودم و مرا ذوق سفر افتاد از بهر تحصیل علوم. فاما استعداد آن میسر نبود. بتوجه خواجه خضر را در خواب دیدم. مرا فرمودند که بتحصیل برو هر جا هر گاهی که ترا حاجت افتد، مارا یاد کن. چنان کردم و مرا یقین شد بتجربه که آن خواب رحمانی بود.

و خواجه خضر و خواجه الیاس را یاران اند. هر یکی را ده یار کلان سال. و عمر دراز یافته اند و همه خدمت خواجه خضر می کنند، خاصه در بیماری وی. و خواجه الیاس عم خواجه خضر است. و خواجه خضر دراز قامت و کبیر هامت است و باریک سر. و او یسه واسطه بنوح پیغامبر علیه السلام می رسد. و هو ملکان بن بلیان بن سمعان بن سام بن نوح. (خضر) کثیر المراقبه است. باوقار و تمکین است و صاحب علوم کثیره است. و متابعت شریعت (حضرت) مصطفی ﷺ می کند. و مردم را بمتابعت شریعت (حضرت) مصطفی ﷺ می خواند. و همه گنجهاپیش او ظاهر است. و او بنندگان خدای تعالی را بسیار نفقه می کند. و رسول ﷺ و اصحابه رضی الله تعالی عنهم در حرب تبوک، که اسم موضعی است، بعد از نماز دیگر دو بیت شنودند. و صحابه کس راندیدند. (حضرت) مصطفی ﷺ فرمودند که برادرم خضر است که بشمامدح می گوید و آن دو بیت اینست، شعر:

فَوَارِسُ هَيْجَاءِ آدَامِ الْيَوْمِ الْيَوْمِ رَهَابِينَ ظُلْمًا إِذَا اللَّيْلِ اللَّيْلِ
رَجَالُ مَحَارِبِ حَرْبِ مَكْسِيهِمْ لَدَى رَبُّهُمْ أَنْفَالَهُمُ الثَّقَلِ (۳۰)

یکی از کبراء می گوید که من این دو بیت را بر پشت کتابی نوشتم. حضرت خواجه خضر روزی نظر کردند و گفتند چون سخن باقی می ماند در میان خلق؟ و تبسم کردند و خواجه خضر بچند فضیلت مشرف شده اند، بعبدیه و عندییه و علوم لدنییه، لِقَوْلِهِ تَعَالَى: "فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِمَّنْ لَدُنَّا عِلْمًا" (۳۱). و در صحیح بخاری آورده است که رسول الله ﷺ فرمودند که مراد ازین عبد برادرم خضر است. و اوبسیار بیمار می شود. و دارومی کند خود را. و پیش از رسول الله ﷺ، بعد از پانصد سال هر سال یکبار دندانهای مبارک ایشان نومی شدند، و بعد از خاتم انبیاء ﷺ در هر صد و بیست سال یکبار نومی شود. و خواجه خضر عَلَيْهِ السَّلَامُ عروس بسیار خواسته است. و او را فرزندان بسیار است. فَمَا حَالًا تَاهَل رَاتِرْک کرده است. و فرزند ندارد. و عروسان و فرزندان خواجه خضر رانمی شناسند. و در بازارها در می آید، و چیزی می خرد و می فروشد و برسم دَلَا لان می باشد. در مناء و در عرفات می آید و آواز خوش را دوست می دارد و استماع کلام الله می کند و سماع می رود، و وجد بروی غالب است. یکشنبه روزه یا بیشتر در وجد می باشد و زیارت صالحان و نماز جمعه می رود. و جمع باولیاء می شود. و در هر سال دو بار، یکبار در عرفات در موسم حج و یکبار دیگر در ماه رجب هر جا که فرموده، حاضر می شوند. و از مشایخ بخارا منقول است که در جمعه اول ماه رجب حضرت خواجه خضر در بخارا می باشد. و ازین جهت عید می کنند در بخارا و سمرقند در جمعه اول رجب و یکدیگر رامی دریا بند و مصافحه می کنند، بأمید آنکه حضرت خواجه خضر را دریا بند. و پیش از آمدن وحی بحضرت مصطفی ﷺ صحبت می داشته اند، فَمَا رَسُول ﷺ ایشان رانمی شناخته اند. و در آن وقت احادیث بسیار از رسول ﷺ روایت کرده است. و یکی از آنها اینست که خواجه خضر عَلَيْهِ السَّلَامُ گفته است که پیش رسول ﷺ بودم، در خانه از خانه های انصاریان، تابسیاری

از یاران غمناک بودند و می ترسیدند از دشمنان. رسول الله ﷺ گفت: "مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَقُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ إِلَّا نَصَّرَ اللَّهُ قَلْبَهُ وَنَوَّرَهُ". و خواجه خضر فرمودند که من و خواجه الیاس در پیش (حضرت) شموئیل عَلَيْهِ السَّلَام بودیم که دشمنان بسیار غلبه کردند بر ایشان. (حضرت) شموئیل عَلَيْهِ السَّلَام گفت مریاران خود را، که بگوئید: "صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَ حَمَلَهُ آرِيدُ بِرِكَافِرَانِ". یک حمله آوردند و گفتند: "صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ". دشمنان ایشان هزیمت یافتند، و در دریا غرق شدند و خواجه خضر این دعا را بسیار می گوید: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُحْيِي قُلُوبَنَا بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ أَبَدًا (۳۲).

بدانکه خواجه خضر و خواجه الیاس علیهما الصلوٰة و السلام و همه اولیاء غیب و شهادت بر مذهب اهل سنت و جماعت اند و متابع کتاب و سنت اند. اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی ذٰلِكَ. تَمَّتِ الرَّسَالَةُ الْاَبْدَالِيَّةَ.

حسد و نفاق بر میدارند و سب و تهمت را که چنان استوار را بظهور انواع
 کسالات گردانند. و (رسول و) نبی و اولیای او و سایر تکمیل ماعت و
 حضرت امام محمد رسول الله، صلی الله علیه و سلم قرین باقی و پسر برادرشاد
 بر همه اشکان تفضیل کردند. و است او را **مَنْ يَتَّقِنِي يَتَّقِنِ امْرَأَتِي**
 و بعضی از اصحاب او را بولایت خاصه محارفا داشت و قلیل یزید ماعت
 ظاهره و باطنه او را گردانید که **"أَلْأَبْرَارُ كُنْتُمْ لِحَيْوَةِ اللَّهِ فَأَحْرَبْتُمْ اللَّهَ
 وَ أَحْرَبْتُمْ لَكُمْ تَوَكُّمَ اللَّهِ وَ أَحْرَبْتُمْ حَيْوَةَ"** (۱) و هر کس که از سعادت ماعت
 او روی قائلست، بشهواته اعدایه مسعودت شد که **"أَقْبَلْ أَطِيعِ اللَّهَ وَ الرَّسُولَ فَإِنَّ
 قَوْلُوا إِنَّ اللَّهَ لَجَدِيدُ الْفَرْدِ"** (۲) پس هر که خواهد تا ماعت و ولایت

رسالة پنجم

أنسيه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 انسیه در لغت معنی غلبه و غلبه است که بوی رسید است از حضرت
 صاحب من شیخ الإسلام والمسلمین قطب المشایخ والأولیاء فی العالمین
 خواججه باقر و الدین البخاری المدنی و قدینه بقشیر و حجة الله علیه (۳) در
 قید کتابت آورده که التوایب آن روزگار به الله و سب آنی اصحاب کردند
 و ذکر مسائله و اجرائی عیبه ایشان بعضی از کبار احقران شرفی الله و ایتهم
 سبکی الرسول آن کرده اند بالصی الغایه تو سعادت و شرفی محضر بیان مسائله
 ایشان بطریق اختصار کرده شد. اما آنچه بطریق جمله تریب مکرر شده، آنرا
 بقیه شرح تدوین کرده.

چون عیبت بی علت داعیه طلب درین قلم پیدا شد و قایم فصل الهی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد و ثنا مر مبدع ارض و سما را که جنس انس را مظهر انواع کمالات گردانید. و (رسل و) انبیا و اولیا را و سایط تکمیل ساخت. و (حضرت) محمد رسول الله، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ درین باب (بمزید ارشاد) بر همه ایشان تفضیل کرد. و امت او را نیز بنا برین بهترین امم گردانید. و بعضی از امت او را بولایت خاصه محفوظ داشت و دلیل بر آن متابعت ظاهره و باطنه او را گردانید که "قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ" (۱) و هر کس که از سعادت متابعت او روی تافت، بشقاوت ابدیه مستهلک شد که "قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ" (۲) پس هر که خواهد تا بخلعت ولایت خاصه مشرف شود، وی را از متابعت او چاره نباشد.

بنا برین معنی فقیر حقیر یعقوب بن عثمان بن محمود الغزنوی ثم الجرجنی لازال جَدَّهُ كَجَدِّهِ مُحَمَّدًا، خواست که شمه از سیرت مصطفویه (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) و طریقه مستقیمه که بوی رسیده است از حضرت منخدومی شیخ الاسلام و المسلمین قطب المشایخ و الاولیاء فی العالمین خواجه بهاء الحق و الدین البخاری المعروف به نقشبند رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ (۳) در قید کتابت آورد، تافواید آن بروزگار بماند و سبب انس اصحاب گردد. و ذکر سلسله و احوال عجیبه ایشان بعضی از کبار اخوان شَرَفْنَا اللَّهَ وَآيَاهُمْ بِنَبْلِ الرَّضْوَانِ کرده اند، باقصی الغایه در مقامات. و درین مختصر بیان سلسله ایشان بطریق اختصار کرده شد. فاما آنچه بطریق جذبه ترتیب میگردند، آنرا بقلم شرح نتوان کرد.

چون بعنایت بی علت داعیه طلب درین فقیر پیدا شد و قاید فضل الهی

بحضرت ایشان کشید، در بخارا ملازمت ایشان میگردم. و بکرم عام التفات ایشان می یافتم، تا به هدایت صمدیه یقین شد که ایشان از خواص اولیاء الله اند و کامل مکمل اند. بعد از اشارت غیبیه و واقعات کثیره تفأل بکلام الله کردم. این آیت بر آمد که "أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدْهُمْ أَقْتَدُهُ". (۳)

در آخر روز در فتح آباد که مسکن این فقیر بود، متوجه مزار شیخ عالم سیف الحق و الدین الباخری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ (۵) نشسته بودم که ناگاه پیک قبول الهی رسید، و بیقراری پیدا شد. قصد حضرت ایشان کردم، چون بقریه کوشک هندوان رسیدم که منزل ایشان بود، حضرت ایشان را بر سر راه منتظر یافتم، تلقی باحسان نمودند.

و بعد از نماز شام صحبت داشتند، و هیبت ایشان بر من مستولی شده بود. و مجال نطق نبود. گفتند که در حدیث است که "أَلْعِلْمُ عِلْمَانِ، عِلْمُ الْقَلْبِ فَذَلِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ لِلْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ. وَعِلْمُ اللِّسَانِ فَذَلِكَ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى ابْنِ آدَمَ". (۶) امید است که از علم باطن نصیبی بتورسد. و فرمودند که در حدیث است که "إِذَا جَالَسْتُمْ أَهْلَ الصِّدْقِ فَاجْلِسُوهُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّهُمْ جَوَاسِسُ الْقُلُوبِ يَدْخُلُونَ فِي قُلُوبِكُمْ وَيَنْظُرُونَ إِلَى هَمَمِكُمْ وَنِيَاتِكُمْ" (۷) و ما موریم بیخود کسی را قبول نمی کنیم. امشب بینیم که اشارت بچه شود، بآن عمل کنیم. چون نماز بامداد کردند، گفتند مبارک باد که اشارت بقبول شد. و ما کسی را کم قبول می کنیم. و اگر قبول می کنیم، دیر قبول می کنیم. فاما تا هر کس چون آید و وقت چون باشد. و سلسله مشایخ خود را تا خواجه عبد الخالق غجدوانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ (۸) بیان کردند. و این فقیر را بوقوف عددی مشغول گردانیدند. و فرمودند که اول علم لدنی این سبق است که بحضرت خواجه عبد الخالق رسیده است. و آنچه آن بود که خواجه عبد الخالق در پیش یکی از کبرا تفسیر می خوانده اند. چون باین آیت رسید که "أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ" (۹) پرسیدند از ایشان که این خفیه

که حق سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى بندگان خود را بآن امر فرموده است، کدامست؟ ایشان فرمودند که اگر ارادت حق سُبْحَانَهُ باشد، بتورسد، بعد از آن یکی از بندگان حق سُبْحَانَهُ پیش خواجه عبدالخالق رسید و ایشان را این سبق تلقین کرد. و مشهور آنست که آن بنده بزرگ خدای عَزَّ وَجَلَّ خواجه خضر بود رَاذَهُ اللهُ عِلْمًا وَحِكْمَةً.

بعده چند وقت در ملازمت ایشان می بودم، تا غایتی که این فقیر را از بخارا اجازت سفر شد. گفتند که آنچه از ما بتورسیده است، به بندگان خدای تَعَالَى رسان، تا سبب سعادت باشد. و در حال و داع گفتند سه بار، که ترا بخدای سپردم. ازین سپارش امید بسیار است، زیرا که در حدیث است: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى إِذَا اسْتَوْدَعَ شَيْئًا حَفِظَهُ". (۱۰)

و چون از بخارا ارتحال افتاد، بشهر کش رسیده شد و چند وقت آنجا اقامت افتاد. خبر وفات ایشان باین فقیر رسید. خاطر محزون و مجروح شد. و خوف عظیم مستولی شد که نعوذ بالله نباید که بعالم طبیعت باز میل افتد و داعیه طلب نماند. روحانیت ایشان را دیدم که زید بن حارثه را (۱۱) یاد کردند. و این آیت را خواندند که "وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ". (۱۲) و چون از صحبت ایشان محروم شده بودم، میل شد که بطائفه دیگر که از درویشان ایشان نبودند، لاحق شوم و بطریقه ایشان متوجه گردم. باز روحانیت ایشان را دیدم که می گویند: "قَالَ زَيْدُ بْنُ الْحَارِثَةِ الدِّينِيُّ وَاحِدٌ". دانستم که اجازت نیست و از میان صحابه زید بن حارثه را تخصیص کردند. زیرا که زید دعوی (متبنی) رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بود. یعنی پسر خوانده رسول الله ﷺ بود. و خواجگان ما طالبان را بفرزندی قبول می کنند. پس اصحاب ایشان ادعیای ایشان باشند.

و کثرت دیگر ایشان را در وقت دیدم. گفتم ما شمارا فردای قیامت بچه

یا بیم؟ فرمودند که بتشریح یعنی عمل کردن بشریعت. ازین سه بشارت اشارت بود، بآنچه در حیات خود میفرمودند که ما هر چه یافتیم بفضله الهی، ببرکت عمل کردن بآیات قرآن و احادیث مصطفویه ﷺ یافتیم. و طلب کردن نتیجه از آن عمل و رعایت تقوی و حدود شرعی و قدم زدن و عزیمت و عمل کردن بسنت و جماعت و اجتناب از بدعت بود.

و چون از بخارا اجازت میگردیدند مرا بطلب خواجه علاء الدین عطار رَحْمَةُ اللهِ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ (۱۳) فرستادند، بطریق اشارت متابعت ایشان فرمودند. بموجب آن سپارش، چند سال ملازمت ایشان کرده شد. لطف و کرم ایشان را بر همه کس نهایت نبود، عَلَى الْخُصُوصِ باین فقیر. چون از صحبت شریف ایشان نیز محروم شدم، خواستم تا امتثال امری که حضرت خواجه مارحمة الله کرده بودند که آنچه از ما بتو رسیده است برسان، بقدر حال بکنم، بطریق خطاب مر حاضران را و کتاب مرغایان را. و این فقیر خود رامستحق این نمی داند. فاما اعتقاد اینست که اشارت ایشان بی حکمتی نبوده باشد:

تو چشم شیخ را دیدن میاموز

فلک را راست گردیدن میاموز

و از روح مقدس ایشان مستفیض می باشم. درین کار عظیم یکی از آن امور که فرمودند، دوام و ضو بود. و دیگر مداومت بر وقوف عددی و وقوف قلبی بود. و دیگر پیش از صبح و بعد از نماز شام اشتغال بدرس سبق باطن بود. و دیگر اشارت بود بنمازهای نافله در اوقات شریفه بمدد خالق کائنات درین رساله این و صیتهای را و فوائد آنرا بیان کرده شد. و بعضی از فواید ایشان و فواید خواجه علاء الدین عطار را رَحِمَهُمَا اللهُ آورده شد.

بدانکه حضرت خواجه مارا قَدَسَ اللهُ رُوحَهُ در طریقت نظر قبول بفرزندی از شیخ طریقت خواجه محمد بابای سماسی (۱۴) بود و ایشان را

از حضرت عزیزان خواجه علی رامیتنی (۱۵) و ایشان را از حضرت خواجه محمود انجیر فغوی (۱۶) و ایشان را از حضرت خواجه عارف ریوگری (۱۷) و ایشان را از حضرت خواجه عبدالخالق غجدانی و ایشان را از شیخ ابو یعقوب یوسف همدانی (۱۸) و ایشان را از حضرت شیخ ابو علی فارمدی (۱۹) که شیخ امام غزالی (۲۰) بوده اند. و ایشان را از شیخ ابوالقاسم گرگانی (۲۱) و شیخ ابوالقاسم را در تصوف انتساب بدو طرفست. یکی بشیخ جنید (۲۲) بسه واسطه. و دیگر بشیخ ابوالحسن خرقانی (۲۳) و ایشان را بسلطان العارفین شیخ ابو یزید بسطامی. (۲۴) و ایشان را بامام جعفر صادق (۲۵) و ایشان را به پدر خود امام محمد باقر (۲۶) و ایشان را به پدر خود امام زین العابدین (۲۷) و ایشان را به پدر خود سید الشهداء امیرالمؤمنین حسین (۲۸) و ایشان را به پدر خود امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب (۲۹) رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن. و ایشان را بحضرت مصطفی ﷺ وَعَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن. و دیگر امام جعفر را انتساب در علم باطن به پدر مادر خود قاسم بن محمد بن ابی بکرست (۳۰) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْهُمْ که از کبار تابعین بوده است، و قاسم را انتساب در علم باطن بسلمان فارسی (۳۱) ست و سلمان را باوجود دریافتن حضرت رسالت ﷺ انتساب در علم باطن بابو بکر صدیق رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (۳۲) نیز بوده است. پس حضرات خواجهگان ماراقدس اللّٰهُ اَرْوَاحُهُم در تصوف نسبت بر چهار وجهت. یکی بحضرت خواجه خضر زاده اللّٰهُ عَلِمًا وَحِكْمَةً، چنانکه گذشت، دوّم بحضرت شیخ جنید، سوّم بحضرت سلطان العارفین سلطان بایزید بسطامی تا حضرت امیرالمؤمنین علی، چهارم از امام جعفر صادق تا حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِیْن. و از بهر این ایشان را نمک مشایخ می گویند.

فصل: در بیان فضیلت دوام وضو

خواجه ما رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرمودند که دائم بطهارت باید که رسول الله ﷺ فرمودند: "لَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ". (۳۳) یعنی همیشه بوضو نتواند بود، مگر کسی که مؤمن باشد. قال الله تعالى: "فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ" (۳۴)، یعنی در مسجد رسول ﷺ یا در مسجد قباء مر دانند که دوست میدارند که خود را پاک سازند، بکلوخ و باز بآب شویند. و بعضی گفته اند که دوست میدارند آن مردان که خود را بغسل کردن پاک کنند از جنابت و شب خواب نروند. و خدای تعالی دوست میدارد آن کسانی را که خود را پاک سازند از نجاست. دانسته شد که در طهارت ساختن و خود را پاک داشتن دوستی خدای تعالی حاصل می آید. و چه سعادت خوشتر از این باشد که بنده دوست خدائی تعالی باشد؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلِّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلِّ خَطِيئَةٍ عَمِلَتْ يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ وَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلِّ خَطِيئَةٍ مَشِيَّهَا جَلَاهُ مَعَ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ" (۳۵) یعنی رسول الله ﷺ فرمود که چون طهارت سازد بنده مؤمن و شوید روی خود را، بیرون آید بآب از روی او هر گناهی که به چشم کرده باشد. و چون دست و پا بشوید. بیرون آید بآب از روی هر گناهی که بدست و پا کرده باشد. تا پاک شود از گناهان. و بطهارت ظاهر، طهارت باطن طلب کند. و در وقت شستن هر عضوی کلمه شهادت بخواند. و مسواک را بی ضرورت ترک نکند که ثواب بسیار است. و چون طهارت تمام کند، بگوید: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ". (۳۶)

رسول عَلَيْهِ السَّلَامُ گفت هر که بعد از طهارت کردن این بگوید کشاده شود از بهروى، هشت در بهشت. از هر درى که خواهد، در آید. و ایستاده شود از آب طهارت (وضو) پاره بپاشد و بگوید: "اللَّهُمَّ دَوَانِي بَدَوَائِكَ وَاشْفِيَنِي بِشَفَائِكَ وَاعْصِمْنِي مِنَ الْوَهْلِ وَالْأَوْجَاعِ وَالْأَمْرَاضِ". (۳۷) و بعد از آن دو رکعت نماز تحیت وضو گذارد. و پیش از آن محاسن شانه کند. و آغاز از روی راست کند. بعضی از مفسران گفته اند، درین آیت که "يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ (عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ)". (۳۸) مراد ازین زینت محاسن شانه کردنست. و درین دو رکعت نماز نفی خواطر کند و بظاهر و باطن متوجه این نماز باشد. رسول الله ﷺ فرمود: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وَضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بَقَلْبِهِ وَوَجْهَهُ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" (۳۹)، یعنی هر مسلمانی که وضو سازد و وضو را نیکو سازد. یعنی فرائض و ستن و آداب را بجای آرد. پس بر خیزد و دو رکعت نماز بگذارد بحضور تمام، جزای وی جنت است. و حضرت خواجه مامی گفتند که درین نماز باید که خود را بارکان و اذکار مشغول دارد و متوجه باشد. و این به نسبت مبتدی باشد. و در نماز تحیت وضو ثواب بسیار است. و شیخ شهاب الدین سهروردی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ (۴۰) گفته اند، در همه اوقات بگذارد. و شیخ محی الدین عربی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ (۴۱) گفته اند در اوقات مکروهه منهیه نگذارد. و این بر مذهب علماء ما موافق است. و بعد از نماز سه بار بگوید: "أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَآتُوبُ إِلَيْهِ" (۴۲) به نیت توبه از گناهان و دعا کند. و شب و روز باید که بطهارت بود و بطهارت در خواب رود که رسول الله ﷺ فرمودند که "مَا مِنْ مَوْمِنٍ بَاتَ طَاهِرًا فِي شَعَارِ طَاهِرٍ إِلَّا بَاتَ فِي شَعَارِهِ مَلَكٌ، فَلَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ الْمَلِكُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ عَبْدَكَ فَلَانًا فَإِنَّهُ قَدْ بَاتَ طَاهِرًا". یعنی هر که شب در خواب رود بطهارت و جامه پاک، باوی باشد فرشته ای، هر ساعت که از خواب بیدار شود، آن فرشته وی را از

خداى تَعَالَى آمزش خواهد. وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "النَّائِمُ الطَّاهِرُ كَالْقَائِمِ الصَّائِمِ" (۴۳)، یعنی ثواب کسی که بطهارت در خواب رود، همچون ثواب روزه دار و شب طاعت کننده باشد. و بی ضرورت جنب در خواب نرود که رسول الله ﷺ فرموده است: "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ الصُّورَةُ وَالْكَلْبُ وَالْجُنُبُ" (۴۴)، یعنی در نمی آید فرشته رحمت در خانه که دروی صورتی یا سگی یا جنبی باشد. چون خواهد که در خواب رود در جای متوجه قبله بنشیند و "آیه الكرسي" (۴۵) و "أَمِنَ الرَّسُولُ" (۴۶) بخواند و سه بار "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" (۴۷) و "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" (۴۸) و "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ" (۴۹) بخواند و در هر بار که خواند در میان دو کف دست دمد و بر همه اعضا مالد که رسول الله ﷺ چنین کرده اند. و سه بار گوید که "أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَآتُوبُ إِلَيْهِ". (۵۰) و در حدیث است که در هر وقت که استغفار کند، حق سُبْحَانَهُ همه گناهان وی را بیمارزد. و بذکر مشغول باشد، تا غایتی که خواب بروی غلبه کند. بعد از آن بدست راست روی سوی قبله تکیه گیرد. و کف دست راست را بروی خود بنهد و سه بار گوید: "اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابِك يَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادِكَ". (۵۱) و بگوید "اللَّهُمَّ أَسَلْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَالْجَانُّ ظَهَرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ اللَّهُمَّ أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبَيْتِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ. (۵۲) اللَّهُمَّ أَيْقِظْنِي فِي أَحَبِّ السَّاعَاتِ إِلَيْكَ وَأَسْتَعْمَلْنِي بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَيْكَ الَّتِي تَقْرَبُنِي إِلَيْكَ زُلْفَى وَتَبْعِدُنِي مِنْ سُخْطِكَ بَعْدًا (۵۳) اللَّهُمَّ لَا تُؤْمِنِي مُكْرَكَ وَلَا تُؤَلِّمْنِي غَيْرَكَ وَلَا تَنْسِي ذِكْرَكَ وَلَا تَجْعَلْنِي مِنَ الْغَافِلِينَ (۵۴) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ (فتوضا وضوئک لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ) فَقُلْ "اللَّهُمَّ أَسَلْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ إِلَى قَوْلِهِ أَرْسَلْتَ" وَقَالَ فَانَ مِثُّ مَنْ لَيْلَتِكَ مِثُّ عَلَى الْفِطْرَةِ، أَيْ عَلَى الدِّينِ الْحَقِّ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتُ

فصل: در فضیلت ذکر خفیه بکیفیت مخصوصه

این سبق را حضرت خواجه ما رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وقوف عددی گفتندی. می فرمودند که در حدیث است: «اجْمَعُوا وَضُوءَكُمْ جَمَعَ اللَّهُ شَمْلَكُمْ» (۵۷)، یعنی جمع کنید وضوتان را، تاحق تَعَالَى جمع کند پریشانی های شما را. مراد از جمع کردن وضو آن است که وضوی ظاهر و باطن حاصل آید از همه صفت های بد، چون حقد و حسد و کینه و عداوت بخلق، و دوستی هر چیزی که باشد جز محبت حق تَعَالَى و دل بمحبت حق تَعَالَى آرام گیرد. و چون دل از صفت های بد پاک شود و بصفات نیک آراسته شود سالم شود. و از بلا های این جهان و آن جهان خلاص نتوان یافت، مگر بدلی سالم. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ» (۵۷)، یعنی روز قیامت مالها و پسران بهیچ کس نفع نرسانند رسانید، مگر کسی که بدل سالم در قیامت بیاید. آنکس برحمت حق واصل شود، بسبب دل سالم. و صفت دل سالم اینست که گفته اند، نظم:

ز غیرت خسانه دلرا ز غیرت کرده ام خالی

که غیرت رانمی شاید درین خلوت سرافتن (۵۹)

و کبر گفته اند، مقصود از همه عبادت ها ذکر است. ذکر چون جانست، و همه عبادت ها چون قالب. اگر در عبادت ها از حضرت او غافل باشی چندان فائده ندهد. و حضرت خواجه ما می فرمودند که این رباعیه را تعویذ نویسند، بیمار صحت یابد:

تاروی تو دیده ام من ای شمع طراز

نی کار کنم نه روزه دارم نه نماز

تابا تو بوم مجاز من جمله نماز

چون بی تو بوم نماز من جمله مجاز (۲۰)

بدانکه اگر در ذکر اخلاص نباشد، چندان فائده ندهد، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. قِيلَ وَمَا إِخْلَاصُهَا؟ قَالَ أَنْ يُحْزَرَهُ عَنِ الْمَحَارِمِ (۲۱)، یعنی هر که گوید "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" باخلاص، ببهشت در آید. پرسیدند که اخلاص این کلمه چیست؟ رسول الله ﷺ فرمودند: اخلاص وی آنست که گوینده خود را از حرامها باز دارد. یعنی بیرکت گفتن این کلمه دل وی بصلاح آید و استقامت در احوال و افعال و احوال پدید آید. و چون استقامت ظاهره و باطنه حاصل آید، جمیع سعادات ابدیه میسر شود. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا" (۲۲)، یعنی بدرستی و راستی که آن کسانی که گفتند پروردگار ما الله تعالی است و ایمان آور دند بگفتن "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" بشرایط آن، پس راست شد ظاهرأ و باطنأ. و نتیجه گفتن این کلمه حاصل شد ایشان را. و آن استقامت ظاهره است. یعنی رعایت حدود شرعیه و استقامت باطنه که آن عبارتست از ایمان حقیقی که خواجه ما رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ آنرا تفسیر میکر دند بپاک شدن دل از جمیع منفعت و مضرت که دلها را مشغول دارد از حضرت حق تعالی، جز ای ایشان این باشد که "تَنْزَلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ" (۲۳) فرود آیند بر ایشان در وقت رفتن ایشان ازین جهان فرشتگان رحمت. و این فرشتگان رحمت گویند بایشان "أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا" (۲۴) متر سید از عذاب و غمناک مشوید بفوت شدن راحتی دنیا "وَأَبَشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ" (۲۵) بابشارت شوید بآن بهستی که وعده کرده شده بودید بآن. و بگویند آن فرشتگان مرین مؤمنان را "نَحْنُ أَوْلِيَاءُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ" (۲۶) ما نیم دوستان شما درین سرا و در آن سرا و بگویند آن فرشتگان مرین مؤمنان را که "وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ" (۲۷) "نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ" (۲۸) و مر شماراست درین بهشت. آنچه نفس های تان میخواهد و مر شماراست آنچه

آرزو برید و جمیع این نعمتها نزل باشد از نیک آمر زنده و نیک رحم کننده مر شمارا، و نزل ما حاضر را گویند که پیش مهمان بیارند و بعد از آن تکلف دیگر کنند و همه نعمتهای جنت ما حاضر باشد، بنسبت لقای همچون حضرت باری تعالی.

و اگر ذکر باخلاص نباشد، چندان فائده ندهد. بلکه خوف عظیم باشد که "مَنْ قَالَ اللَّهُ وَقَلْبُهُ غَافِلٍ عَنِ اللَّهِ فَخَصَّمَهُ فِي الدَّارَيْنِ اللَّهُ". یعنی هر که الله گوید و دل وی از رعایت احکام الله غافل باشد، پس خصم وی در هر دو جهان الله باشد. و در فضیلت ذکر آیات و احادیث بسیار است و مجمل هم اینست که یاد کرده شد. وَاللَّهُ أَعْلَمُ. و فائده تمام وقتی از ذکر حاصل آید که تلقین از مردی گرفته باشد. و خواجه ما می فرمودند رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ که کسانی که بارشاد و تلقین مشغولند. سه نوع اند. کامل مکمل و کامل و مقلد و کامل مکمل را خواجه محمد بن علی حکیم ترمذی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ (۶۹) گفته است که وی را از ولایت نبی چهار دانگ نصیب باشد. و کامل مکمل نورانی و نور بخش است. و کامل نورانی است، ولیکن نور بخش نیست. و مقلد بتلقین شیخ کاری میکند.

اگر باذن شیخ کامل بوده باشد، نیز امیدواری هست. فایده کمال فایده در آنست که تلقین از کامل مکمل باشد. و آن کم وجود گیرد. و گفته اند که مرشد قطب می باید یا خلیفه قطب. و بهر حال که باشد دایم بذكر مشغول باشد بآن کیفیت که تلقین کرده اند. و همه اوقات خود را مصروف بذكر دارد علی الخصوص پیش از صبح و بعد از شام، چنانکه خواجه این فقیر را فرموده اند. و عارف رومی (۷۰) میگوید:

از ذکر همی نور فزاید مه را

در راه حقیقت آورد گمراه را

هر صبح و نماز شام ورد خود ساز
خوش گفتن لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ را (۷۱)

و هر کس که بامداد و شبانگاه بذکر مشغول باشد از ذاکران بود، نی از غافلان. بحکم این آیت که «وَأَذْكُرُ رَبِّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَ خِيفَةً وَ دُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ» (۷۲)، یعنی یادکن ای محمد ﷺ پروردگار خود را، در دل بمسکنت و تضرع و ترس و یاد کن خدای رانی با آواز بلند و در بامداد و شبانگاه و مباش ای محمد ﷺ از غافلان، یعنی گو مباش امت تو از غافلان. و بعضی از مفسران گفته اند، مراد از غدو و آصال شب و روز است. یعنی علی الدوام بذکر خفیه مشغول باش و از غافلان مباش.

بدانکه در هیچ آیت و حدیث امر بذکر بلند نیست، و نیا مده است، بلکه امر بذکر خفیه است. چنانکه درین آیت مذکوره است که «أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَ خِيفَةً» (۷۳)، یعنی بخوانید پروردگار تان را بمسکنت و تضرع و آهسته. «إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ». (۷۴) بدرستی و راستی که الله تعالی دوست نمیدارد کسانی را که از حد در گذرند و آواز بلند کنند. و در تفسیر امام نجم الدین عمر (۷۵) صاحب منظومه در معنی این آیت آورده است، که ابو موسی اشعری رضی الله عنه (۷۶) روایت کرده است که صحابه با رسول الله ﷺ در سفری بودند. چون بر بالای بلندی برآمدند، تکبیر و تهلیل گفتند و آواز بلند کردند. رسول الله ﷺ گفتند: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا عَلَيَّ أَنْفُسِكُمْ لَسْتُمْ تَدْعُونَ أَصْمًا وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ لَتَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا وَهُوَ مَعَكُمْ». یعنی ای مردمان نگاه دارید بر نفسهای تان، یعنی نعره مزیند و در دلهای خود خدای را یاد کنید. شما کر و غایب را نمی خوانید، بلکه شما خوانید، آنی را که شنو است و نزدیک است بعلم قدیم بشما.

و غیر ازین دلایل بسیارست. بنا برین علما گفته اند که ذکر بلند

بخلاف دلیل است و مشایخ گفته اند که ذکر خفیه اولی است. عارف رومی^{۲۷} می فرماید:

نعره کم زن ز آنکه نزدیکست یار

که زنزدیکی گمان آید حصول

و بسبب ملازمت و مداومت بروقوف عددی دل زود ذاکر می شود و از خواجه^{۲۸} سماع دارم:

دل چوماهی و ذکر چون آبست

زنده دلها بذكر وهابست

و چون دل ذاکر شود و علامات آن ظهور کند، بعد از بوقوف قلبی مشغول باید بود. و فواید آن را بیان کنیم.

فصل: در فوائد وقوف قلبی و صحبت شیخ

بدانکه از حضرت خواجه ما رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ سماع دارم که می گفتند:
”الدُّكْرُ اِرْتِفَاعُ الْغَفْلَةِ فَاِذَا اِرْتَفَعَ الْغَفْلَةُ فَاَنْتَ ذَاكِرٌ وَاِنْ سَكْتَ“. یعنی ذکر دور شدن غفلت است، چون غفلت دور شد، مرد ذاکر باشد اگرچه خاموش باشد. ومی فرمودند که رعایت وقوف قلبی مهم است در همه احوال. در خوردن و گفتن و رفتن و فروختن و خریدن و طهارت ساختن و نماز گذاردن و قرآن خواندن و کتابت کردن و درس گفتن و وعظ و نصیحت، باید که یک چشم زدن غافل نباشد تا مقصود حاصل آید.

و کبر گفته اند: ”مَنْ غَمَّضَ عَيْنَهُ عَنِ اللهِ طَرْفَةً عَيْنٍ لَا يَصِلُ اِلَيْهِ طَوْلُ عُمْرِهِ“. یعنی هر که یک چشم زدن از خدای غافل شود، بآنچه مقصود است نرسد در درازی عمرش. و نگاه داشتن باطن کار مشکل است، فاما بعنایت حق تعالی و تربیت خاصان حق زود میسر میشود. (بیت):

بی عنایات حق و خاصان حق

گر ملک باشد سیاهستش ورق (۷۷)

و در صحبت دوستان خدای تعالی که هم سبق باشند و منکر یکدیگر نباشند و شرائط صحبت نگاه دارند زود میسر شود. و به یک التفات باطن شیخ کامل مکمل تصفیة باطن چندان حاصل آید که بریاضات کثیره حاصل نیاید. چنانکه عارف رومی گوید:

آنکه به تبریز دید یک نظر شمس دین

طعنه زند برده سخره کند بر چله (۷۸)

وسخن شیخ ابو یوسف همدانی است که ”اصْبِحُوا مَعَ اللهِ، فَاِنْ لَمْ

تَطِيفُوا فَاَصْبَحُوا مَعَ مَنْ يَصْحَبُ مَعَ اللهِ“ (۷۹)، یعنی صحبت بخدائی دارید و

اگر طاقت نیاورید، با کسی که بخدائی صحبت داشته باشد، صحبت دارید. و خواجه علاء الدین رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ می فرمودند که "صُحْبَةَ مَعَ اللَّهِ" بعد از فنا دست می دهد. و آلا صحبت باهل فنا خود میسر است. و درین حدیث که "إِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِينُوا مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ" (۸۰) می گفتند که اشارت بصحبت اهل فناست. فاما اگر صحبت از بهر دفع ملامت و اغراض فاسده و جمع دنیا و استمالت اهل دنیا باشد، از آن صحبت حذر باید کرد. و سخن خواجه عبدالخالق است که از صحبت بیگانگان بگریز، چنانکه از شیر گریزی. و اگر در صحبت بباطن مشغول می باشنده، باید که بظاهر از مَالاً يَعْنِي نیز حذر کنند و علامت صحبت که مفید است، آنست که دروی فیض حقانی بردل بنده رسد، و از ماسوی خلاص یابد. چنانکه گفته اند:

باهر که نشستی و نشد جمع دلت

وز تونر هید ز حمت آب و گلت

زنهار از آن قوم گریزان می باش

ورنه نکند جان عزیزان بحلت (۸۱)

و صحابه گفتندی مریکد یگر را: "تَعَالَوْا نَجْلِسُ فَنُؤْمِنُ سَاعَةً" (۸۲)

یعنی بیائید تا نشینیم و یکساعت باایمان حقیقی که آن نفی ماسواست مشرف شویم. و فواید صحبت دوستان خدای بسیار است:

ابرگریبان باغ را خندان کند

صحبت مردانت از مردان کند (۸۳)

و چون بوقوف قلبی ملازمت نماید، خلاصه آنچه در ذکر است حاصل شود و چشم بصیرت کشاده گردد. و بارگاه دل از خار اغیار خالی شود. و ذاکر در بحر فنا محو شود و بشرف مذکوری بمقتضای "فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ" (۸۴) مشرف شود. و بحکم وعده "لَا يَسْعُنِي اَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَلَكِنْ يَسْعُنِي قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ" (۸۵) جمال سلطان الا الله تجلی کند

و دیگر سالک از اسم بمسمی مشغول شود. و اشتغال با اسم بطریق رسم غفلتست. روزی در صحبت حضرت خواجه ما قدس سره، یکی باواز بلند "الله" گفت. خواجه گفتند: "این چه غفلتست؟ عِلْمٌ مِنْ فَهْمٍ وَفَهْمٌ مِنْ عِلْمٍ". و در حقائق التفسیر (۸۶) آورده است که یکی از کبرارا پرسیدند که در بهشت ذکر خواهد بود؟ جواب گفتند که حقیقت ذکر آنست که غفلت نماند، و چون غفلت در بهشت نخواهد بود، همه ذکر باشد. بعد از آن گفت که سخن اهل تحقیق است:

كَفَانِي حَوِيًّا إِنْ أَنَا جِيكَ ذَائِبًا
كَأَنِّي بَعِيدًا وَكَأَنَّكَ غَائِبٌ

یعنی گناهست که من ترا در وقت ذکر و مناجات بر زبان یاد کنم. زیرا که من از علم حضرت تو دور نیستم و تو غائب نیستی. اشارت بدین آیت است که "وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ جَبَلِ الْوَرِيدِ". (۸۷)

و در وقوف عددی و قلبی با اختیار و چشم فراز نکند. و سر و گردن شیب نکند که آن سبب اطلاع خلق است. و خواجه ما رحمه الله علیه ازین منع می کردند، و از امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه (۸۸) منقولست که مردی را دلبند که سر و گردن شیب انداخته بود. گفت: "يَا رَجُلُ ارْفَعْ عُنُقَكَ". یعنی ای مرد گردنت بردار. چنان می باید که هیچکس از اهل مجلس حال او را نداند. و بعضی از کبر گفته اند که "الصُّوفِيُّ هُوَ الْكَائِنُ الْبَائِنُ" (۸۹)، یعنی صوفی آنکس است که پنهان باشد و آشکارا. یعنی بیاطن بحق سبحانه مشغول باشد و بظاهر بخلق. نظم:

از درون شو آشنا و از برون بیگانه باش

این چنین زیبا روش کم می بود اندر جهان (۹۰)

مردان رهش بهمت و دیده روند

زان در ره او هیچ اثر پیدا نیست (۹۱)

ومی گفتند مدتی بدو دانشمند دقیق النظر صحبت داشتم. ایشان با وجود کمال محبت مرا نشاخشند. زیرا که چون بنده به بی صفتی رسد، شناختن او مشکل بود، خصوصاً اهل رسم را. و حقیقت ذکر خفی بوقوف قلبی میسر می شود، بجایی می رسد که دل نیز نمی داند که بذکر مشغولست. و سخن کبراست که "إِذَا عَلِمَ الْقَلْبُ أَنَّهُ ذَاكِرٌ فَأَعْلَمَ أَنَّهُ غَافِلٌ". و در حقایق التفسیر آورده است درین آیت که "وَإِذْ ذُكِرَ رَبُّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً". (۹۲) "قَالَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ لَا يَظْهَرُ ذِكْرُكَ لِنَفْسِكَ فَتَطْلُبُ بِهِ عَوْضًا وَأَفْضَلَ الذِّكْرِ مَا لَا يُشْرِفُ عَلَيْهِ إِلَّا الْحَقُّ". و بعضی از کبر گفته اند: "ذِكْرُ اللِّسَانِ هَذِيانٌ وَذِكْرُ الْقَلْبِ وَسَوْسَةٌ". و این بنسبت متتهیان باشد:

دل را گفتم بیاد او شاد کنم

چون من همه او شدم کرا یاد کنم

خواجه ما قُدِسَ سِرُّهُ می فرمودند که چون از سفر مبارک کعبه مراجعت افتاد، بولایت طوس رسیده شد. خواجه علاء الدین^۲ از بخارا با اصحاب و احباب با استقبال آمده بوده. و از ملک عزالدین حسین که والی هرات بود، مکتوبی بدست قاصدی بدست ما رسیده. و مضمون مکتوب این بود که میخواستیم که بشرف ملاقات مشرف شویم و آمدن ما متعسرست. اگر عنان کرم باین صوب متوجه سازند، تمام بنده نوازی ست. بموجب: "وَأَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَرْ" (۹۳) و بمتقاضی: "يَا دَاءُ وَدُ إِذَا رَأَيْتُ لِي طَالِبًا فَكُنْ لَهُ خَادِمًا" متوجه هرات شدیم. چون بملک رسیدیم، پرسید که شیخی بشما بطریق ارث از آبا و اجداد رسیده است؟ گفتم نی. پرسید که سماع می روید و ذکر بلند می گوئید و خلوت می نشینید؟ گفتم نی. ملک گفت: "درویشان را این هاست، چون شمارا نیست؟" گفتم: "چون جذبه و عنایت حق سُبْحَانَهُ بمن رسید و مرا بفضل خود بی سابقه مجاهدت قبول کرد. بعده من باشارت حقانیه بخلفاء خواجه عبدالخالق غجدوانی^۳ پیوستم. و ایشان را دراصل این

چیزها نبوده است. “ملک فرمودند: “کار ایشان چیست؟” گفتم: “بظاهر بخلق باشند و بباطن بحق.” ملک گفت: “چنین دست دهد؟” گفتم: “آری! حق تعالی می فرماید: رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ.” (۹۳)

ومی گفتند: “خلوت شهرتست و شهرت آفت.” و سخن خواجگان ماست، قَدَسَ سِرُّهُمْ که خلوت در انجمن و سفر در وطن، هوشِ دردم، نظر در قدم. و می گفتند: “حضور و ذوقی که در ذکر بلند و سماع حاصل می شود، دوام ندارد. و مداومت بوقوف قلبی بجذب می کشد و بجذب کار تمام می شود.”

ع گرمی مجوی آلا از آتش درونی

وَاللَّهُ تَعَالَى هُوَ الْمُؤَفَّقُ.

فصل: در نمازهای نافله

حضرت خواجه ما قَدَسَ سِرُّهُ بنده را فرمودند که پیش از صبح بسبق باطن مشغول باشی. و آن اشارت است بتهجد که بعضی از کبرا گفته اند که در هر حال رسول الله ﷺ پیش از صبح بیدار بودی، و نماز گزاردی. و در اول حال نماز بتهجد بر ایشان فرض بود. و بعضی برین اند که در آخر حال بر رسول الله ﷺ فرض نمانده بود، بطریق نفل می گذارند. و بعضی می گویند تا آخر عمر بر ایشان فرض بود. قَالَ اللهُ تَعَالَى: "وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا" (۹۵)، یعنی بعضی از شب را بیدار دارای محمد ﷺ بقرآن خواندن در نماز زیادتی که فریضه باشد ترا یا نفل باشد مر ترا، شاید که بر انگیزد پروردگار تو مر ترا در مقام محمود که آن تجلی ذاتی باشد، یا مقام شفاعت مر اولین و آخرین را. پس مقام محمود (حضرت) محمد ﷺ را معبود و عده فرمود بسبب هجود در شب و سجود. و در آیت دیگر گفت که "يَا أَيُّهَا الْمَرْمِلُ قُمِ اللَّيْلَ" (۹۶) ای مرد گلیم بر خود پیچیده بر خیز شب عبادت رب قدیم. و صفت شب خیزان در قرآن بسیار است. قَالَ اللهُ تَعَالَى: "إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ". (۹۷) بدرستی و راستی که پرهیز گاران در آن جهان باشند در بوستانها و چشمهای آب روان "آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ". (۹۸) گیرنده باشند آن چیز را که داده باشد ایشان را پروردگار شان. "إِنَّهُمْ كَانُوا أَقْبَلَ ذَلِكَ مُحْسِنِينَ" (۹۹) بدرستی و راستی که بودند این خدای پرستان در دنیا نیکی کنندگان. و بیان کرد که "كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ" (۱۰۰) بودند که در اندکی از شب خواب رفتندی و بیشتر را بیدار بودندی. "وَبِأَلَّا سَحَّارِ هُمْ يُسْتَغْفَرُونَ". (۱۰۱) و در سحرها آمرزش خواستندی از گناهان. و در حدیث است که در سحرها بسیار باید

گفت: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا (۱۰۲) وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ". (۱۰۳) ودر آیت دیگر فرمود: "تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ" (۱۰۴)، یعنی بیک سوی رود پهلوی های مؤمنان خدای ترس از خوابها، یعنی شب بیدار می باشند و می خوانند پروردگار شان را "خَوْفًا وَطَمَعًا" (۱۰۵) از بهر ترسیدن عذابش و طمع داشتن برحمتش، "وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ". (۱۰۶) واز آن چیزها که روزی کرده ایم ایشان را نفقه می کنند در راه خدای تعالی "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ" (۱۰۷) پس نمی داند هیچ نفسی از مخلوقات آن چیزها را که پنهان گردانیده شده است از بهر ایشان که آن روشنی چشم ایشان می باشند. یعنی خوش آیدایشان را "جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" (۱۰۸) و باشد که آن درجها و نعمتها جزای عملهای ایشان باشد.

و رسول الله ﷺ صحابه را گفت: "عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَابُّ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ وَمُكَفِّرَةٌ لِلْسَّيِّئَاتِ وَمُنْهَاهَا عَنِ الْإِثْمِ". (۱۰۹)، یعنی بر شما باد که شب بیدار باشید که (آن) رفتار صالحان است. یعنی انبیاء و رسل و اولیا شب بیدار بودند، شما نیز آنرا اختیار کنید که شب بیدار بودن سبب رحمت حق است و موجب کفارت گناهانست و سبب باز داشتن از گناهانست. ودر حدیث دیگر است که رسول الله ﷺ فرمود که "أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللَّهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ" (۱۱۰)، یعنی نزدیک ترین بودن رحمت خدای تعالی به بندگان بمیان شب است که بصبح نزدیک باشد. پس اگر توانی که باشی از کسانی که یاد میکنند مر حضرت خدای را عَزَّوَجَلَّ در آن وقت بپاش از ایشان. و در فضیلت شب خیزان احادیث بسیار است. آداب آنرا بِتَوْفِيقِ اللَّهِ تَعَالَى بیان کنیم:

در خیر است که رسول الله ﷺ شب بیدار شدی، اول مسواک کردی و

وضوی ساختی. و بخواندی این آیت را که "إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَإِخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ" (۱۱۱) تا آخر سوره الم الله (۱۱۲) و این دعا را
بخواندی که "اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قِيمَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ
الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدَكَ الْحَقُّ
وَلِقَائِكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ
وَالسَّاعَةُ حَقٌّ. اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ
أَنْبَتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ
وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا
أَنْتَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ" (۱۱۳)

بعد از آن دوازده رکعت نماز بخشش سلام بگذارد. و اگر "سوره یس" یاد باشد، در نماز تهجد بخواند. حضرت عزیزان رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ گفته اند که چون سه دل جمع آید کار بنده مؤمن بر آید. دل شب و دل قرآن که یس است و دل بنده مؤمن. اگر وقت تنگ باشد، هشت رکعت با چهار رکعت یا دو رکعت بگذارد. و بعد از نماز دعا کند. و بسبق باطن مشغول شود تا صبح دمدم. سنت نماز بامداد را در خانه خود گذارد. دو رکعت اول "فاتحه" و "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ" (۱۱۳) و در رکعت دوم "فاتحه" و "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" (۱۱۵) بخواند. بعد از آن هفتاد بار "أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَآتُوبُ إِلَيْهِ" (۱۱۶) گوید. و اگر شب پگاه باشد ساعتی بدست راست روی سوی قبله تکیه کند باز طهارت نو سازد از برای سنت و فریضه نماز بامداد. و در راه مسجد گوید "أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْ جَمِيعِ مَا كَرِهَ اللَّهُ قَوْلًا وَفِعْلًا وَوَ خَاطِرًا وَ نَاطِرًا".

و چون در مسجد در آید پای راست پیش نهد و گوید: "السَّلَامُ عَلَيَّ أَهْلِ بَيْتِ اللَّهِ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ". (۱۱۷) و جواب سلام خود

گوید: **السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ**. و چون نماز بامداد ادا کند بر جای نماز خود نشیند و بسبق باطن مشغول گردد تا آفتاب بر آید، بعد از آن دو رکعت نماز گذارد. رسول الله ﷺ فرمود:

”مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ بِيَجْمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ بِذِكْرِ اللَّهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَامَّةٍ تَامَةً“ (۱۱۸)، یعنی هر که نماز بامداد گزارد بجماعت پس نشیند و یاد کند حق تعالی را تا آفتاب بر آید و دو رکعت نماز بگذارد، و باشدوی را ثواب یک حج و یک عمره تمام تمام. و بعد از آن دو رکعت دیگر بگذارد و به نیت استخاره یعنی طلب خیر کند از حق تعالی که درین روز توفیق خیر دهدش. رسول الله ﷺ فرمود: **حِكَايَةُ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى: ”يَا ابْنَ آدَمَ ارْكَعْ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفَكَ آخِرَهُ“** (۱۱۹)، یعنی حق گفت: ای پسر آدم! بگذار از برای من چهار رکعت نماز در اول روز، تا کفایت کنم من آخر روز ترا. **وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ”مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى يُسَبِّحَ رَكَعَتِي الضُّحَى لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ“** (۱۲۰)، یعنی هر که نماز بامداد بگذارد و بنشیند بر جای نماز خود تا دو رکعت نماز چاشت گذارد و نگوید، الا خیر آمرزیده شود همه گناهان او اگر چه بیشتر از کفک دریا باشد. و بعضی از مفسران گفته اند در تفسیر این آیت که **”وَابْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى“** (۱۲۱) یعنی (حضرت) ابراهیم پیغمبر (علیه السلام) وفا کرد. یعنی نماز اشراق را ترک نکرد.

و چون این نماز گزارد، ده بار بگوید: **”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“**. (۱۲۲) و این ذکر را حضرت شیخ سیف الدین باخرزی تلقین کردند وقتی که متوجه مزار ایشان می بودم. بعده دعا کند و از حق تعالی توفیق خیر جوید. و چون از مسجد بیرون آید بگوید: **”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ“**. (۱۲۳) تا خانه رسد،

این دعا را بخواند تا در منزل خود در آید. اگر قرآن داند، مصحف بنهد و قرآن آن مقدار که خواهد بخواند. بعد از آن اگر طالب علم باشد، بطلب علم و درس مشغول شود و اگر کاسب باشد بکسب مشغول شود و اگر سالک باشد بذکر و مراقبه مشغول باشد، تا آفتاب بلند بر آید و زمین گرم شود، نماز چاشت بگذارد.

و نماز چاشت دوازده رکعت آمده است. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَنْ صَلَّى الصُّحْطِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ قَصْرًا مِنَ الذَّهَبِ فِي الْجَنَّةِ" (۱۲۳)، یعنی هر که نماز چاشت بگذارد دوازده رکعت، حق تعالی کو شکی از زر در بهشت برای وی بنا کند. و هشت رکعت نیز آمده است و چهار رکعت و دو رکعت نیز آمده است.

و بعضی از مفسران درین آیت که "فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غُفُورًا" (۱۲۵) "بدرستی که خدای تعالی مر اوابین را آمرزنده است" گفته اند، مراد از اوابین کسانی اند که نماز چاشت بگذارند. و در حدیث است که "صَلْوَةُ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِضَالُ" (۱۲۶) یعنی نماز اوابین وقتی ست که سنگ ریزه گرم شود بافتاب و پای شتر بچه چون بز زمین رسد، بسوزد از گرما. و بعضی مفسران گفته اند: "نماز اوابین در میان نماز شام و نماز خفتن است شش رکعت." و اگر تو اند از نماز شام تا نماز خفتن در مسجد نشیند و بسبق باطن مشغول باشد که ثواب بسیار است و حضرت خواجه بنده را باین فرموده بودند. وَاللَّهُ تَعَالَى الْمُؤَفَّقُ.

خاتمه فوائد خواجه نقشبند^{رح} و

خواجه علاء الدین عطار^{رح}

در بعضی فواید که از حضرت خواجه^{رح} باین فقیر رسیده بود و از خلیفه ایشان خواجه علاء الدین عطار رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ بیان کرده شد، بِتَوْفِيقِ اللَّهِ تَعَالَى. حضرت خواجه ما فرمودند که امیر خود مرا یک نوبت گفتند که تا لقمه پاک نباشد، مقصود حاصل نشود. و بعضی می گویند: "ما دریا شده ایم مارا زیان نمی دارد." دروغ می گویند. آری! در پای نجس شده اند، زیرا که رسول الله ﷺ احتراز کرد و گوشت گوسفند مغصوب نخورد. و خدای تعالی می فرماید: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ". (۱۲۷) یعنی ای مؤمنان! مخورید مالهای یکدیگر را باطل، یعنی بآن وجه که شرع حکم نکرده است. و صحابه^{رح} در نماز و روزه زیادتی چندان اهتمام نمی نمودند که در لقمه. و می گفتند که در حدیث است که "الْعِبَادَةُ عَشْرَةٌ أَجْزَاءٌ تَسَعَةٌ مِنْهَا طَلَبُ الْحَلَالِ". (۱۲۸) یعنی بندگی خدای تعالی ده بخش است و در آن نه طلب کردن حلال است." و می گفتند که درویش باید که بلند همت باشد و بما سوی حق التفات ننماید. و بوقایع مغرور نگردد که آن دلیل قبول طاعت پیش نیست. نظم:

چو غلام آفتابم همه ز آفتاب گویم

نه شبم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم (۱۲۹)

و در آن کوشد که مظهر قبض و بسط شود، تاسر: "وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا

تَبْصِرُونَ". (۱۳۰) معلوم وی شود. و نکته: "الْقَبْضُ وَالْبَسْطُ فِي الْوَلِيِّ

كَالْوَجْهِ لِلنَّبِيِّ" دریا بد. و می گفتند ما هر چه یافتیم از علو همت یافتیم. و بنده

را وقتی که کلاه مبارک خود دادند گفتند این را نگاه دار که هر جاوی رابینی
 مارا یاد کنی و چون مارا یاد کنی مارا بیابی و برکت آن در خانواده تو باشد.
 حضرت خواجه علاء الدین عَطَّارِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ روزی بیرون آمدند و
 بنده مخزون بود. فرمودند که چرا حزن داری؟ گفتیم: "معلوم شماست."
 گفتند: "معنی این سخن چیست؟":

ما ذات نهاده در صفاتیم همه
 موصوف صفت سخره ذاتیم همه
 تادر صفتیم جمله ماتیم همه
 چون رفت صفت عین حیاتیم همه (۱۳۱)

و این سخن حکیم غزنوی خواجه سنائی ست رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ. (۱۳۲)
 هر کسی معنی گفتند. آخر بنده را پرسیدند که توجه می گوئی؟ گفتیم: "این
 اشارت بتجلی ذاتیست که "وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي". (۱۳۳) بیان آن
 میکند. "بعده گفتند: "پس غم چراست":

ع جانان تو کجا و ما کجائیم

و خواجه بنده را فرمودند تا توانی باین حدیث عمل کن که "صَلِّ مَنْ
 قَطَعَكَ وَاَعْطَى مِنْ حَرَمِكَ وَاَعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ" (۱۳۴) و معنی وی آنست که
 پیوند بان که از تو بریده است و چیزی بده آن را که ترا محروم گردانیده است
 و چیزی در وقت احتیاج بتونداده است و عفو کن از کسی که بتو ستم رسانیده
 است. و همه خلاف هوای نفس است و این حدیث را فواید بسیار است.

ومی گفتند که در حدیث است که "الْفُقْرَاءُ الصُّبْرُ هُمْ جُلَسَاءُ اللَّهِ تَعَالَى
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَيُّ الْمُقْرَبُونَ غَايَةَ الْقُرْبِ، یعنی فقیران صبر کننده همنشینان خداوند
 در قیامت. "یعنی نیک نیک برحمت او نزدیک اند. و فرمودند: "فقر بر دو
 نوعست: اختیاری و اضطراری و اضطراری افضل است که اختیار حقست به
 نسبت بنده. "ومی گفتند: "بی فقر ظاهر و باطن کار تمام نمی شود."

و خواجه علاء الدین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ می گفتند که همه قرآن اشارت بنفی وجودست و حقیقت متابعت سنت مخالفت طبیعت است و تابنده بمقام فنا رسد، خلاص از طبیعت مشکل است. و درین بیت که:

از آن مادر که من زادم دگر باره شدم جفتش

از آنم گبرمی خوانند که بامادر زنا کردم

مراد ازین مادر طبیعت است. و بنده بترک اختیار خود و تفویض در

جزئیات و کلیات بمقام "بِي يَنْطِقُ وَيَبِي يَبْصُرُ" (۱۳۵) می رسد. و مراد ازین

سخن که "حَسَنَاتُ الْاِبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقْرَبِينَ" (۱۳۶) دید طاعت است که آن

حسنه است بنزدیک ابرار، و سیئه است بنزدیک مقربان. نظم:

مذهب زاهد غرور اندر غرور

مذهب عارف خراب اندر خراب

ومی فرمودند که روندگان راه دو قسم اند. بعضی انواع ریاضات و

مجاهدات می کشند و نتایج آن را می طلبند و می یابند و کار میسر می شود و

بعضی فضلای اند، جز فضل خدای تعالی هیچ نمی بینند و توفیق طاعات و

مجاهدات هم از فضل او می بینند و عمل را ملاحظه نمی کنند، باوجود این

عمل را ترک نمی کنند و این طایفه زودتر بمقصود می رسند. "الْحَقِيقَةُ

تَرَكَ مَلَا حِظَّةَ الْعَمَلِ لَا تَرَكَ الْعَمَلِ". (۱۳۷) و پیر هروی (۱۳۸) می

فرماید که عمل را رها مکن ولیکن گران بها مکن. و خواجه ما می گفتند: "ما

فضلیانیم، دویست کس بودیم که قدم در کوی طلب نهادیم، فضل حق

سبحانه بمن رسید، یعنی مقام قطب." و می گفتند: "بیست سالست که بفضل

الهی بمقام بی صفتی مشرف شده ام، چنانکه درین بیست اشاره است":

ما ذات نهاده در صفاتیم همه

موصوف صفت سخره ذاتیم همه

تبا در صفتیم جمله ماتیم همه

چون رفت صفت عین حیاتیم همه

از خواجه علاء الدین^۱ سماع دارم که می فرمودند که حضرت خواجه گفتند که مراد از آن مجذوب که حضرت خواجه محمد بن علی حکیم ترمذی قُدَس سِرُّهُ روحه در بعضی از تصانیف خود ذکر کرده اند که در بخارا مجذوبی پیدا شود که وی را چهار دانگ از ولایت نبی نصیب باشد من بوده ام. و می گفتند که دو کورت بحجاز رفتم کسی که وی را قابلیت معنی من بوده باشد نیافتم. و می فرمودند درین آیت کریمه که ابراهیم عَلَیْهِ السَّلَامُ گفت: "رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحِی الْمَوْتِیْ قَالَ اَوْلَمْ تُؤْمِنُ قَالَ بَلِیْ وَلَکِن لَّیَطْمِئِنَّ قَلْبِیْ" (۱۳۹) مراد از اطمینان قلب آن بود که ابراهیم عَلَیْهِ السَّلَامُ مظهر صفات احیایی شود. و می گفتند این آیات که "اَلَا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا" (۱۴۰) و "اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ" (۱۴۱) بآن آیت که "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ" (۱۴۲) متناقض نیست، زیرا که در آن آیت سلب خوف و حزن از اولیاء به نسبت و عده الوهیت و صفت جمال حق است و درین آیت که "وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ" به نسبت بشریت و جلال حق است و درین آیت که "فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ" (۱۴۳) مراد از طاغوت ماسوی حق است. و می فرمودند که روزه مانفی ماسوی است و نماز ما "کَانَکَ تَرَاهُ" (۱۴۴) است. و این بیت از ایشان باین فقیر رسید:

تاروی ترا دیده ام من ای شمع طراز

نی کارکنم نه روزه دارم نه نماز

تابا تو بوم مجاز من جمله نماز

چون بی تو بوم نماز من جمله مجاز (۱۴۵)

و معنی وی آنست که بعد از حصول شهود و وصول مقصود معلوم

می شود که طاعتی که لایق حضرت (حق) باشد نمی توان آورد که "وَمَا

قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ“ (۱۳۶) ”اَيُّ مَا عَظُمُوا اللّٰهَ حَقَّ عَظَمِهٖ“. ومی فرمودند
اگر یاربى عیب خواهی بی یار مانى . نظم:

بندۀ حلقه بگوش ار نوازی، برود

لطف کن لطف که بیگانه شود حلقه بگوش

ومى فرمودند که حقیقت اخلاص بعد از فنا دست میدهد، تا بشریت

غالبست میسر نمی شود و این نظم املا فرمودند، نظم:

ساقى قدحى که نیم مستیم

مخمور صبحى الستیم

مارا تو بما ممان که تاما

باخویشتنیم بت پرستیم

لَكَ الْحَمْدُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ عَلَى التَّوْفِيقِ لِإِلْتِمَامِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْكِرَامِ. وَكَانَ زَمَانُ إِتْمَامِهِ

وَقْتُ الظُّهْرِ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ عَاشِرُ شَهْرِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ سَنَةِ تِسْعٍ وَتِسْعِمِائَةٍ

(۹۰۹) وَأَنَا الْعَبْدُ جَلَالَ غَفَرَلَهُ.

شرح اسماء الحسنی (فارسی)

۱	الف	عربی و فارسی نامهای مبارک و شریف
۲	ب	سوره الفاتحه
۳	ج	سوره الفجر (۱۸۰)
۴	د	سوره الفیض (۳۳)
۵	ه	سوره الفیل (۴)
۶	و	سوره الفیل (۴)
۷	ز	سوره الفیل (۴)
۸	ح	سوره الفیل (۴)
۹	ط	سوره الفیل (۴)
۱۰	ث	سوره الفیل (۴)
۱۱	ج	سوره الفیل (۴)
۱۲	چ	سوره الفیل (۴)
۱۳	ح	سوره الفیل (۴)
۱۴	خ	سوره الفیل (۴)
۱۵	د	سوره الفیل (۴)
۱۶	ذ	سوره الفیل (۴)
۱۷	ر	سوره الفیل (۴)
۱۸	ز	سوره الفیل (۴)
۱۹	س	سوره الفیل (۴)

حواشی

شرح اسماء الحسنیٰ (فارسی)

- ۱- الزجی بمعنی مرجو آنچه امید آن را داشته باشند۔
- ۲- سورة الاعلیٰ: ۱
- ۳- سورة الاعراف: ۱۸۰
- ۴- رک: پنهان حصین: ۴۴
- ۵- سورة المزمل: ۲۰
- ۶- (محررم ۱۸ھ - ربیع الاول ۹۱ھ)۔
- ۷- رک: پنهان قدسیہ: ۲۰۳
- ۸- (ربیع الاول ۶۰۴ھ - جمادی الثانی ۶۷۲ھ)۔
- ۹- مثنوی (میرخانی) جلد اول: ۹۰-۹۱
- ۱۰- (م ۸۸۳ھ / ۱۴۸۴م)۔
- ۱۱- در کتابهای تذکره و صوفیه یافته نشد۔
- ۱۲- المعجم المفهرس للافظاء الحدیث النبوی (ج ۱): ۳۷۹ بدین طور: "ان الجزیه لتشتاق الی ثلاثه علی و عمار و سلمان" (پنهان نقل از ترمذی: مناقب ۳۳)۔
- ۱۳- سورة البقره: ۶۰
- ۱۴- سورة الحشر: ۲۳
- ۱۵- سورة البقره: ۲۲۲
- ۱۶- سورة یسین: ۵۸
- ۱۷- کلیات شمس (جز ۱): ۵
- ۱۸- سورة الذریت: ۲۱
- ۱۹- سورة الفرقان: ۶۲

کلیات شمس (جز ۵): ۳۰

۲۰- ”القبض والبط فی الولی کالوح للنسی“ (آئیه: ۳۸)-

۲۱- احادیث مثنوی: ۱۱۶ (بہ نقل از المصحح القوی، ج ۴، ص ۳۱۳)-

۲۲- (م رجب ۸۰۲ھ/ ۱۴۰۰م)-

۲۳- سورة آل عمران: ۱۹۱

۲۴- تفسیر چرخی: ۳۲۲، ۲۹۷

۲۵- سورة الشوریٰ: ۱۱

حوارئیہ (فارسی)

۱- (محررم ۱۸ھ- ربیع الاول ۹۱ھ)-

۲- (۳۵۷- ۴۳۰ھ)-

۳- رباعیات ابوسعید ابوالخیر: ۳۹

۴- ”سورة الفاتحة“

۵- سورة الفاتحة: ۱-۳

۶- سورة الفاتحة: ۳

۷- سورة الفاتحة: ۳

۸- سورة الفاتحة: ۳

۹- سورة الرحمن: ۷۰

۱۰- رک: بہ تفسیر چرخی: ۳۲

۱۱- رک: بہ مشکوٰۃ، ص ۲۱ وابن ماجہ، ص ۱۸، ومرصاد العباد، ص ۲۱۰

۱۲- رک: بہ تفسیر چرخی: ۳۳۹

۱۳- سورة ص: ۷۲

۱۳- مرصاد العباد: ۲۳۸

۱۵- مولانا جلال الدین محمد رومی (م ۶۷۲ھ / ۱۲۷۳ء)۔

۱۶- رک: یہ کلیات شمس (ج ۲): ۱۸۰۔

۱۷- رک: یہ کلیات شمس۔ مصرع آخرین رباعی، جلد ۸: ۵۵۔

۱۸- سورة الفاتحة: ۱-۲

۱۹- رک: یہ مندا امام احمد بن حنبل (ج ۲): ۲۳۲، و مرصاد العباد: ۲۳۸

۲۰- سورة الفاتحة: ۳

۲۱- سورة یونس: ۶۲

۲۲- (م ۵۲۵ھ)۔

۲۳- دیوان سنائی: ۱۷۳

۲۴- یا کی تفاوت، دیوان سنائی: ۲۶۹-۲۶۰

۲۵- سورة الفاتحة: ۳

۲۶- رک: یہ شرح منثوی (جلد دوم): ۳۷۰ کہ آتجا مصرع اول بیت شیخ محی الدین ابن عربی

دانسته شده است۔

۲۷- سورة الطلاق: ۳

۲۸- رک: یہ تفسیر چرخنی: ۱۳۵، ۱۵۳

۲۹- سورة الرعد: ۱۱

۳۰- سورة الفاتحة: ۵

۳۱- (م ۵۶۰ھ)

۳۲- سورة الفاتحة: ۶

۳۳- سورة الفاتحة: ۷

۳۴- سورة الفاتحة: ۷

۳۵- دیوان حکیم سنائی: با تفاوت کی، ص ۲۳۶

طریقه ختم احزاب (فارسی)

- ۱- نسخہ ب: "کہ بوداوثانی معروف کرخی"۔
- ۲- ب: "دظم"۔
- ۳- ب: "گرفتم، گفت نقل این روایت"۔
- ۴- ب: "سنددار از ان صاحب ہدایت"۔
- ۵- ب: این بیت ندارد۔
- ۶- ب: "بروزی"، کہ غلط است۔
- ۷- ب: "تا بانعام"۔
- ۸- ب: "سری" کہ حتماً اشتباہ است و "ز" درست است۔
- ۹- ب: "سرفراز"، کہ حتماً سہواست۔
- ۱۰- ب: "بروزی" چہارشنبہ، کہ غلط است۔
- ۱۱- ب: "بروزی" کہ سہواست۔
- ۱۲- ب: بخواند الواقعہ۔
- ۱۳- ب: این بیت را ندارد۔
- ۱۴- ب: "گردی"۔
- ۱۵- ب: "ز قید و در غم آزاد گردی"۔
- ۱۶- از این بعد تا آخر "ب" ندارد و بعد از بیت قبلی این بیت دارد:
 "تا توانی کنی در حق کسی تقصیر
 بدی یا درمی یا قلمی یا قدمی"
 و در مصرع اول این بیت بجای "در حق کسی تقصیر" ظاہر آید "در حق کسی تقصیری" باشد۔ لہذا وزن و بحر این بیت از وزن و بحر بقیہ آیات کہ اینجا نقل شدہ بکلی متضاد است۔

ابدالیہ (فارسی)

- ۱- سورة النحل: ۱۲۵
- ۲- مثنوی دفتر سوم، ص ۴۷ و مرآة المثنوی، ص ۲۳۰
- ۳- سورة الفرقان: ۶۳
- ۴- سورة الاحقاف: ۱۳
- ۵- سورة یونس: ۶۲
- ۶- رسالہ قدسیہ، ص ۱۱۹
- ۷- اتحاف السادة المتقين، جلد ۹: ۶۶۵
- ۸- صحیح مسلم، ص ۳۳۲، جلد ۲، باب المزج مع من احب۔
- ۹- المعروف داتا گنج بخش لاہوری (م ۳۶۵ھ / ۱۰۷۲ء)، بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۱۵۵-۱۵۴
- ۱۰- (م ۳۵۷-۳۴۰ھ)، بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۱۳۸-۱۴۰
- ۱۱- مولانا جلال الدین محمد بلخی رومی (۶۰۳-۶۷۲ھ / ۱۲۰۷-۱۲۷۳ء) صاحب مثنوی، بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۴۷-۲۴۹
- ۱۲- مثنوی معنوی، دفتر سوم، ص ۴۷۶
- ۱۳- پادشاہ معروف غزنوی (۳۸۷-۴۲۱ھ)، بنگرید: کارنامہ بزرگان دین، ص ۳۱۹-۳۲۰
- ۱۴- (۷۹۱-۷۱۸ھ) بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۷۳-۲۷۴
- ۱۵- (م ۲۰- رجب ۸۰۱ھ / ۱- مارچ ۱۳۰۰م)، بنگرید: فتحات الانس، ص ۲۶۹، رشحات عین الحیات، ص ۹۴
- ۱۶- پدرحسام الدین شاشی (م ۸۱۹ھ) خلیفہ حضرت امیر حمزہ (م ۸۰۳ھ) ابن سید امیر کلال (م ۷۷۷ھ) بنگرید: رشحات، ص ۵۱

کین درد و بطلان در مان ندهند

این رباعی را سروده محمود شبستری (م ۷۲۰هـ / ۱۳۲۰ء) نیز گفته اند (بنگرید: سیر تصوف در افغانستان، ص ۱۶۴)۔

۲۶۔ سورة البقرة: ۲۵۳

۲۷۔ سورة الاعراف: ۳۳

۲۸۔ برائے شرح احوال حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ بنگرید: تذکرة الاولیاء، ص ۱۹-۲۰، ۲۸، لغت

نامہ و صفحہ ۱۵۷: ۵۰۹

۲۹۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ، ج ۱۱، ص ۴۲، مجمع البحار، جلد ۳، ص ۳۸۰، مراة المشوی ص ۹۰۹

۳۰۔ فصل الخطاب، ص ۳۷۱، بدین طور:

فَوَارِسُ هَبَّ جَاءِ الْيَوْمِ أَيُّومُ

وَهَا بَيْنَ ظُلْمَاءِ إِذْ اللَّيْلِ اللَّيْلُ

رَجَالُ مُحَارِبٍ وَ حَرْبٍ فَكُنِّيهِمْ

لَا زَنْهُمْ أَعْمَالُهُمْ وَالنَّفْلُ

۳۱۔ سورة الكهف: ۶۵

۳۲۔ بنگرید: فصل الخطاب، ص ۳۷۱-۳۷۲

اُنسیہ (فارسی)

- ۱- سورة آل عمران، آیت ۳۱۔
- ۲- سورة آل عمران، آیت ۳۲۔
- ۳- (م ۱۳/ربیع الاول ۱۷۹۱ھ/ یکم مارچ ۱۳۸۹، بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۷۳-۲۷۴)۔
- ۴- سورة الانعام، آیت ۹۰۔
- ۵- ابوالمعالی سیف الدین سعید بن مطهر یا خرزئی (م ۶۵۹ھ/ ۱۲۶۱م) محدث و شیخ خراسان بودہ۔
(بنگرید: تذکرۃ الحفاظ، جلد ۴: ۱۳۵۱)۔
- ۶- اتحاف السادة المتقين، جلد ۱: ۳۳۹، ۷: ۵۹۵۔
- ۷- رشحات ص ۷۸
- ۸- (م ۱۲/ربیع الاول ۵۷۵ھ/ ۱۷/اوج ۱۱۷۹م درغجدوان، (بنگرید خزینۃ الاصفیاء، ج اول، ص ۵۳۲)۔
- ۹- سورة الاعراف، آیت ۵۵۔
- ۱۰- مسند احمد بن حنبل جلد ۲: ۸۷۔
- ۱۱- (م ۸۸ھ/ ۲۶۹م، بنگرید: الاستیعاب، جلد ۲: ۱۱۳-۱۱۹)۔
- ۱۲- سورة آل عمران: آیت ۱۳۳۔
- ۱۳- (م ۲۰/رجب ۸۰۲ھ/ ۱۷/مارس ۱۳۰۰م، بنگرید: نفحات الانس، ص ۲۶۹-۲۷۱)۔
- ۱۴- حضرت خواجہ محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰/جمادی الثانی ۷۵۵ھ/ ۲/جولائی ۱۳۵۳م،
بنگرید: خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۵۳۵)۔
- ۱۵- حضرت خواجہ عزیزان علی رامینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۸/ذیقعدہ ۷۱۵ھ/ ۱۰/فروری ۱۳۱۶م،
بنگرید: خزینۃ الاصفیاء، ج اول، ص ۵۳۳)۔
- ۱۶- حضرت خواجہ محمود انجیر فغوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۷/ربیع الاول ۷۱۷ھ/ ۶/جون ۱۳۱۷م، بنگرید:

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۸۵)

- ۱۷- حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ ریوگر (م ۶۱۶ھ / ۱۶۱۹م، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۸۳)۔
- ۱۸- حضرت شیخ ابویعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م سوموار ۲۷ رجب ۵۳۵ھ / ۷ مارچ ۱۱۳۱م، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۷۱)۔
- ۱۹- حضرت شیخ ابوعلی فضل بن محمد بن علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴ ربیع الاول ۷۷۷ھ / ۱۱ جولائی ۱۰۸۳م، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۶۸)۔
- ۲۰- حضرت امام محمد بن محمد بن احمد غزالی طوسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳ جمادی الآخر ۵۰۵ھ / ۱۸ دسمبر ۱۱۱۱م، بنگرید: تاریخ نظم و نثر در ایران و دوزبان فارسی، ج ۱، ص ۶۶)۔
- ۲۱- حضرت شیخ ابوالقاسم علی گرگانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۵۰ھ / ۱۰۵۸م، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء، ج ۲، ص ۷۷)۔
- ۲۲- حضرت محمد بن جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ہفتہ ۱۷ رجب ۲۹۲ھ / ۳ جون ۹۰۳م، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۸۱)۔
- ۲۳- حضرت شیخ ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی رحمۃ اللہ علیہ (م عاشورا ۳۲۵ھ / ۱۱ دسمبر ۱۰۳۳م، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۵۸)۔
- ۲۴- حضرت بایزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی بن آدم بن سروشان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ / ۲۵ مئی ۸۷۵م، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۵۱)۔
- ۲۵- حضرت امام جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (م ۱۵ رجب ۱۴۸ھ / ۶ ستمبر ۷۶۵م، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۴۶)۔
- ۲۶- حضرت محمد باقر بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم (م بروز سوموار ۷ ربیع الحج ۱۱۴ھ / ۲۸ جنوری ۷۳۳م، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۳۵)۔
- ۲۷- حضرت امام زین العابدین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۸ محرم ۹۳ھ / ۵ نومبر ۷۱۲م، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۳۰)۔
- ۲۸- حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۰ محرم ۶۱ھ / ۱۰ اکتوبر ۶۸۰م، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء،

- ج ۱، ص ۲۸)۔
- ۲۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (م ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ ھ / ۲۸ جنوری ۶۶۱ م، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۱۵)۔
- ۳۰۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم (م ۲۳ جمادی الاول ۱۰۶ ھ یا ۱۰۷ ھ / ۵ نومبر ۲۳ یا ۲۵ م، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۴۵)۔
- ۳۱۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۰ رجب ۳۳ ھ / ۴ فروری ۲۵۴ م، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۴۲)۔
- ۳۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ممنگل ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ھ / ۲۳ اگست ۶۳۲ م، بنگرید: الاستیعاب، جلد ۴: ۱۷۷-۱۷۸)۔
- ۳۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۹
- ۳۴۔ سورۃ التوبۃ: ۱۰۸
- ۳۵۔ صحیح مسلم (ج اول)، ص ۱۳۸-۱۳۹
- ۳۶۔ جامع الترمذی، ص ۹ و منیۃ المصلی، ص ۱۱
- ۳۷۔ منیۃ المصلی، ص ۱۱
- ۳۸۔ سورۃ الاعراف: ۳۱
- ۳۹۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۹
- ۴۰۔ (م ۶۳۲ ھ / ۱۲۳۲ م، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء: ۱۳)۔
- ۴۱۔ (م ۶۳۸ ھ / ۱۲۴۰ م، خزینۃ الاصفیاء: ۱۱۲)۔
- ۴۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۵ (بہ نقل از ابوداؤد)۔
- ۴۳۔ احیاء علوم الدین والمغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج مافی الاحیاء من الاخبار (ج اول)، ص ۱۴۱
- ۴۴۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۰
- ۴۵۔ آیہ ۲۵۵، سورۃ البقرۃ
- ۴۶۔ آیہ ۲۸۵، سورۃ البقرۃ
- ۴۷۔ سورۃ اخلاص: ۱

- ۴۸- سورة الفلق: ۱
- ۴۹- سورة الناس: ۱
- ۵۰- مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۵ (بہ نقل از ابوداؤد)۔
- ۵۱- ابن ابی شیبہؒ
- ۵۲- بخاری و مسلم و کتب دیگر صحاح ستہ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۹
- ۵۳- احیاء علوم الدین: ۱: ۳۳۷
- ۵۴- مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۹
- ۵۵- ایضاً
- ۵۶- احادیث مشنوی، ص ۳۲ (بہ نقل از کنوز الحقائق، ص ۱۳۰)۔
- ۵۷- اتحاف السادة المتقين ۵: ۲۳
- ۵۸- سورة الشعراء: ۸۸، ۸۹
- ۵۹- تفسیر چرخي، ص ۱۵۱
- ۶۰- سرودہ ابوسعید ابوالخیرؒ تاریخ تصوف در اسلام، ص ۶۰۳
- ۶۱- ترغیب، جلد ۲: ۳۱۲ (رواہ الطبرانی، فی الاوسط و فی الکبیر)۔
- ۶۲- سورة حم السجدة: ۳۰
- ۶۳- ایضاً
- ۶۴- ایضاً
- ۶۵- ایضاً
- ۶۶- ایضاً: ۳۱
- ۶۷- ایضاً
- ۶۸- ایضاً: ۳۲
- ۶۹- (م ۲۵۵ھ / ۸۴۹م، بنگرید: کشف الظنون ۲: ۱۹۷۹)۔
- ۷۰- مولانا جلال الدین محمد رومیؒ (م ۶۷۲ھ / ۱۲۷۳م) بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص

- ۷۱۔ در کلیات شمس، جلد ۸ (مشمول بر رباعیات) مطبوعہ دانش گان تہران، ۱۳۳۲ھ، دیدہ نشد۔
- ۷۲۔ سورة الاعراف: ۲۰۵
- ۷۳۔ سورة الاعراف: ۵۵
- ۷۴۔ ایضاً
- ۷۵۔ (م ۵۳۷/۵۱۱۳۲م)۔
- ۷۶۔ (م ۶۶۲/۵۳۲م، بنگرید: الاستیعاب ۳: ۳۲۶-۳۲۸)۔
- ۷۷۔ مثنوی (ج اول)، ص ۵۰
- ۷۸۔ کلیات شمس (ج ۵)، ص ۱۷۱
- ۷۹۔ فقرات، ص ۱۵۸
- ۸۰۔ کشف الخفاء، جلد ۱: ۸۸
- ۸۱۔ سلسلۃ الذهب (دفتر اول)، ص ۳۱
- ۸۲۔ صحیح بخاری (ج ۱)، ص ۶
- ۸۳۔ تفسیر چرخی، ص ۱۶۶، ۲۱۰
- ۸۴۔ سورة البقرة: ۱۵۲
- ۸۵۔ مرقات شرح مشکوٰۃ (ج ۹)، ص ۳۹۳
- ۸۶۔ الحقائق فی التفسیر از شیخ ابی عبدالرحمن محمد بن حسین سلمی نیشاپوری رد (م ۳۱۲/۵۱۰۲۱م)۔ اسلوب عرفانی (بنگرید: معجم المؤلفین، جلد ۹: ۲۵۸-۲۵۹)۔
- ۸۷۔ سورة ق: ۱۶
- ۸۸۔ (م یکم محرم ۱۲۳۳ھ/ ۷ نومبر ۱۸۴۳م، بنگرید: الاستیعاب ۳: ۲۳۵-۲۳۳)۔
- ۸۹۔ مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ، ص ۹۲
- ۹۰۔ قدسیہ، ص ۹۰
- ۹۱۔ شرح دیباچہ (ناسیہ)، ص ۱۱۸
- ۹۲۔ سورة الاعراف: ۲۰۵
- ۹۳۔ سورة الواحی: ۱۰

- ۹۴- سورة التور: ۳۷
- ۹۵- سورة بنی اسرائیل (الاسراء): ۸۹
- ۹۶- سورة المزمل: ۱-۲
- ۱۰۱۳۹۷- سورة الذریت: ۱۵-۱۸
- ۱۰۲- سورة البقرة: ۲۸۶
- ۱۰۳- ایضاً: ۱۲۸
- ۱۰۸۳۱۰۴- سورة السجدة: ۱۶-۱۷
- ۱۰۹- مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۰۹ بحوالہ الترمذی
- ۱۱۰- همان مأخذ
- ۱۱۱- آل عمران: ۱۹۰
- ۱۱۲- یعنی سورة آل عمران
- ۱۱۳- مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۰۷-۱۰۸، (بہ نقل در صحاح ستہ)۔
- ۱۱۳- سورة الکفر ون: ۱
- ۱۱۵- سورة الاخلاص: ۱
- ۱۱۶- مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۵ (بہ نقل از ابوداؤد)۔
- ۱۱۷- سنن ابن ماجہ، ص ۵۶
- ۱۱۸- مشکوٰۃ المصابیح، ص ۸۹ (بہ نقل از ترمذی)۔
- ۱۱۹- ایضاً، ص ۱۱۶ (بہ نقل از ابوداؤد)
- ۱۲۰- همان مأخذ و سنن ابی داؤد (ج ۱)، ص ۱۸۲
- ۱۲۱- سورة النجم: ۳۷
- ۱۲۲- مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۱۰
- ۱۲۳- سنن ابن ماجہ، ص ۵۶
- ۱۲۳- مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶ (بہ نقل از ابن ماجہ)۔
- ۱۲۵- سورة بنی اسرائیل: ۲۵

- ۱۲۶- مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶ (بہ نقل از مسلم حدیث نمبر ۱۷۳۶)۔
- ۱۲۷- سورة النساء: ۲۹
- ۱۲۸- اتحاف السادة المتقين، جلد ۶: ۸، کنز العمال جلد ۳، نمبر ۶۸۹۱، قدسیہ، ص ۲۹
- ۱۲۹- نائیہ ص ۱۰۷
- ۱۳۰- سورة الذریت: ۲۱
- ۱۳۱- نائیہ ص ۱۱۱ و چاپ ۱۳۳۶، ص ۳
- ۱۳۲- (م ۱۱- شعبان ۱۳۲۵ھ/ ۹- ژوئہ ۱۱۳۱م، بنگرید: تاریخ نظم و نثر: ۷۴)۔
- ۱۳۳- سورة الحجر: ۲۹
- ۱۳۴- مسند احمد بن حنبل، (ج ۴)، ص ۱۵۸، تفسیر جرتی، ص ۱۵۴
- ۱۳۵- مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ، ص ۱۹۷
- ۱۳۶- احادیث مشہور تالیف بدیع الزمان فروزانفر، ص ۶۵ (بہ نقل از اتحاف السادة المتقين، ج ۸، ص ۲۰۸)۔
- ۱۳۷- تفسیر جرتی، ۹۸، منقول از امام قشیری
- ۱۳۸- خواجہ عبداللہ انصاری ہروی (م ۱۳۸۱ھ/ ۱۰۹۸م)، بنگرید: معجم المولفین، جلد ۶: ۶
- ۱۳۹- سورة البقرہ: ۲۶۰
- ۱۴۰- سورة حم السجدہ: ۳۰
- ۱۴۱- سورة یونس: ۶۲
- ۱۴۲- سورة الانفال: ۳
- ۱۴۳- سورة البقرہ: ۲۵۶
- ۱۴۴- مشکوٰۃ (کتاب الایمان) ص ۱۱
- ۱۴۵- بنگرید: شمارہ ردیف ۶۰ قبلی۔
- ۱۴۶- سورة الانعام: ۹۱

دکتر محمد استعلامی، انتشارات: زوار تہران، ۱۳۴۶ خ

- ۱۴- تذکرۃ الحفاظ (عربی): از شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۸ء، جلد ۴
- ۱۵- تذکرۃ صوفیائے پنجاب (اردو): از اعجاز الحق قدوسی، ناشر: سلیمان اکیڈمی، کراچی، ۱۹۶۲ء
- ۱۶- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (اردو): تالیف علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ، مع تکملہ از محمد صادق قصوری، ناشر: نوری بک ڈپو، لاہور، ۱۹۷۶ء
- ۱۷- تذکرہ نقشبندیہ خیریہ (اردو): از محمد صادق قصوری، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء
- ۱۸- الترغیب والترہیب (عربی): از حافظ زکی الدین عبدالعظیم، تحقیق: مصطفیٰ محمد عمارۃ، دمشق: دار الایمان، ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء، جلد ۲
- ۱۹- تفسیر یعقوب چرخی (فارسی): از حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور، ۱۳۳۱ھ
- ۲۰- جامع ترمذی (عربی): تالیف حافظ ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ علمی پریس دہلی (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔
- ۲۱- حصن حصین (اردو ترجمہ): از امام محمد بن محمد الجزری شافعی، کراچی، تاج کمپنی، س۔ن۔
- ۲۲- خزینۃ الاصفیاء (فارسی): تالیف مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: مطبع نوکلشور کانیپور، ۱۳۳۲ھ، جلد ۱، ۲
- ۲۳- دیوان حکیم سنائی (فارسی): از ابوالمجد ود (یا ابوالحسن علی) ابن آدم سنائی غزنوی، یکوش مطاہر مصفا، تہران: مؤسسہ امیر کبیر، س۔ن۔
- ۲۴- رباعیات ابوسعید ابوالخیرؒ (فارسی مع شرح و ترجمہ اردو): از ابوسعید ابوالخیر شیخ فضل اللہ، مترجم و شارح: رازی جالندھری، لاہور: ملک نذیر احمد، س۔ن۔
- ۲۵- رسالہ قدسیہ (فارسی): تالیف خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ، با مقدمہ و تفسیر و تصحیح و تعلیقات پروفیسر ملک محمد اقبال، انتشارات: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۳۹۵ھ
- ۲۶- رشحات عین الحیات (فارسی): تالیف ملا علی بن الحسین الواعظ الکاشفی، کانیپور، مطبع نوکلشور، ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء
- ۲۷- روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی (عربی): تالیف علامہ ابوالفضل شہاب الدین

السید محمود الالوسی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)، جلد ۷

۲۸- روزنامہ جنگ (اردو): کراچی، مورخہ ۹ جنوری ۱۹۸۲ء

۲۹- سفینۃ الاولیاء (فارسی): از داراشکوہ، کانپور: ۱۸۸۳ء

۳۰- سلسلہ نقشبندیہ (فارسی): از محمد طاہر بن طیب خوارزمی، شمارہ ۶۹، مخزنہ ازبکستان اکیڈمی آف سائنس، اورینٹل انسٹی ٹیوٹ لائبریری، ازبکستان۔

۳۱- سنن ابن ماجہ (عربی): تالیف امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، شائع کردہ نور محمد تجارت کتب آرام باغ کراچی (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔

۳۲- سنن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ (عربی): مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور، (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔

۳۳- شذرات الذهب فی اخبار من ذہب (عربی): از عبدالحی بن عماد حنبلی، بیروت: دار الفکر، س۔ ن۔ جلد ۲

۳۴- شرح دیباچہ مثنوی مولانا روم، المعروف رسالہ نائیہ (اردو ترجمہ): مصنف: حضرت مولانا یعقوب چرخی، ترجمہ، مقدمہ و حواشی: محمد زبیر انجھا، لاہور: جمعیتہ پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء

۳۵- صحیح البخاری (عربی): تالیف ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ اصح المطابع کراچی (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)، جلد ۱

۳۶- صحیح مسلم (عربی)، تالیف امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: مکتبۃ السلفیہ (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)، جلد ۱

۳۷- فصل الخطاب (فارسی): از خواجہ محمد پارسا، تصحیح و مقدمہ و تعلیقات: جلیل مسگر نژاد، تہران: مرکز دانش گاہی، ۱۳۸۱ھ ش۔

۳۸- فقرات (فارسی): تالیف خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۸ھ) نسخہ خطی شمارہ ۶۹۱۲، مخزنہ کتب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد۔

۳۹- فہرست کتابہائے چاپی فارسی (فارسی): گرد آورندہ، خانباہامشار، انتشارات: بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب، تہران: ۱۳۳۷خ، جلد ۲

۴۰- فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (فارسی): از (استاد) احمد منزوی، اسلام آباد: مرکز

تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، ج ۱، ص ۳۱۔

۴۱۔ فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش: از محمد حسین تسبیحی، ناشر: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد، ۱۳۹۴ھ۔

۴۲۔ قرآن الحکیم (مترجم اردو) ترجمہ از شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر از شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، انتشارات: تاج کمپنی، لاہور (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔

۴۳۔ قرآن مجید (مترجم اردو): ترجمہ از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، انتشارات: شیخ غلام علی اینڈ سنز، تاجران کتب، لاہور، ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ

۴۴۔ قصر عارفان از مولوی احمد علی، ناشر: اورینٹل کالج میگزین لاہور، ۱۹۶۵ء

۴۵۔ کارنامہ بزرگان ایران (فارسی)، نشریہ ادارہ کل انتشارات و رادیو ایران، تہران: ۱۳۳۰خ

۴۶۔ کشف الاسرار و عداۃ الابرار معروف بتفسیر خواجہ عبداللہ انصاری (فارسی): تالیف ابو الفضل رشید الدین المہدی، بسعی و اہتمام علی اصغر حکمت، ناشر: کتابخانہ ابن سینا، تہران: ۱۳۳۳ھ

۴۷۔ کشف الخفا (عربی): از العجلونی، بیروت: مکتبہ دار التراث، س۔ ن۔ ج ۱۔

۴۸۔ کشف المحجوب (اردو ترجمہ) از ابو الحسن سید علی بن عثمان بجوی، ترجمہ از ابو الحسنات سید محمد احمد قادری، ناشر: اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور: ۱۳۹۷ھ

۴۹۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب، الفنون (عربی): از مصطفیٰ بن عبداللہ الشہیر بجاجی خلیفہ و بکاتب چلبی، استنبول: ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء، ج ۲

۵۰۔ کلیات شمس یاد یوان کبیر (فارسی): از مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ، با تصحیحات و حواشی بدیع الزمان فروزانفر، انتشارات دانشگاه تہران: ۱۳۳۹ش، جلد ۲، ص ۸۔

۵۱۔ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال (عربی): از علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی البرہانوفوری قدس سرہ، بیروت: مؤسسہ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء، جلد ۳

۵۲۔ لطائف نفیسیہ در مناقب او سیہ از ناشناس، (مخطوطہ فارسی) شماره ۴۳۹۴، کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد۔

۵۳۔ لغات الحدیث (اردو): مؤلفہ وحید الزمان، مطبوعہ نور محمد المطابع، کراچی (تاریخ طباعت درج

نہیں ہے)۔

- ۵۴۔ لغت نامہ دہخدا (فارسی) از علی اکبر دہخدا، تہران: دانش گاہ تہران، شمارہ مسلسل ۱۵۷، ۱۳۳۸ھ ش۔
- ۵۵۔ ماہنامہ فاران (اُردو): کراچی، فروری ۱۹۷۸ء
- ۵۶۔ مثنوی مولوی معنوی (فارسی، اُردو): تصنیف: مولانا جلال الدین بلخی رومی، مترجم: قاضی سجاد حسین، لاہور: الفیصل، س۔ ن۔ ج ۱-۶
- ۵۷۔ مثنوی باکشف الایات (فارسی): از مولانا جلال الدین محمد رومی، بہ خط خوشنویس میر خانی، تہران، چاپ اسلامیہ، ۱۳۷۴ھ ش۔
- ۵۸۔ مثنوی ہفت اورنگ (فارسی): از نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ، تصحیح و مقدمہ، آقا مرتضیٰ مدرس گیلانی، انتشارات: کتاب فروشی سعدی، تہران: ۱۳۵۱ ش
- ۵۹۔ مجلہ دانش کدہ ادبیات و علوم انسانی (فارسی): مشہد: شمارہ ۱۵، پاییز ۱۳۸۴ھ ش۔
- ۶۰۔ مجمع البحار (عربی): از شیخ محمد ظاہر، ناشر: مطبع نولکشور، س۔ ن۔ جلد ۳
- ۶۱۔ مرآة المثنوی (فارسی): از تلمذ حسین، ناشر: اعظم اسٹیم پریس، حیدرآباد دکن: ۱۳۵۲ھ۔
- ۶۲۔ مجموعہ ستہ ضروریہ: رسائل حضرات نقشبندیہ (فارسی): تصحیح جناب مولانا اعجاز احمد بدایونی، مطبوعہ مطبع مجتہبی، دہلی: ۱۳۱۲ھ
- ۶۳۔ مرصاد العباد (فارسی): از نجم الدین ابوبکر محمد بن شاہاوز بن انوشیروان رازی، معروف بہ دایہ، باہتمام: ڈاکٹر محمد امین ریاحی، تہران: بگاہ ترجمہ و نشر کتاب، ۱۳۵۲ھ ش۔
- ۶۴۔ المرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی): تالیف علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ المحدث والفقیہ (المتوفی ۱۰۱۳ھ)، ملتان (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)، جلد ۹، ۱۱
- ۶۵۔ مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (عربی): شایع کردہ المکتب الاسلامی، بیروت (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)، جلد ۳، ۴
- ۶۶۔ مشکوٰۃ المصابیح (عربی): تالیف الشیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ، الخطیب رحمۃ اللہ علیہ، انتشارات: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔
- ۶۷۔ مطلب الطالبین (فارسی): از ابوالعباس محمد بن طالب، نسخہ خطی شمارہ ۸۰، مخزن وند از بکستان اکیڈمی آف سائنس، اورینٹل انسٹی ٹیوٹ لاہور، لاہور، از بکستان۔

۶۸۔ المعجم المفہرس لاحادیث النبوی (عربی): از ا۔ ی۔ ونسک / ی۔ بروخمان، استنبول: دارالدعوة، ۱۹۸۸ء، جلد ۷

۶۹۔ معجم المؤلفین (عربی): از عمر رضا کمال، بیروت: مکتبۃ المثنیٰ، س۔ ن، جلد ۶، ۱۰، ۹، ۱۰، ۹

۷۰۔ المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج مافی الاحیاء من الاخبار (عربی)، تالیف الحافظ ابو الفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۶ھ)، مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلی، مصر، ۱۹۳۹ء، جلد ۱

۷۱۔ مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ (فارسی): تالیف حضرت شاہ محمد مظہر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: اکمل المطابع دہلی، ۱۲۷۷ھ

۷۲۔ منیۃ المصلی (عربی): تالیف شیخ الفقہ علامہ سعید الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ مجیدی پریس کانپور (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔

۷۳۔ ناسیہ، رسالہ (فارسی): تالیف حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، با مقدمہ وحواشی خلیل اللہ خلیلی، ناشر: انجمن تاریخ افغانستان کابل، ۱۳۵۲خ

۷۴۔ نسماۃ القدس (اردو): تالیف خواجہ محمد ہاشم کشمیری، مترجم: سید محبوب حسن واسطی، سیالکوٹ، مکتبہ نعمانیہ، ۱۴۱۰ھ۔

۷۵۔ نجات الانس (فارسی): از مولانا عبدالرحمن جامی، لاہور: مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس، س۔ ن۔

۷۶۔ ہفت اقلیم (فارسی): اثر امین احمد رازی، با تصحیح و تعلق:۔ جواد فاضل، انتشارات کتابفروشی علی اکبر علمی و کتابفروشی ادیبیہ، تہران (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)، جلد ۱

۷۷۔ Bahaeddin Naksband: by Necdet Tosun, Istanbul, Insan Yayinlari, 2003 A.D.

۷۸۔ Encyclopaedia Iranica: London, 1990, v. 4 (PP 819-820, Carki, by Hamid Algar).

۷۹۔ Le Sufi et le Commissair, Bennigsen and C. Lemerrier, Quelquejay, Paris, 1986.

(بشکر دانشمند ارجمند دوست مہربان جناب نجات طوسون)

محمد ہستی و گوہر فشانان
 زبان تو نشان پاک ایمان
 بہ نقشبندی تویی پیوند خوبان
 بہ شرح مثنوی داری دل و جان
 تشکر می نمود بحسنت گویان
 بہ کوشش آمدہ تحقیق عرفان
 بہ فارسی آمدہ ”تفسیر قرآن“
 ”رسالہ اُنیسہ“ شور نستان
 بہ چاپ و نشر آثارش سندان
 همان گل آمد از سوائے گلستان
 محمد پاک دل چون ماہ تابان
 کہ زادگاہش بود در قلب انسان
 صفائے زندگی را بستہ پیمان
 بہ مسجد دادہ او محراب رحمان
 صفات حضرت حق را ثنا خوان
 بہ محراب و بہ مسجد در شبستان
 شود روشن ہمارہ قلب پڑمان
 ہمیں آئندہ گوید مہد نیکان
 چراغ روشن رانجھا درخشان
 دما دم نغمہ ہائے خوش نوازان
 بہ گنج بخش کتاب و گنج احسان
 بہ گلزار خلیل و خانقاہان
 نذیر رانجھا امیر باغ و بستان

نذیر، من تویی رانجھائے جانان
 دل تو مرکز مہر و محبت
 نوشتی تذکرہ تاریخ نقشبند
 نسیم گلشن از تو گشتہ خوشبو
 اگر یعقوب چرخئی زندہ گشتی
 اگر ابدالیہ خواہی بخوانی
 نشان چرخئی شیرازی ما
 بہ انس و انس و دانش بستہ گشتی
 تصوف بر دل رانجھا رسیدہ
 نوائے دلبری از گل شنیدم
 رسیدہ نور حق بر قلب رانجھا
 بہ آبادی جلالش روح و رحمت
 اگر بحر الحقیقہ ترجمہ شد
 سریر کشور حسن خدائی
 نماز و روزہ اش پیوند اللہ
 بہ درگاہ خدا دست دعائیش
 طلوع زندگی در کار و کوشش
 امید ہر کسی آئندہ او
 بہ اخلاق خوش و شیرین زبانی
 محبت مردمان گردیدہ رانجھا
 شدم من ہم نشین رانجھائے گل
 سفر کردم بہ ہمراہش بہ گلزار
 الہی زندہ و پایندہ باشد

متم بندہ رہا خدمتگر علم

زبان فارسی را نغمہ خوانان

سرودہ جناب آقائے دکتہ محمد حسین سبحی

۱۳- شوال المعظم ۱۳۸۲ ش/ ۳- جنوری ۲۰۰۳ء

- Charkhi (pp 23-51), from "Mian Ahmed Ikhlaq Academy, Lahore" in 1997.
5. **TAFSEER YAQUB CHARKHI:** Completed in 851 A. H/ 1447 A.D containing "Tasmia, Tauz `Sura-e-Fateha" and exegesis of two chapters of Quran. I have translated it in Urdu and have been published from Jamia Publications, Lahore in 2005.
 6. **TARIKA KAHATM-E-AHZAB:** Which was firstly published by my Editing, Annotating, in Persian Language in "Danesh" (vol-1, No-1, pp 40-41), 1985. Secondly was published in Urdu Translation She Rasail Charkhi (pp 63-67), from "Mian Ahmed Ikhlaq Academy, Lahore" in 1997.
 7. **UNZIA:** published in 1312 A. H. by Mujtabai Press, Delhi. Its Urdu translation by me with Persian text, published by Iran Pakistan Institute of Persian Study, Islamabad in 1983 and Kutubkhana-e-Serajia, Khanqah Sharif Ahmadi Saeedia, Musa Zai Sharif, Dera Ismail Khan, Pakistan.

Except Sr. No. 3 and 5 all other Risalas are inclusive in third edition in your hand, May God Bless the reader of Risalas and the Compiler.

Muhammad Nazir Ranjha

H. No. CB-131, Ghaziabad,

Kamalabad, Rawalpindi Cantt.

Pakistan

13-08-1427 / 07-09-2006

The Maulana is the author of several books of importance. He was a poet as well. One of his Quatrains is cited by Amin-ud-Din Razi in his biographical dictionary of poets (Tazkera): Haft Iqleem.

Following is the list of books written by Maulana Yaqub Charkhi.

1. **ABDALIYA:** A Work of Sufism, which was firstly published by my Editing, Annotating, in Persian Language, by "Iran Pakistan Institute of Persian Studies, Islamabad in 1978 and in its Urdu Translation was published by me from Islamic Book Foundation, Lahore in 1978.
2. **HURAYAH:** Commentary of Rubai-e-Abu-Saeed Abul Khair: A manuscript's copy is available in the Ganj Bakhsh Library Iran Pakistan Institute of Persian Studies, Islamabad, bearing Serial no. 4448, which was firstly published by my Editing, Annotating, in Persian Language in "Danesh (vol-1, No-1, pp 34-39), 1985. Secondly was published in Urdu Translation She Rasail Charkhi (pp 52062), from "Mian Ikhlq Ahmed Academy, Lahore" in 1997
3. **RISALA-E-NAAYIA:** based on the commentary of the Introduction of Maulana Jalaluddin's Masnavi-e-Ma'navi published in 1326 A. H. by the Anjuman-e-Tareekh Afghanistan, Kabul. I have translated it in Urdu and have been published from Jamia Publications, Lahore in 2004.
4. **SHARH-E-ASMA-ALLAH:** An exposition of the names of Allah in Arabic and Persian, which was firstly published by my Editing, Annotating, in Persian Language in "Danesh" (vol-1, No-1, pp 15-33), 1985. Secondly was published in Urdu Translation She Rasail

In the name of Allah, Beneficent and Merciful

About the Author

Praise be to Allah, Lord of the worlds, and peace and blessings of Allah, upon the Holy Prophet Hazrat Muhammad (PBUH) and all his followers (AS).

The author of these small treatises, Maulana Yaqub Charkhi was son of Usman, son of Mahmud, son of Muhammad, son of Mahmood-al-Ghazanayi-al-Charkhi-al-Serzi, alias Yaqub Charkhi. He was born in 762 A.H/1360-61 A.D. There is also very scanty information about his life in the extent sources of his biography.

Charkhi received his early education in Heart and Egypt. In Egypt he was a brilliant student of Maulana Shahab-ud-Din Sirami (d. 804 A.H/1402 A.D), a renowned scholar of that time. Hazrat Sheikh Zain-ud-Din (d. 838 A.H/1434 A.D) was also a class-fellow of Maulana Yaqub Charkhi in the same institution. Permission for issuing Fatwa's was also granted to Maulana Charkhi by the Ulema of Bukhara.

The Maulana also met Hazrat Baha-ud-Din Naqshbandi (d. 791A.H/1389 A.D) in Bukhara and was very much influenced by him. He also remained of some time with Khawaja Alauddin Attar (d. 802 A.H/1399 A.D) in Badakhshan.

Charkhi died on 5th Safar, 851 A.H/1447 A.D the author of "Rash-haat" says that Maulana Charkhi was buried in the village, "Halftoo" in Hisar. But according to Saeed Nafeesi he died in Hisare Shadmaan and buried in "Kalkhurinen" near Doshanbah, capital of Tajikistan. Saeed Nafeesi says that his son Maulana Yousof Charkhi succeeded his father after the latter's death.

حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ نہ صرف حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ اور اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ کے خلفاء میں سے تھے، بلکہ وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی مشائخ اور ابتدائی اصحابِ قلم میں شامل ہوتے ہیں اور اپنے وقت کے مشہور عارف حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے شیخ و مرشد ہیں۔ حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ سے مسائل تصوف پر رسائل؛ شرح اسماء الحسنی، حورانیہ یا جمالیہ، ابدالیہ، اُنسیہ اور ناسیہ کے علاوہ تفسیر چرخنی (تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور آخری دو پاروں کی تفسیر) یادگار ہے۔

جناب محمد نذیر انجھا کی تصنیفی سرگرمیوں میں صوفیہ بالخصوص نقشبندی بزرگوں کی مساعی جلیلہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس وقت تک ان کی چھتیس کتابیں منصوبہ شہود پر آچکی ہیں۔ جن میں شرح مثنوی معنوی، نسائم گلشن، لمحات من فحاحات القدس (وسطی ایشیا کے صوفیہ کے بارے میں ایک اہم و نادر متن) اور برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات (عربی و فارسی کتب اور اُن کے اردو تراجم) جیسی اہم کتب شامل ہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ پر مستقل بالذات کتاب تصنیف کی اور برصغیر بالخصوص خطہ پنجاب و سرحد میں نقشبندی بزرگوں کے تذکرے مرتب کیے۔ انھیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے دلی محبت و عشق ہے اور خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بطن اللہ ظاہم العالی (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کنڈیاں، ضلع میانوالی) کے مستر شداور دست گرفتہ ہیں۔ ۱۹۷۸ء میں انھوں نے حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ کے رسالہ ابدالیہ کو تصحیح و تعلیقات کے ساتھ متعارف کرایا اور بعد ازاں حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ کے تمام فارسی آثار کو مرتب و مدوّن کیا، نیز انھیں اُردو کا جامہ پہنایا۔ اس طرح گذشتہ اکتیس برسوں سے وہ حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ کے احوال و آثار پر کام کر رہے ہیں۔ ان کے علمی و تحقیقی کاموں کو بین الاقوامی سطح پر پذیرائی حاصل ہے۔

زیر نظر کتاب (رسائل چرخنی) میں حضرت مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ کے رسالہ ناسیہ اور تفسیر چرخنی کے علاوہ تمام رسائل کا فارسی متن اور اردو ترجمہ شامل ہے۔

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ
کنڈیاں، ضلع میانوالی

www.maktabah.org

Maktabah Mujaddidiyah

www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.